جدید اضافہ شدہ چھٹا ایڈیشن

الفوز اکیڈمی

حدیث کی اہمیت اور ضرورت

خلیل الرحمٰن چشتی

سلسلۂ تعلیماتِ قرآن و سنت : 12

- انفرادی اور اجتماعی سنتیں
- سنت کا قانونی اور آئینی مقام
- مختصر تاریخِ روایتِ حدیث
- قرآن وسنت کا باہمی تعلق
- علمِ حدیث کی بنیادی اصطلاحات
- منکرینِ حدیث کے اعتراضات کے جوابات

www.sirat-e-mustaqeem.com

الفوز اکیڈمی

کے قیام کا بنیادی مقصد

کتاب وسنت کی خالص ، ٹھوس ، مستند اور اساسی تعلیمات ، جدید طریقہ ہائے تدریس کے ذریعے ، تعلیم یافتہ افراد تک پہنچانا ہے۔

الفوز اکیڈمی ، ایک غیر سیاسی اسلامی تربیت گاہ ہے۔ یہاں قرآن کی زبان ، اور قرآنی علوم کے علاوہ ، اُصولِ حدیث، اُصولِ فقہ اور متفرق موضوعات پر فہم دین کے لیکچرز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اکیڈمی ، مختلف کورسز کے ذریعے ، جدید تعلیم یافتہ طبقے کی فکری ، اور عملی تربیت کرتی ہے تاکہ وہ فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر ، دینِ حنیف کی تبلیغ کریں اور دعوتِ دین کو ، اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ اکیڈمی اسلامی تعلیماتِ اُخوت سے ، لسانی ، نسلی، صوبائی اور دیگر گروہی تعصّبات کا خاتمہ کر کے ، باہمی اسلامی رواداری اور یکجہتی کی فضا قائم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

Al-Fawz Academy

Between Golra & Police Foundation

Street 15, E-11/4, Golra, Islamabad

Tel 051-210-6783 Tel 051-211-2650

Fax 051-210-6366 Fax 051-211-2651

www.sirat-e-mustaqeem.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حدیث کی اہمیت اور ضرورت

علمِ حدیث کے ابتدائی طالبِ علموں کے لیے نہایت مفید کتاب

مُرتّب : خلیل الرحمٰن چشتی

الفوز اکیڈمی

Street# 15, Police Foundation, E-11/4, Islamabad

Tel: 051-210-67 83 Tel: 051-211-26 50

Fax: 051-211-26 51

Email:chishti@apollo.net.pk

www.sirat-e-mustaqeem.com

فہرستِ مضامین

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	ابتدائیہ	11
پہلا باب	حدیث و سنت کا دائرۂ کار	21
	صحیح البخاری کے ابواب کی فہرست	23
	انفرادی سنتیں	24
	انفرادی سنتوں سے اجتماعی سنتیں افضل ہیں	27
	حلال و حرام میں سنت (حدیث) کا مقام	28
	سنت کی رو سے، کم نشہ آور چیز بھی حرام ہے	28
	مَردوں کے لیے ریشم اور سونا، سنت کی رو سے حرام ہے	29
	اجتماعی سنتیں	29
	قانونِ تعزیرات میں سنت کا مقام	30
	ضروریاتِ خمسہ (مقاصدِ شریعت) اور اسلامی سزائیں	31
	سنت (حدیث) کی آئینی حیثیت	31
	معاشرت میں سنت (حدیث) کا مقام	34
دوسرا باب	رسول اللہ ﷺ کی سنت میں توازن اور اعتدال لازمی ہے	37
	توازن کا تقاضا ہے کہ ہر ایک کو اس کا حق ملے	40
	سنت میں اُصولِ خمسہ کو پیشِ نظر رکھیے	42

www.sirat-e-mustaqeem.com

	سنتوں میں رخصت سے فائدہ اٹھایئے	42
	رسول اللہ ﷺ سے زیادہ متقی بننے کی کوشش نہ کیجیے۔	43
تیسرا باب	حدیث اور قرآن کے باہمی تعلق کی مختلف صورتیں	47
	قرآن فہمی کے مستند ذرائع	58
	قرآن فہمی کے مختلف ذرائع	58
	قرآن فہمی کی راہ میں دو بڑی رکاوٹیں	59
	قرآن فہمی کے غیر مستند ذرائع	59
چوتھا باب	حدیث اور کتابتِ حدیث	61
	حدیث کے مختلف معانی	62
	سنت کے مختلف معانی	62
	سنت کا فقہی مفہوم	63
	کتابتِ حدیث	67
	رسول اللہ ﷺ کا ابتدائی حکم	67
	رسول اللہ ﷺ کا آخری حکم	68
	ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے کیوں منع کیا تھا؟	68
پانچواں باب	نوعیت کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں	71
	حدیثِ قولی	72
	حدیثِ فعلی	73
	حدیثِ تقریری	73

www.sirat-e-mustaqeem.com

چھٹا باب	علمِ روایت اور علمِ درایت	77
	حدیث کے اجزائے ترکیبی	78
	اَلسَّنَد	79
	اَلْمَتْن	80
	ایک متن اور اٹھائیس (28) حدیثیں	81
ساتواں باب	آٹھ صحابہؓ کے شجرہ ہائے روایت	83
	1- حضرت ابو ہریرہؓ	84
	2- حضرت عبداللہ بن عمرؓ	88
	3- حضرت انسؓ بن مالک	90
	4- ام المومنین حضرت عائشہؓ	92
	5- حضرت عبداللہ بن عباسؓ	94
	6- حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاریؓ	96
	7- حضرت ابو سعید خدریؓ	98
	8- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	100
	اَصَحُّ الاسانید کا چارٹ	102
آٹھواں باب	تَعَدُّدِ طُرُق کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں	105
	اخبارِ متواترہ	106
	اخبارِ آحاد	107
	تَعَدُّدِ طُرُق کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں (چارٹ)	108

www.sirat-e-mustaqeem.com

	اخبارِ آحاد کی پہلی قسم: حدیثِ مشہور	109
	اخبارِ آحاد کی دوسری قسم: حدیثِ عزیز	110
	اخبارِ آحاد کی تیسری قسم: حدیثِ غریب	111
نواں باب	نسبت کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم	113
	حدیثِ قدسی ، حدیثِ مرفوع	114
	حدیثِ موقوف ، حدیثِ مقطوع	119
دسواں باب	قبولیت اور عدم قبولیت کے اعتبار سے احادیث کی قسمیں	121
	خبر کی قسمیں (چارٹ)	123
	حدیثِ صحیح: حدیثِ مقبول کی پہلی قسم	124
	علّت کا کیا مطلب ہے؟	125
	شذوذ	126
	حدیثِ حسن: حدیثِ مقبول کی دوسری قسم	128
	حدیثِ ضعیف (مردود) کی تعریف	129
	حدیثِ حسن اور حدیثِ ضعیف کا فرق	129
	فضائل اعمال میں بھی ضعیف حدیث پر عمل جائز نہیں ہے	130
	ڈاکٹر صبحی صالح کی رائے	131
	ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے	131
	اسلام کے تین بنیادی مآخذ اور ان کی صحیح ترتیب	136

www.sirat-e-mustaqeem.com

گیارھواں باب	احادیثِ ضعیفہ	139
	سقوطِ سند کے سبب مردود (ضعیف) احادیث (چارٹ)	140
	سقوطِ ظاہری کے سبب ضعیف حدیثیں	141
	المعلق ، المرسل	141
	المعضل ، المنقطع	142
	سقوطِ خفی کے سبب ضعیف حدیثیں	143
	المُدَلَّس ، تدلیس کی تین بنیادی اقسام	143
	سقوطِ سند ، المرسل الخفی	144
	حدیثِ مُعَنْعَن ، حدیثِ مؤنَّن	144
	طعنِ راوی کے سبب مردود (ضعیف) احادیث	145
	حدیثِ معلل ، حدیثِ موضوع	145
	حدیثِ منکر ، حدیثِ متروک	146
	ثقہ راویوں سے اختلاف کے سبب مردود (ضعیف) احادیث	147
	حدیثِ شاذ ، حدیثِ مدرج	147
	حدیثِ مقلوب ، المزید فی متصل الاسانید	148
	حدیثِ مصحف ، حدیثِ مضطرب	148
	احادیث کی مشترک اقسام: عالی اِسناد اور نازل اِسناد	149
	چند متفرق اصطلاحات	149

www.sirat-e-mustaqeem.com

بارہواں باب	احادیثِ موضوعہ (جھوٹی حدیثیں)	151
	جھوٹی حدیثیں گھڑنے کا عذاب	152
	جھوٹی حدیثوں کی مثالیں	153
	وضعِ حدیث کے اسباب ومحرکات	154
	چند مشہور واضعینِ حدیث	155
تیرہواں باب	صحت کے اعتبار سے کتبِ حدیث کے طبقات	177
	کتبِ حدیث کی قسمیں	180
	صحیح احادیث کہاں مل سکتی ہیں؟	182
	صحیح بخاری۔صحیح مسلم	183
	مؤطا امام مالکؒ	184
	سنن نسائی۔سنن ترمذی	186
	سنن ابی داؤد۔سنن ابن ماجہ	188
	دیگر کتبِ احادیث	190
	صحیح احادیث کے مراتب	193
	حضرت امام بخاریؒ۔حضرت امام مسلمؒ	194
	حضرت امام مالکؒ بن انس	198
چودھواں باب	راویوں کے مراتب	201
	تعدیل کے مراتب اور ان کے الفاظ	202
	جرح کے مراتب	205

www.sirat-e-mustaqeem.com

پندرھواں باب	تاریخِ روایتِ احادیث	211
	رسول اللہ ﷺ کی زندگی۔ایک نظر میں	212
	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی زندگی۔ایک نظر میں	213
	حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی۔ایک نظر میں	215
	حضرت عثمان غنیؓ کی زندگی۔ایک نظر میں	217
	حضرت علیؓ کی زندگی۔ایک نظر میں	218
	خلفاء ، فقہاء اور محدثین۔ایک نظر میں (چارٹ)	219
	اسمائے رواۃ بہ ترتیبِ تاریخِ وفات	223
	علمائے اہلِ حدیث اور شاہ ولی اللہؒ کا سلسلۂ روایتِ حدیث	255
	حنفی علمائے دیوبند اور شاہ ولی اللہؒ کا سلسلۂ روایتِ حدیث	256
	پندرھویں صدی ہجری کے عظیم محدث۔ناصر الدین البانیؒ	261
	علم حدیث اور عصرِ حاضر کے تقاضے	262
سولواں باب	منکرینِ حدیث کے چند اعتراضات کے جوابات	265

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي

(بخاری ، کتاب النکاح ، باب 1 ، حدیث 5118)

حضور ﷺ نے فرمایا:

"جس نے میری سنت سے منہ موڑا ، وہ مجھ میں سے نہیں۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ ، وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَّ نَذِیْراً .

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ، وَخَیْرَ الْھُدٰی ھُدٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ، وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ" وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" ، وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ .

دینِ اسلام کا سارا دارومدار، نبی کریم ﷺ پراترنے والی "وحی" پر ہے۔
وحی کی دو قسمیں ہیں۔ خود رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ ، لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا ، کِتَابُ اللّٰہِ وَسُنَّۃُ نَبِیِّہٖ. (مؤطا امام مالک ، کتاب القدر ،باب 1 ، حدیث 1628)

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھام لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔یہ اللہ کی کتاب اوراس کے نبیؐ کی سنّت ہے۔"

قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سنت (حدیث) ایک دوسرے سے الگ نہیں ہیں۔ یہ ایک ہی منبع سے نکلنے والی دونہریں ہیں۔ قرآن وحیِ جلی ہے اور حدیث وحیِ خفی ۔ قرآن کے الفاظ اور مفہوم دونوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔جبکہ احادیث کا مفہوم بھی مِن جانب اللہ ہے۔لیکن الفاظ رسول اللہ ﷺ کے ہیں ۔قرآنِ مجید کو سمجھنے اوراس پر عمل کرنے کے لیے سنت کو سمجھنا لازمی ہے۔

حدیث کے بارے میں اِفراط وتفریط:

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں حدیث کے بارے میں دو انتہا پسندانہ رجحانات پائے جاتے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہیں۔ پہلا گروہ اس قدر سادہ ، کم فہم اور علم حدیث سے لاعلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہر بات کو حدیث گردانتا ہے ، چاہے وہ علمِ روایت اور علمِ درایت کے اعتبار سے جھوٹی اور من گھڑت ہی کیوں نہ ہو۔

دوسرا گروہ سادہ تو نہیں ہے، لیکن مغربی نظریات ، مغربی تہذیب اور اشتراکیت سے حد درجہ مرعوب ہوکر دینِ اسلام کی ہر چیز کو اپنی عقلِ خام کے پیمانے پر پرکھنا چاہتا ہے۔دوسرے لفظوں میں یہ اعتزال کی ایک جدید شکل ہے۔ یہ گروہ پورے ذخیرۂ علمِ حدیث پر ہاتھ پھیر کر قرآن کی من مانی تاویل کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کی تفسیر و تاویل میں اس کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ حدیث ہی ہے۔ترکِ حدیث کے بعد اس کے ہاتھ میں صرف لغت کی دولت رہ جاتی ہے ، جس کے ذریعے وہ اپنے فاسد ارادوں کو من مانی طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتا ہے۔ منکرینِ حدیث کا یہ گروہ کسی حدیث کو علمِ حدیث اور محدثینِ عظام کے متفقہ اُصولوں کی روشنی میں جانچنے کے بجائے (جن کی بنیاد پر روایتیں قبول اور مسترد کی جاتی ہیں) محض اپنی فاسد اور خام عقل کی بنیاد پر صحیح اور حَسَن اَحادیث کو بھی مشکوک ٹھہراتا ہے۔ برصغیر میں صحیح اور ثابت شدہ احادیث کو مسترد کرنے کا فتنہ اُنیسویں صدی عیسوی میں مغرب کی مادّی ترقی اور سائنسی ایجادات کا شاخسانہ تھا۔چنانچہ جنّات اور ملائکہ وغیرہ کا انکار کیا گیا۔

بیسویں صدی عیسویں میں جب اشراکیت اور سوشلزم کو فروغ حاصل ہوا ، اور ان باطل نظریات پر مبنی طاقتور حکومتیں قائم ہوئیں تو اسلام کو اشتراکیت کے مطابق ڈھالنے کا مسموم عمل شروع ہوا۔شخصی ملکیت کے حق سے محروم کرنے کے لیے نظامِ ربوبیت کا فلسفہ تراشا گیا۔اس کام میں سب سے بڑی رکاوٹ حدیث تھی چنانچہ صحیح البخاری اور صحیح المسلم کی حدیثوں کے بارے میں شکوک کے بیج بوئے گئے۔قرآن کی تاویلِ باطل کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔اِستِغفَار کا مطلب ان منکرینِ حدیث کے نزدیک مغفرت طلب کرنا نہیں ہے ، بلکہ کاشت کاری کرنا ہے۔

وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ (آل عمران:17) کا مفہوم ان کے نزدیک صبح سویرے اٹھ کر اپنے ہلوں کو لے کر زمین میں بیج چھپانے کے لیے کھیتوں میں نکل جانا ہے۔(نعوذ باللہ)

امت کے اندر جو بگاڑ پیدا ہوا ، اس کے علمی اور عملی اسباب و وجوہات کا جائزہ لینے کے بعد ، اللہ کے ایک نیک بندے اور اُس کی کتاب کے ایک بہت بڑے خادم مولانا صدرالدین اصلاحی رَحِمَہ اللہ نے ، دینِ اسلام کا مطالعہ کرنے والوں کو، احادیث کے سلسلے میں ، دو غلطیوں سے بچنے کا مشورہ دیا۔ آپ اتفاق کریں گے کہ یہ دونوں باتیں کس قدر ضروری اور صحیح ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَحادیث کے مطالعہ کے سلسلے میں دو غلطیوں سے بچنا ضروری ہے:

1۔ غلط اور غیر مستند روایتوں کو کسی بھی مصلحت سے قبول کرنے کی غلطی نہ کیجیے

" آپ سے غلط اور غیر مستند روایتوں کو نیک نیتی سے بھی قبول کرنے کی غلطی ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ ایسی روایتوں کے پڑھنے پڑھانے سے فائدہ کم اور نقصان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ فضائل میں جھوٹی اور ضعیف روایات کے استعمال کو جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ صحیح اور حسن احادیث کی ایک کثیر تعداد کی موجودگی میں، کسی ضعیف یا جھوٹی روایت کو قبول کرنے کے لیے کوئی مجبوری نہیں ہے۔ ایسا کرنا نبی ﷺ کی صریح ہدایات اور سخت ترین تنبیہات کے بھی خلاف ہے۔"

2۔ حدیث کے ذوقی انتخاب کی غلطی نہ کیجیے

"جس طرح مطالعہ اور دروس کے لیے قرآن حکیم میں سے، اپنی پسند کے مطابق انتخاب صحیح نہیں، اسی طرح احادیث میں سے بھی من مانا انتخاب صحیح نہیں ہوسکتا۔ جس طرح 'پورا قرآن' کلامِ الٰہی ہے۔ اسی طرح ساری احادیث بھی کلام رسول ﷺ اور عملِ رسول ﷺ ہیں۔ 'خَیرُ الْھَدْیِ' اور 'عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی' کی وصیت رسول ﷺ کے دائرے سے ان کا کوئی حصہ باہر نہیں ہے۔ جس طرح قرآن مجید کے ذوقی انتخاب اور فکری و عملی کوششوں کو اسی حد تک محدود کردینے پر اللہ تعالیٰ کی وعید ہے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۔ (البقرة : 85)

" کیا تم لوگ کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض حصے کا انکار کرتے ہو ؟"

بالکل اِسی طرح اَحادیث کے ذوقی انتخاب کو بھی " ترکِ سنت کے جرم کا ارتکاب" قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس کامل مجموعۂ رشد و ہدایت میں سے، اپنے ذوق کے مطابق کچھ خاص ابواب کا انتخاب اور صرف ان کا مطالعہ، بڑی محرومی کی بات ہے۔ اس ذوقی انتخاب کا ایک اور نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے نتیجے میں دین کا جامع اور ہمہ رخ تصور 'یک رخا' اور محدود ہوجائے گا۔" (دین کا مطالعہ کیسے کریں۔ مولانا صدرالدین اصلاحیؒ)

دینِ اسلام کے مخلص طالب علم کو، اپنے ذاتی ذوق کے مطابق "دین" کو ہموار کرنے کے بجائے "دین کے مطابق" اپنے " ذوق " کو استوار کرنا چاہیے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ذوقی انتخاب کی مثالیں:

مثال کے طور پر ایک شخص سیاسی مزاج رکھتا ہے اور وہ صرف سیاست سے متعلق احادیث وآیات کا مطالعہ کرتا ہے۔نماز ، زکوٰۃ ، صوم اور حج سے متعلق احادیث سے لاعلم رہتا ہے۔نماز وغیرہ کا باقاعدہ اہتمام نہیں کرتا ۔ تو ایسا شخص اپنے اخلاص کے باوجود ، دین کی اساسی چیزوں سے لاعلمی کے سبب گمراہ ہے۔ اسی طرح ایک اور شخص جو راہبانہ مزاج رکھتا ہے، وہ صرف عبادات اور ذکر سے متعلق احادیث کا مطالعہ کرتا ہے۔معاشرت ، معاملات ،حکومت،سیاست،جہاد اور دیگر اجتماعی امور کا علم نہیں رکھتا تو اس کا تصورِ دین بھی ناقص رہے گا۔ اور وہ بھی گمراہی اور ضلالت سے بچنے کے لیے راستہ نہ پا سکے گا۔اس لیے کہ خود اس نے ، وحی کی تعلیمات کے ایک بڑے حصّے سے خود کو لاتعلق،لاعلم اور بے خبر رکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

علمِ حدیث سے لاعلمی:

بَرِّصغیر ہندو پاک میں مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ 1054ھ(1551-1640ء)اور حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب محدث دہلوی 1176ھ (1703-1763ء) سے علمِ حدیث کی تحصیل کا شوق علماء میں عام ہوا۔ ورنہ لوگ قرآنِ مجید کو صرف ثواب اور تبرک کے لیے پڑھتے تھے اور حدیث کی بہ نسبت فقہی مسائل کی طرف زیادہ رجحان تھا۔قرآن مجید اور احادیثِ نبوی ﷺ میں غور وفکر اور تدبر بہت حد تک موقوف تھا۔قرآن وسنت سے بے نیاز تصوّف کی گرم بازاری تھی ، جس کے کچھ بچے کھچے خط وخال آج بھی کہیں کہیں آپ کو مل جاتے ہیں۔ تصوّف اور فقہ کی کتابوں میں قرآن اور حدیث سے بہت کم استدلال کیا جاتا۔اور اگر کہیں کہیں کچھ احادیث پائی جاتیں ، تو ان میں بھی زیادہ تر ضعیف اور موضوع ہوتیں۔

اُصولِ حدیث اور اصطلاحاتِ حدیث سے دینی طبقے کو کوئی خاص رغبت نہ تھی۔سند اور راویوں کے حالات کا علم حاصل کرنا ضروری خیال نہیں کیا جاتا تھا۔محدثین کے عظیم الشان کارناموں سے عوام الناس زیادہ باخبر نہ تھے اور حدیث کی بنیادی کتابیں عام نہ تھیں۔

آج ہم جس دور میں زندہ ہیں دوریاں سمٹ رہی ہیں۔کتابیں عام ہو رہی ہیں۔حدیث اور اصولِ حدیث کی بنیادی کتابیں نئی تزئین وتدوین کے ساتھ شائع ہو رہی ہیں۔کمپیوٹر کی ایجاد نے ایک تہلکہ مچا دیا ہے۔مسند احمد جیسی ضخیم کتاب جس میں تیس ہزار سے زائد احادیث ہیں ، ایک چھوٹی سی ڈسک (Disk) میں سما گئی ہے ۔اس دور کے سب سے بڑے محدث علامہ محمد ناصر الدین البانـــیؒ (1420ھ) نے فقہ،تصوّف، کلام اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

عقیدے کی کتابوں کی تخریج کر کے تحقیق کرنے والوں کے لیے نئی راہیں کھول دی ہیں۔ فاصلے سمٹ رہے ہیں۔
عالمِ عرب کے علماء اور ہمارے علماء کے درمیان حائل مکانی اور علمی خلیج کم ہو رہی ہے۔ لوگ روزگار کے سلسلے میں کثرت سے نقلِ مکانی کر رہے ہیں۔ حنفی اور شافعی، مالکی اور حنبلی ایک دوسرے سے ملتے بھی ہیں، اور ایک دوسرے کے طریقوں سے آگاہی بھی حاصل کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے دلائل کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

وہ گھڑی کتنی مبارک تھی، جب خدا کے ایک نیک بندے کی کوششوں کی وجہ سے خانۂ کعبہ جیسے مرکزِ اتفاق واتحاد میں چار مختلف فقہی مذاہب کے الگ الگ مصلّوں کا خاتمہ ہوا۔ اور اب ساری دنیا کے مسلمان خانۂ کعبہ میں، چار اماموں کے بجائے، ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے لگے ہیں۔

انٹرنیٹ کی دنیا نے امتِ مسلمہ کے باہمی اختلاط و تعاون کے نئے امکانات پیدا کر دیے ہیں۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ مستقبل میں وہ دور دکھائے، جب نہ چار مشہور فقہی مذاہب کے اختلافات ہوں گے اور نہ اعتقادی اور کلامی گروہ بندیاں۔ قرآن وسنت کی اساسی اور بنیادی تعلیمات پر اس امت کا عملاً اتفاق ہوگا۔

ایک طرف تو یہ امکانات اور خوش آئند تصاویر ہیں اور دوسری طرف یہ عالم کہ ہمارے ہاں ٹیلی ویژن پر بھی غدیرِ خم کی جھوٹی حدیث کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ہمارے نصابی کتابوں میں أُطْلُبِ الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّينِ ۔ (علم حاصل کرو چاہے چین جا کر ہی کیوں نہ ہو) جیسی بے اصل حدیثیں درج ہیں۔ (چین والی حدیث کو علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ نے باطل ٹھہرایا ہے اور سات آٹھ صفحات پر مشتمل طویل بحث کی ہے۔ دیکھیے سلسلة الاحاديث الضعيفه والموضوعة، المجلد الأول، حديث نمبر 416)

علمِ حدیث سے بے خبر ہمارے دانشور، ارسطو اور افلاطون کے اقوال تک حدیث بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ایسے میں عوام الناس کی کیا شکایت کیجیے اگر وہ سنی سنائی باتوں کو حدیثِ نبوی ﷺ کے طور پر پیش کریں۔

مولانا محمد سعود عالم قاسمی کے ساتھ ایک واقعہ:

مولانا محمد سعود عالم قاسمی ناظمِ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے اپنی کتاب ''فتنۂ وضعِ حدیث اور موضوع احادیث کی پہچان'' میں ایک واقعہ درج کیا ہے، جس سے ہمارے معاشرے کے طرزِ عمل کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

تصویر سامنے آجاتی ہے۔فرماتے ہیں۔

"متصوّفین ،میلاد خواں،واعظین ،مبلّغین اور دینی جذبہ رکھنے والے بعض مسلمان فضائل ورذائل کے نام سے ایسی حدیثیں خوب سناتے ہیں اور عوام کی دلچسپی بھی اس میں بہت ہوتی ہے اور اگر ان کو اس سے روکا جائے ، تو ان میں تسلیم وانقیاد اور اصلاح کے بجائے ، رِدِّعمل کا جذبہ ابھرتا ہے اور بعض حالات میں خیر خواہی کرنے والا ان کے تیرِ غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ایک مرتبہ میرے ایک عزیز کسی نوجوان کو نماز کی فضیلت اور ترکِ نماز کی وعید پر فضائل کی ایک معروف کتاب پڑھ کر سنا رہے تھے، میں بھی وہاں آپہنچا۔اس وقت وہ یہ روایت بیان کر رہے تھے۔

"ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ پانچ طرح سے اس کا اکرام واعزاز فرماتے ہیں۔ایک یہ کہ اس پر سے رزق کی تنگی ہٹادی جاتی ہے، دوسرے یہ کہ اس سے عذابِ قبر ہٹادیا جاتا ہے،تیسرے یہ کہ قیامت کے روز اس کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیے جائیں گے، چوتھے یہ کہ پُل صراط سے بجلی کی طرح گزر جائے گا، پانچویں یہ کہ حساب سے محفوظ رہیں گے اور جو شخص نماز میں سُستی کرتا ہے اس کو پندرہ طریقہ سے عذاب ہوتا ہے، پانچ طرح سے دنیا میں اور تین طرح سے موت کے وقت اور تین طرح قبر میں اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد۔۔۔۔۔۔" (تبلیغی نصاب ، فضائلِ نماز)

یہ لمبی روایت سن کر میں ضبط نہ کر سکا اور میں نے کہا یہ روایت مَوْضُوع ہے،(تحذیر المسلمین عن الاحادیث الموضوعۃ علی سید المرسلین،میزان الاعتدال 160/2 علامہ ذہبی)

اسے حدیثِ رسول ﷺ کہہ کر بیان کرنا درست نہیں، اس پر ہمارے بزرگ سخت برہم ہوئے اور بولے اگر" کسی کو اس سے نماز کی توفیق مل جاتی ہے تو تمہارا کیا بگڑتا ہے؟" میں نے کہا۔ "فضائلِ نماز کے سلسلے میں دوسری صحیح احادیث موجود ہیں، ان کے ہوتے ہوئے جعلی روایت بیان کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ جھوٹی حدیث بیان کرنا ایسا جرم ہے، جس کی سزا جہنم ہے۔اس پر وہ خاموش تو ہو گئے مگر ان کی خفگی دور نہ ہوئی۔"

(فتنۂ وضعِ حدیث ، مولانا سعود عالم قاسمی)

یہ کتابچہ دراصل، میرے ان نو (9) لیکچرز کے ابتدائی دو تین لیکچرز پر مشتمل ہے، جو میں نے **الفوز اکیڈمی** کے زیرِ اہتمام معرفتِ علمِ حدیث کے سلسلے میں دیے تھے۔مکمل لیکچرز پر مبنی کتاب،

www.sirat-e-mustaqeem.com

ان شاءاللہ بہت جلد شائع کی جائے گی ۔

ان لیکچرز کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ دین وشریعت کے اس اہم ماخذ کے بارے میں تعلیم یافتہ افراد کو انتہائی سائنٹیفک (Scientific) لیکن سہل اور آسان انداز میں متعارف کرایا جائے۔ ان لیکچرز کے بعد بے شمار افراد نے بڑی حیرت اور استعجاب کے ساتھ ہمیں بتایا کہ علمِ حدیث کے اس بحرِ ذخّار کے بارے میں ہماری ابتدائی معلومات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان لیکچرز سے پہلے ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ روایتیں کتنے سخت معیاروں پر جانچے اور پرکھے جانے کے بعد صحیح کہلاتی ہیں اور نہ ہمیں یہ معلوم تھا کہ روایات میں ضعیف اور موضوع (یعنی جھوٹی اور گھڑی ہوئی) روایتوں کا بھی ایک جمِ غفیر موجود ہے۔

طلبہ کی آسانی کے لیے میں نے بہت سے چارٹس (Charts) بنا دیے ہیں ، تا کہ وہ اصطلاحات کے مشکل اسباق کو ذہن نشین کرنے میں آسانی محسوس کرسکیں۔

الفوزاکیڈمی نے یہ مناسب سمجھا کہ ہمارے تعلیم یافتہ طبقے کو حدیث، تاریخِ حدیث، تدوینِ حدیث، اصطلاحاتِ حدیث، کتبِ حدیث اور دیگر متعلقہ علوم سے واقفیت بہم پہنچائے۔ تا کہ ہمارا یہ ذی شعور طبقہ اِفراط و تفریط سے بچتے ہوئے، امتِ مسلمہ کی سربلندی کے لیے فکری اور عملی اسلحہ سے لیس ہوکر سرگرمِ عمل ہو جائے۔

مولانا (ڈاکٹر) سہیل حسن صاحب، مولانا حکیم اللہ صاحب اور کچھ دیگر اصحاب نے تصحیح اور نظرِ ثانی کے فرائض انجام دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا فرمائے۔ مولانا سہیل حسن صاحب نے ، ترتیبِ ابواب اور تسہیلِ مضامین کے سلسلے میں مسلسل رہنمائی کی۔ ان کی رہنمائی اور سرپرستی ان شاءاللہ مستقبل میں بھی حاصل رہے گی۔

الفوزاکیڈمی کے لیے زمین خرید لی گئی ہے۔ محترم میجر (ر) غلام محی الدین اعوان کے ہاتھوں اس کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہے اور تعمیرات کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہاں تعلیم یافتہ افراد کچھ دنوں کے لیے آ کر قیام کرسکیں گے۔ اور اپنی فکری اور عملی تربیت کا سامان کرسکیں گے۔ یہ منصوبے ہیں۔ لیکن وہی ہوگا جو اللہ کو منظور ہوگا۔

وَمَا تَشَاؤُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ

25 شعبان 1420ھ
مطابق 3 دسمبر 1999ء

طالب دعائے خیر
خلیل الرحمٰن چشتی

www.sirat-e-mustaqeem.com

کچھ تیسرے ایڈیشن کے بارے میں

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری اس ترتیب کردہ کتاب کو بڑی پذیرائی ملی۔اب تک پانچ ہزار نسخے فروخت ہو چکے ہیں اور یہ تیسرا ایڈیشن حاضر خدمت ہے۔

بیسویں صدی عیسوی سے پہلے کا دور، عالمِ اسلام اور علومِ اسلامیہ کے لیے زیادہ تر 'فقہ و تصوف' ہی کے عنوان سے معنون ہے۔برصغیر ہندو پاک میں حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب کے بعد اِحیائے علوم اور جہاد کی نئی آوازیں سننے کو ملیں ،جن کے لیے اہلِ ایمان کے قلوب و اذہان منتظر تھے۔

بیسوی صدی عیسوی کو اگر کم از کم برصغیر ہندو پاک کے حوالے سے 'قرآن مجید کی صدی' کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا۔اس دور میں اردو زبان میں 50 سے زیادہ تفسیریں لکھی گئیں۔تعلیم یافتہ طبقے کا خالقِ کائنات کے کلام سے رابطہ استوار ہوا۔تفسیر حقانی ، بیان القرآن ، تفہیم القرآن ، تدبر قرآن، معارف القرآن ،دعوۃ القرآن ، تفسیر ماجدی ، ترجمان القرآن ، تیسیر القرآن وغیرہ منظر عام پر آئیں۔

اس خاکسار کا خیال ہے کہ موجودہ اکیسویں صدی عیسوی ان شاء اللہ 'حدیث کی صدی' ہوگی۔اس دور کا مزاج ہی کچھ ایسا ہے کہ اب لوگ محض سنی سنائی باتوں اور اقوال پر اس وقت تک اعتبار نہیں کرتے جب تک کہ سند اور حوالہ فراہم نہ کیا جائے۔ہر طرف اَقْرَبُ اِلَى الكتابِ والسُّنَّةِ کی جستجو ہے۔

ان شاء اللہ حدیث کی بنیادی کتابوں بالخصوص بخاری و مسلم کی نئی شرحیں لکھی جائیں گی۔عصر حاضر کے تمام فتنوں کا سدِّ باب فقہ الحدیث سے کیا جائے گا۔مغربی تہذیب اور مغربی علوم کی مرعوبیت کا خاتمہ ہوگا۔ مسلمان اپنے اصل سرمائے پر ، معذرت خواہی اور پشیمانی کے جذبات کے بغیر غور و تدبر سے کام لیں گے اور رسول اللہ ﷺ کی یہ عظیم امت، ایمانی اور جہادی روح سے سرشار ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ طاغوت سے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑی ہوگی۔

علماء کی ایک بڑی تعداد کو بھی اس کا احساس ہو گیا ہے۔اب فقہ کی عام کتابیں بھی صرف مسائل کے ذکر تک محدود نہیں ہوتیں بلکہ ہر مسئلے کو کسی آیت یا کسی حدیث سے مدلّل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

تفسیر وفقہ کی جدید کتابوں میں اب، اپنی فقہ کے علاوہ دوسرے مذاہب کے مسائل بھی درج کیے جانے لگے ہیں۔

عوامی تبدیلی سے پہلے ، فکری انقلاب اور اس انقلاب کے لیے یکسوئی کے ساتھ کام کرنے والے مخلص، صاحبِ ایمان ، صاحبِ تقویٰ اور وسعت قلب ونظر رکھنے والے افراد کی ایک بڑی ٹیم کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ ایسی تبدیلیاں جو اپنی جگہ خواہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہوں ، عوام میں شرفِ قبولیت اور پذیرائی حاصل نہیں کر سکتیں۔

اگر یہ کتاب ، ہمارے تعلیم یافتہ طبقے میں صحیح اور مستند احادیث پر اعتماد حاصل کرنے ، غلط ، موضوع اور گھڑی ہوئی چیزوں سے بچے رہنے ، رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ چیزوں پر بلا تردّد ایمان لانے اور محدثین کرام کی کوششوں پر بھرپور توجہ دینے کی خواہش پیدا کردے ، تو مرتب یہ سمجھے گا کہ اس کی آرزو پوری ہوگئی۔

الفوز اکیڈمی کی عمارت کی تعمیر کا ایک مرحلہ مکمل ہوگیا ہے۔ دوسری منزل کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ اکیڈمی کو کتاب وسنت کے علم کی اشاعت کا ایک موثر ذریعہ بنا دے۔

۲۳ جمادی الاول ۱۴۲۲ھ — طالب دعائے خیر

۱۴ اگست ۲۰۰۱ء ، اسلام آباد — خلیل الرحمٰن چشتی

(الحمد للہ ، تا حال فروری 2005ء اکیڈمی کی عمارت کی تین منزلوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور مختلف اقامتی اور غیر اقامتی کورسز کا آغاز ہو چکا ہے)

جدید ایڈیشن 2007ء کے اِضافے

چھٹا ایڈیشن 2007ء حاضرِ خدمت ہے۔

بارھویں باب میں اب جھوٹی حدیثوں سے متعلق مباحث کی تفصیل آگئی ہے۔

پندرھویں باب میں اُن صحابہؓ اور تابعینؒ کے بارے میں مزید معلومات فراہم کی گئی ہیں ، جو کتابت حدیث سے متعلق رہے ہیں۔ طلبہ سے گذارش ہے کہ وہ صحابہؓ ، تابعینؒ ، تبع تابعینؒ اور بعد کے ادوار کے علمائے حدیث اور فقہا کے ادوار اور اُن کی تاریخ وفات کو زبانی یاد کر لیں۔

سولھویں باب کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں منکرینِ حدیث کے اہم اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اہلِ علم اور طلبہ جہاں کہیں اشکال محسوس کریں ، مرتب کو مطلع فرمائیں، تا کہ اگلے ایڈیشن میں مناسب اصلاح اور اضافہ کیا جا سکے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

منکرین حدیث کے لیے تنبیہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيكَتِهٖ

''میں تمہارے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے

يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِنْ اَمْرِی

اس کے پاس میرے احکامات میں سے کوئی حکم آتا ہے

مِمَّا اَمَرْتُ بِهٖ اَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ

جس میں، میں نے کسی چیز کا حکم دیا، یا کسی چیز سے منع کیا ہے۔

فَيَقُوْلُ: لَا نَدْرِی !

اور وہ شخص کہے ''ہم اس حکم کو نہیں جانتے''۔

مَا وَجَدْنَا فِی كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ

ہم نے اللہ کی کتاب میں جو پایا ، اسی پر عمل کر لیا۔

(یعنی ہمارے لیے قرآن کافی ہے، رسول ﷺ کے حکم کی (نعوذ باللہ) کیا حیثیت ہے؟ اور کیا ضرورت ہے؟)

(سنن ابی داؤد ، کتاب السنة ، باب 6 ، حدیث 4607)

www.sirat-e-mustaqeem.com

• پہلا باب

حدیث و سنّت

کا

دائرۂ کار

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیث و سنّت کا دائرۂ کار

سنت کا مقام ، صرف انفرادی زندگی ہی میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ایک وسیع اور ہمہ گیر دائرہ ہے۔عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ' صرف ' ذاتی زندگی کے کچھ اچھے آداب ،سنت سے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ مثلاً کھانے پینے ،پہننے اوڑھنے وغیرہ جیسے معاملات ہی میں ہمیں سنت سے ہدایت ملتی ہے۔لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔سنت اور حدیث کا دائرۂ کار ، انسان کی ذاتی زندگی سے لے کر تمام اجتماعی معاملات پر محیط ہے۔جن میں معاشرت،تجارت ،زراعت ، عدلیہ،قانون، وصیت، وراثت، حلال وحرام،حدود، تعزیرات،حکومت اور سیاست وغیرہ سبھی کچھ شامل ہیں۔

اگلے صفحے پر حدیث کی سب سے مستند کتاب صحیح البخاری کے مختلف ابواب (کتب) کے عنوانات ملاحظہ فرمائیے۔وحی،ایمان،اور علم کے بعد طہارت اور نماز کا ذکر ہے۔ پھر زکوٰۃ ، حج اور روزے کا۔اس کے بعد خرید و فروخت اور اس سے متعلقہ چیزوں کا ذکر آیا ہے۔

آپ کی سہولت کے لیے ہم نے ان کو ، چند بڑے بڑے عنوانات میں تقسیم کر دیا ہے ، تاکہ اس سے آپ کو احادیث کی ہمہ گیریت کا اندازہ ہو سکے ۔

سنّت کے سلسلے میں یہ بات نہایت اہم ہے کہ محض کسی ایک حدیث کی بنیاد پر کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی ، جب تک اس موضوع پر ، قرآنِ مجید اور دیگر تمام احادیث کو پیشِ نظر نہ رکھا جائے۔جس طرح صرف ایک آیت کا مفہوم، بقیہ قرآن سے الگ کر کے برآمد نہیں کیا جا سکتا ،اسی طرح ہر حدیث اور ہر سنت بھی ، دین کے ایک مجموعی نظام کا حصّہ ہوتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

صحیح البخاری کے ابواب کی فہرست

1-آغاز وحی
2-ایمان
3-علم

طہارت

4-وضو
5-غسل
6-حیض
7-تیمم

نماز

8-نماز کے اوقات
9-اذان
10-نماز کا طریقہ
11-نماز جمعہ
12-نماز خوف
13-عیدین کی نماز
14-وتر کی نماز
15-بارش کی نماز
16-کسوف کی نماز
17-سجدۂ تلاوت
18-مسافر کی نماز
19-تہجد کی نماز
20-نماز کی فضیلت
21-نماز میں عملِ کثیر
22-سجدۂ سہو
23-نماز جنازہ

زکوٰۃ

حج

24-عمرہ
25-محصر
26-حج میں شکار
27-مدینے کی فضیلت

روزہ

28-نماز تراویح
29-شب قدر
30-اعتکاف

معاملات

31-خرید وفروخت
32-سَلَم
33-شفعہ
34-کرایہ داری
35-حوالۃ
36-کفالت
37-وکالت

مزارعت

38-مساقات
39-قرض
40-نزاع
41-لقطہ
42-ظلم اور غصب

شراکت

43-رہن
44-عتق
45-مکاتب

ہبہ

46-گواہیاں
47-صلح
48-شروط
49-وصیت

جہاد

50-خمس
51-جزیہ

کتاب الانبیاء

52-مناقب
53-صحابہ کی فضیلت
54-انصار کی فضیلت
55-غزوات کا بیان
56-تفسیر القرآن
57-فضائل قرآن

معاشرت

58-نکاح
59-طلاق
60-عدت
61-نفقہ

آداب

62-کھانے کے آداب
63-عقیقہ
64-شکار اور ذبیحہ
65-قربانی
66-پینے کے آداب
67-بیماری اور علاج
68-لباس
69-ادب
70-اجازت

71-رقاق
72-تقدیر
73-ایمان اور نذر
74-قسم
75-میراث

قضا

76-حدود
77-محاربین
(کافر اور مرتد)
78-دیت
79-استتابت
80-مرتد کی توبہ
81-حیلے بہانے
82-خواب کی تعبیر

83-فتنوں کا بیان
84-احکام حکومت
85-تمنا
86-اخبار الآحاد
87-قرآن اور سنت
سے چمٹنے کا بیان

توحید

www.sirat-e-mustaqeem.com

انفرادی سنتیں

مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کیجیے۔ یہ سنتیں فرد کی ذاتی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں یا ان باتوں سے ، جنہیں ہم آداب کہتے ہیں۔

1۔ سیدھے ہاتھ سے کھانا کھانا سنت ہے :

رسول اللہ ؐ کا ارشاد ہے : كُلْ بِيَمِيْنِكَ (مسلم ،کتاب الأشربة ، باب 13 ، حدیث 5387)

" اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔"

2۔ سنت سے اعمال کی قبولیت اور عدم قبولیت معلوم ہوتی ہے :

لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ ، وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ

(مسلم ، کتاب الطهارة ، باب 2 ، حدیث 557)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " طہارت کے بغیر نماز قبول ہوتی ہے، نہ حرام مال سے خیرات۔"

3۔ ہر نماز سے پہلے ،مسواک کرنا سنت ہے :

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِي (اَوْعَلَى النَّاسِ) لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ

" اگر میں اپنی امت پر (یا فرمایا لوگوں پر) گراں محسوس نہ کرتا تو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔" (بخاری ، کتاب الجمعة ، باب 8 ، حدیث 895)

4۔ پریشانی میں نفل نماز پڑھنا سنت ہے :

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا حَزَبَهُ اَمْرٌ " صَلّٰى . (سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب 23، حدیث 1321)

"رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی مصیبت یا تکلیف پیش آتی تو آپ ؐ نماز پڑھتے۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

5۔ عیدین کی نماز کے بعد خطبہ دینا سنت ہے: (جبکہ نمازِ جمعہ میں خطبہ پہلے ہوتا ہے)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الخُطْبَةِ

(بخاری ، كتاب العيدين ، باب 8 ، حديث 971)

''رسول اللہؐ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ، عیدین کی نمازیں، خطبہ دینے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔''

6۔ عید کے دن مختلف راستے اختیار کرنا سنت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ

(بخاری ، كتاب العيدين ، باب 24 ، حديث 994)

'' عید کے دن رسول ﷺ (عیدگاہ آتے اور جاتے ہوئے) مختلف راستے اختیار کرتے تھے۔''

7۔ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنا سنت ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ الاِثْنَيْنِ وَ الْخَمِيسَ

(النسائی ، كتاب الصيام ، باب 70 ، حديث 2376)

''رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔''

8۔ کھانے سے پہلے بِسْمِ اللہ کہنا سنت ہے: (کھانے کے آداب)

اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ

(مسلم ، كتاب الأشربة ، باب 13 ، حديث 5378)

''شیطان اس کھانے کو حلال سمجھتا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔''

9۔ ٹیک لگا کر کھانا خلافِ سنت ہے:

لَا آكُلُ مُتَّكِئًا (بخاری ، كتاب الأطعمة ، باب 13 ، حديث 5453)

''میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔''

www.sirat-e-mustaqeem.com

10۔ میٹھی اشیاء اور شہد کھانا سنت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُحِبُّ الحَلْوَاءَ وَ العَسَلَ

(بخاری ، کتاب الأطعمة ، باب 32 ، حدیث5486)

"رسول اللہ ﷺ میٹھی چیزیں اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔"

11۔ تین سانسوں میں پینا سنت ہے (پینے کے آداب):

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَـلَاثًا

(مسلم ، کتاب الأشربة ، باب 16 ، حدیث 5406)

"پیتے وقت رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔"

12۔ اونچا پائجامہ پہننا سنت ہے: (لباس کے آداب)

مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُـيَـلَاءَ ، لَمْ يَنظُرِ اللهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(بخاری ، کتاب اللباس ، باب 2 ، حدیث 5843)

"جو شخص بھی تکبر سے اپنے کپڑے نیچے لٹکائے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔"

13۔ ہر شناسا اور اجنبی کو سلام کرنا سنت ہے:

اَنَّ رَجُلاً سَـئَلَ رَسُولَ اللهِ "اَیُّ الْإِسْلَامِ خَیْرٌ"؟ قَالَ :تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ (بخاری، کتاب الایمان، باب 6 ، حدیث 12)

"ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (لوگوں کو) کھانا کھلانا ، اور ہر شناسا اور ہر اجنبی کو سلام کرنا۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

14- چہرے پر مسکراہٹ بکھیرنا سنت ہے:

عَنْ عَبدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍؓ قَالَ : مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّماً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ترمذی ، کتاب المناقب ، باب 10 ، حدیث 4002)

عبداللہ بن حارث بن جزء سے روایت ہے "میں نے نبی ﷺ سے بڑھ کر کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا۔"

انفرادی سنتوں سے اجتماعی سنتیں افضل ہیں

یہ تو انفرادی سنتوں کا ذکر تھا۔ آگے اجتماعی سنتوں کی مثالیں آ رہی ہیں۔ لیکن اس سے پہلے بطور تمہید یہ بات سمجھ لیجیے کہ انفرادی سنتوں کے مقابلے میں، اجتماعی سنتیں افضل ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی دو سنتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے کے لیے ، اہم اور غیر اہم سنتوں کا تعین کرنا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ ایک مخلص صحابی تھے ۔وہ جمعے کی نماز مسجدِ نبوی ﷺ میں پڑھ کر زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہتے تھے۔علاوہ ازیں وہ رسول اللہ ﷺ کے خطبے سے بھی مستفید ہونا چاہتے تھے۔لیکن اس نیک نیتی کے باوجود ، ایک اہم اور اجتماعی سنت اور فریضے پر ، بروقت عمل کرنے کی سعادت سے محروم رہے۔

رسول اللہ ﷺ نے علی الصبح جس مشن پر آپؓ کو مامور کیا تھا ،وہ مشن انفرادی سنت اور اس کے ثواب سے کہیں زیادہ عظیم تھا۔اس واقعے کی تفصیل، ترمذی کی اس حدیث میں ملاحظہ فرمایئے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ : بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ عَبْدَاللّٰہِ بْنِ رَوَاحَۃ فِیْ سَرِیَّۃٍ، فَوَافَقَ ذَالِکَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ، فَغَدَا اَصْحَابُہٗ فَقَالَ : اَتَخَلَّفُ فَاُصَلِّیَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثُمَّ اَلْحَقُھُمْ ، فَلَمَّا صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ رَآہٗ ، فَقَالَ : مَا مَنَعَکَ اَنْ تَغْدُوَ مَعَ اَصْحَابِکَ فَقَالَ : اَرَدْتُ اَنْ اُصَلِّیَ مَعَکَ ثُمَّ اَلْحَقُھُمْ فَقَالَ : لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَا اَدْرَکْتَ فَضْلَ غَدْوَتِھِمْ .

(ترمذی ، کتاب الصلاۃ ، باب 268 ، حدیث 5304)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ،حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو ایک چھوٹے

www.sirat-e-mustaqeem.com

لشکر کے ساتھ، جہاد پر جانے کا حکم دیا۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عبداللہؓ کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق صبح صبح روانہ ہو گئے' لیکن عبداللہ بن رواحہؓ نے سوچا '' میں جمعہ کی نماز نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں پڑھنے کے لیے، رک جاتا ہوں اور پھر جلدی جلدی آگے لشکر سے جاملوں گا۔ جب عبداللہؓ بن رواحہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی ' تو آپ ﷺ نے انہیں دیکھ لیا اور پوچھا: ''عبداللہ! تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح صبح سفر پر کیوں نہیں نکلے؟ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے عرض کیا'' میں نے سوچا نماز جمعہ آپ ﷺ کے ساتھ پڑھ لوں (تاکہ زیادہ ثواب حاصل ہو جائے) پھر ان سے جاملوں گا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عبداللہؓ! اب اگر دنیا کی ساری دولت بھی خرچ کردو تو صبح صبح نکلنے والے لوگوں کے درجے کو نہ پاسکو گے۔''

حلال وحرام میں سنت (حدیث) کا مقام

Status of Hadith in Lawful & Unlawful

شریعت میں، جس طرح قرآن سے کوئی چیز حرام ہو سکتی ہے، سنت سے بھی حرام ہو سکتی ہے۔ حلال وحرام کا تعلق، انسان کی انفرادی زندگی سے بھی ہے اور اجتماعی زندگی سے بھی۔ مندرجہ ذیل مثالوں پر غور کیجیے۔ یہاں سنت ، آداب سے بڑھ کر قانون کے دائرے میں داخل ہو گئی ہے۔ مثال کے طور پر :

سنت کی روسے، کم نشہ آور چیز بھی حرام ہے

مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ ، فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ".

(سنن ابی داؤد ، کتاب الأشربة ، باب 5 ، حدیث 3683)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''جس چیز کی بڑی مقدار نشے میں مبتلا کرے ، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے ''

www.sirat-e-mustaqeem.com

مردوں کے لیے ریشم اور سونا، سنت کی رو سے حرام ہے

اِنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ اَخذَ حَرِیرًا فَجعَلَهُ فِی یَمِینِهِ ، وَ اَخذَ ذَهَبًا فَجعَلَهُ فِی شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ : اِنَّ هٰذَینِ حَرَام" عَلیٰ ذُکُورِ اُمَّتِی .

(سنن ابی داؤد ، کتاب اللباس ، باب 13 ، حدیث 4059)

نبی کریم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں 'ریشم' اور بائیں ہاتھ میں 'سونا' لے کر فرمایا:

"یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں"۔

مندرجہ بالا دو حدیثیں بطورِمثال پیش کی گئی ہیں ورنہ یہ ایک طویل فہرست ہے ۔ یہاں صرف اتنا بتانا مقصود ہے کہ حلال وحرام کے معاملات میں ، سنت کی کتنی اہمیت ہے۔

اجتماعی سنتیں

سنت (حدیث) کی قانونی حیثیت (Legal Status)

عدالتی فیصلوں میں سنت کے مقام کا تعین بے شمار احادیث سے ہوتا ہے۔

عدالت، ایک اجتماعی ادارہ ہے۔ جو حکومت کی طرف سے قائم کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت ،اس اہم ادارے کی تشکیل میں بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ وہ نہ صرف قانون دیتی ہے، بلکہ قانون کے صحیح نفاذ کو یقینی بناتی ہے، اور عدالت کے آداب کی وضاحت بھی کرتی ہے۔ ایک مثال درج ذیل ہے۔

فَاِذَا جَلَسَ بَینَ یَدَیکَ الْخَصْمَانِ ، فَلَا تَقْضِیَنَّ حَتّٰی تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ ، کَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْاَوَّلِ ، فَاِنَّهُ اَحْرٰی اَنْ یَّتَبَیَّنَ لَکَ الْقَضَاءُ .

(سنن ابی داؤد ، کتاب الأقضية ، باب 6 ، حدیث 3584)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا " جب آپ کے سامنے دو فریق اپنا معاملہ لے کر بیٹھیں، تو ان کا فیصلہ اس

www.sirat-e-mustaqeem.com

وقت تک نہ کرنا جب تک کہ آپ دوسرے فریق کی بات نہ سن لیں، جس طرح آپ نے پہلے فریق کی سنی ہے کیونکہ فیصلے کے نفاذ کے لیے تمام پہلوؤں کا تمہارے سامنے واضح ہونا ضروری ہے۔"

چوتھائی دینار سے زیادہ کی چوری میں ہاتھ کاٹنا سنّت ہے

تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ. (بخاری، کتاب الحدود، باب 14، حدیث 6877)

"ایک چوتھائی دینار کی چوری میں، چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا"۔

بخاری کی اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سنّت کی قانونی حیثیت بھی ہے۔ ورنہ محض قرآنی آیت وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا (المائدہ: 38)

"اور چور خواہ مرد ہو یا عورت، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔"

سے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر چوری پر، چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا چاہے وہ ایک روپے، ایک روٹی اور ایک پھل ہی کی کیوں نہ ہو۔

قرآن کی اس آیت میں، یَـد" (ہاتھ) کاٹنے کا حکم ہے۔عربی زبان میں یَـد" کا اطلاق پہونچے، کہنی اور پورے بازو پر ہوسکتا ہے۔لیکن رسول اللہ کی سنت صراحت کرتی ہے کہ اس سے مراد "پہونچہ" ہے۔

قانونِ تعزیرات میں سنت کی اہمیت

(Status of Hadith in Discretionary punishment Law)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللهِ

(بخاری، کتاب المحاربین، باب 29، حدیث 6933)

"کسی شخص کو 'حدود اللہ' کی سزاؤں کے علاوہ کسی اور جرم میں، دس کوڑوں سے زیادہ کی سزا نہیں دی جائے گی"

'حدود'، اسلام میں درج ذیل جرائم پر نافذ کی جاتی ہیں:

1۔ زنا (حدِ رجم)　　　2۔ قتلِ عمد (حدِ قصاص)

3۔ بہتان (حدِ قذف)　　　4۔ چوری اور ڈاکہ زنی (حدِ قطعِ ید)

www.sirat-e-mustaqeem.com

5۔ شراب نوشی (حَدِ جلد) 6۔ ارتداد (حَدِ قتل)

7۔ اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت (حَدِ قتل یا جلاوطنی)

اللہ کی مقرر کردہ سزائیں 'حدود' کہلاتی ہیں ۔ اور اسلامی عدالت کا جج بعض کم تر جرائم پر جو سزا دیتا ہے اسے 'تعزیر' کہتے ہیں۔ تعزیرات میں دس کوڑوں سے زیادہ کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ حدود کی ساری سزائیں ضروریاتِ خمسہ کے تحفظ کے لیے مقرر کی گئی ہیں۔

ضروریاتِ خمسہ (مقاصدِ شریعت) اور اسلامی سزائیں

مقاصدِ شریعت پانچ (5) ہیں ۔ انہیں ضروریات خمسہ بھی کہا جاتا ہے۔ شریعت کے تمام احکام کے مقاصد ان پانچ میں سے ہی ہوں گے۔ اسلامی سزائیں بھی ان احکام میں شامل ہیں ۔ اسلامی سزاؤں کی ایک ایک مثال نیچے دی جا رہی ہے۔

1۔ تحفظِ جان: اس مقصد کے لیے، قتل کی صورت میں " قصاص " کی سزا رکھی گئی ہے۔

2۔ تحفظِ مال: اس مقصد کے لیے، چوری اور ڈاکہ زنی کی صورت میں " قطعِ ید " کی سزا رکھی گئی ہے۔

3۔ تحفظِ عزت ونسب: اس مقصد کے لیے، زنا اور بہتان طرازی کی صورت میں "رجم اور جلد" کی سزائیں رکھی گئی ہیں۔

4۔ تحفظِ عقل: اس مقصد کے تحفظ کے لیے، شراب نوشی وغیرہ کی صورت میں "کوڑوں" کی سزا رکھی گئی ہے۔

5۔ تحفظِ دین: اس مقصد کے لیے ، ارتداد اور بغاوت کی صورت میں " قتل" کی سزا رکھی گئی ہے۔

سنّت (حدیث) کی آئینی حیثیت (Constitutional Status)

دستوری اور آئینی اعتبار سے دیکھیے ۔ سنت سے ریاست (State) کی اور شہریوں کی ذمہ داریوں کی تفصیل ملتی ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کے بنیادی اصولوں کا اعلان فرمایا تو ارشاد ہوا۔

فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَ اَمْوَالَكُمْ وَ اَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَام" ،

كَحُرْمَةِ يَوْمِكُم هٰذا ۔ (بخاری ، کتاب الحج ، باب 133، حدیث 1766)

" یقیناً تم پر تمہاری جان ، مال اور عزت اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کا دن"

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس حدیث اور آگے آنے والی حدیث سے انسانوں اور مسلمانوں کے بنیادی حقوق (Fundamental Rights) کا تعین ہوتا ہے۔

فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَ اَمْوَالُهُم اِلَّا بِحَقِّهَا وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ

(بخاری ، کتاب الصلاۃ ، باب 28 ، حدیث 394)

"پس (شہریوں کی) جان و مال ہم پر (ریاست پر) حرام ہے۔الا یہ کہ جان و مال ہی کا کوئی حق ان پر قائم ہو اور ان کے باطن کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔"

حکومت کی ذمے داریوں کا تعین بھی سنت کر سکتی ہے۔ بخاری اور مسلم میں زکوٰۃ کے سلسلے میں روایت ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکومت کا کام ہے کہ "وہ امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور اپنے غریب شہریوں میں تقسیم کرے۔" (اسی سے ملتی جلتی حدیث آگے ملاحظہ فرمائیں)

زکوٰۃ وصول کرنا اور اس کا تقسیم کرنا سنّت ہے

اِنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً ، تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاءِ هِمْ فَتُرَدُّ عَلىٰ فُقَرَاءِ هِمْ

(بخاری ، کتاب الزکاۃ ، باب 64 ، حدیث 1521)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے مسلمانوں پر ایک صدقہ (زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے مال داروں سے لیا جائے گا اور اُن کے حاجت مندوں پر لوٹایا جائے گا۔"

بے سہارا لوگوں کی حکومتی سرپرستی سنّت ہے

فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَّا وَلِيَّ لَهُ (ترمذی ، کتاب النکاح ، باب 14 ، حدیث 1125)

"حکمران (حکومت) ہر اس شخص کا سرپرست ہے، جس کا کوئی سرپرست نہیں۔"

مَنْ تَرَكَ مَالًا ، فَلِوَرَثَتِهِ ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَاِلَيْنَا .

(بخاری ، کتاب الاستقراض ، باب 11 ، حدیث 2437)

"جو شخص (مرنے کے بعد) مال چھوڑے، تو وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔ اور اگر وہ ذمے

www.sirat-e-mustaqeem.com

داریوں (قرض وغیرہ) کا بار چھوڑ جائے تو وہ ہمارے (یعنی حکومت کے) ذمے ہے۔"

مجوسیوں سے جزیہ وصول کرنا سنت ہے

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَهَا (الجِزْيَةَ) مِنْ مَجُوْسِ هَجَرٍ .

(بخاری ، کتاب الجزیة ، باب 1، حدیث 3193)

"رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا۔"

سنت کے ذریعے، ذِمّیوں کے حقوق کو قانونی ضمانت دی گئی ہے

Rights & Privileges of Non-Muslims in Hadith

اسلامی ریاست میں سنت کے ذریعے، ذِمّیوں کے حقوق کو قانونی ضمانت دی گئی ہے۔مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنت غیر مسلموں کے لیے بھی ایک رحمت ہے۔

مَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَ اِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا (نسائی ، کتاب القسامة ، باب 14 ، حدیث 4766)

"جو کوئی ذمّی کا قتل کرے گا وہ شخص جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا حالانکہ اس کی خوشبو ستر (70) سال کی مسافت تک پائی جائے گی۔"

وراثت میں دادی کو چھٹا حصہ دینا سنت ہے

اَعْطَاهَا (الْجَدَّةُ) السُّدُسَ .

(مؤطا امام مالک ، کتاب الفرائض ، باب 8 ، حدیث 1080)

"رسول اللہ ﷺ نے (دادی کو میّت کی وراثت میں سے) چھٹا حصّہ عطا فرمایا۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

معاشرت میں سنت (حدیث) کا مقام

اب ذرا معاشرت کے دائرے میں دیکھیے۔خواتین کا اصل دائرۂ کار ان کا اپنا گھر ہے۔ سنت، معاشرت کے احکام کی بھی تشریح کرتی ہے۔رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل دو اقوال ملاحظہ فرمایئے۔

ضروریات کے لیے عورت کا گھر سے نکلنا سنت کی رو سے جائز ہے

قَدْ اَذِنَ (اللّٰہ) لَکُنَّ اَنْ تَخرُجنَ لِحَوَائِجِکُنَّ

(بخاری .کتابُ النکاحِ، باب 116 ، حدیث 5292)

”یقیناً (اللہ تعالیٰ) نے تم عورتوں کو اپنی ضروریات کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دے دی ہے۔“

عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا سنت سے ثابت ہے

إِذَا اِسْتَأ ذَنَتْ اِمْرَاَۃٌ أَحَدِکُم اِلَی الْمَسْجِدِ فَلَا یَمْنَعْھَا .

(بخاری، کتاب الأذان، باب 166 ، حدیث 881)

” اگر تم میں سے کسی کی بیوی تم سے مسجد جانے کی اجازت طلب کرے تو تمھیں چاہیے کہ تم اس کو منع نہ کرو۔“

ظاہر ہے عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا ایک اجتماعی معاملہ ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ......حدیث وسنت کا دائرہ کار

1- حدیث وسنت کا دائرہ کار ، انفرادی زندگی میں بھی ہے اور اجتماعی زندگی میں بھی۔

2- وحی پر مشتمل اسلامی تعلیمات کے دو (2) بنیادی مآخذ (Source) ہیں۔

(a) قرآنِ مجید۔ (b) صحیح اور حسن احادیث۔

3- حدیث اور سنت کے سلسلے میں ، بنیادی اُصول یہ ہے کہ ہر حدیث اور ہر سنت ، قرآن وسنت کے مجموعی نظام کا ایک حصہ ہوتی ہے۔صرف ایک قرآنی آیت ، ایک حدیث اور ایک سنت کی بنیاد پر، دین یا کسی دینی حکم کے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔

4- حدیث کی بیشتر کتابوں میں ، زندگی کے تمام شعبوں کے بارے میں احادیث ملتی ہیں۔

5- انفرادی معاملات اور آدابِ زندگی میں بھی ، حدیث یا سنت ، سند اور حُجّت ہوتی ہے۔

6- حلال وحرام کے معاملات میں بھی ، حدیث یا سنت ، دلیل اور حُجّت ہوتی ہے۔

7- وصیت اور وراثت کے معاملات میں بھی ، حدیث حُجّت ہوتی ہے۔

8- حُدُودُ اللّٰه (اِسلامی سزاؤں) اور قانونِ تعزیرات میں بھی ، حدیث یا سنت ، حُجّت ہوتی ہے۔

9- عدالتی معاملات میں بھی ، حدیث حُجّت ہوتی ہے۔

10- دستوری اور آئینی معاملات میں بھی ، حدیث یا سنت حُجّت (Authority) ہوتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

سوالات / مشق

1- صحیح مسلم کے عنوانات کا جائزہ لیجیے اور اپنی کاپی پر تمام کتب اور ابواب کے نام لکھیے ، تاکہ آپ کے ذہن میں اَحادیث کے دائرہ کار کے بارے میں اجمالی تصور قائم ہو جائے۔

2- مشکاۃ المصابیح کے عنوانات کا جائزہ لیجیے اور اپنی کاپی پر تمام کتب اور ابواب کے نام لکھیے، تاکہ آپ کے ذہن میں اَحادیث کے دائرہ کار کے بارے میں اجمالی تصور قائم ہو جائے۔

3- دینِ اِسلام کے اِنفرادی اَحکام اور اجتماعی اَحکام کی دس دس مثالیں ایک تقابلی جدول (Compartive Table) کے ذریعے بیان کیجیے۔

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

• دوسرا باب

سنت میں توازن

اور

اِعتدال

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ کی سنت میں توازن اور اعتدال لازمی ہے

سنت کے سلسلے میں اس بات کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر سنت میں خیر ہی خیر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جس سنت کو جتنا درجہ دیا ہے اسے اتنا ہی درجہ دیا جانا چاہیے۔ اپنے ذاتی ذوق کی بنیاد پر رسول ﷺ کی بعض سنتوں کی حدودِ اعتدال کو پامال کرتے ہوئے نہ تو انہیں بہت زیادہ بڑھایا جا سکتا ہے۔ جس سے بعض دیگر ضروری سنتوں پر عمل کرنا ناممکن ہو جائے اور نہ ہی نیک نیتی سے بعض سنتوں کو غیر ممکن العمل سمجھ کر ترک کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حدیث پر غور کیجیے۔

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ اَبِیْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ، يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا ، فَقَالُوْا : وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ،

قَالَ اَحَدُهُمْ " اَمَّا اَنَا فَاِنِّیْ اُصَلِّی اللَّيْلَ اَبَدًا "

وَ قَالَ الْاٰخَرُ : " اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَ لَا اُفْطِرُ "

وَ قَالَ الْاٰخَرُ : اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا

www.sirat-e-mustaqeem.com

فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ :
اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَ كَذَا ، اَمَا وَاللّٰهِ !
اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ ، وَ اَتْقَكُمْ لَهٗ ، لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَ اُفْطِرُ ،
وَ اُصَلِّيْ وَ اَرْقُدُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ
سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ. (بخاری ، کتاب النکاح ، باب 1 ، حدیث 5118)

حضرت حمید بن ابی حمید الطویل سے روایت ہے انہوں نے حضرت انس بن مالک ؓ کو فرماتے ہوئے سنا: تین صحابی ، ازواجِ مطہرات رضی اللہ علیہن اجمعین کے پاس حاضر ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا جب انہیں بتایا گیا ' تو انہوں نے آپ ؐ کی عبادت کو کم سمجھا اور آپس میں کہا: نبی اکرم ﷺ کے مقابلے میں ہمارا کیا مقام ہے ؟ان کی تو اگلی پچھلی ساری خطائیں معاف کر دی گئی ہیں ۔ (لہذا ہمیں آپ ﷺ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے) ان میں سے ایک نے کہا: 'میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ (آرام نہیں کروں گا) دوسرے نے کہا: 'میں عمر بھر روزے رکھوں گا اور کبھی ترک نہیں کروں گا'۔ تیسرے نے کہا: 'میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا'۔

جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ان سے پوچھا'' کیا واقعی تم نے ایسا اور ایسا کہا ہے؟ (ان کے اقرار پر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :''خبردار! اللہ کی قسم ! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں ' لیکن میں کبھی (نفل) روزہ رکھتا ہوں اور کبھی ترک بھی کر دیتا ہوں ' رات کو قیام بھی کرتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں ، میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیے ہیں ۔ (یاد رکھو) جس نے میری سنت سے منہ موڑا ، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ''۔

دینِ اسلام ، جس توازن اور اعتدال کا سبق دیتا ہے ، اس کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

دین صرف یہی نہیں ہے کہ سنت پر عمل کیا جائے، بلکہ سنت پر توازن واعتدال کے ساتھ عمل کیا جائے۔صحابہ کرامؓ میں کچھ لوگ دین کا فہم اور تفقہ زیادہ رکھتے تھے۔اور کچھ کم ۔ رسول اللہؐ نے حضرتِ سلمانؓ کی تائید اور تصویب فرما کر ، بعض غیر معتدل رجحانات کی اصلاح فرمائی ۔

توازن کا تقاضا ہے کہ ہر ایک کو اس کا حق ملے

صحیح البخاری کی مندرجہ ذیل حدیث پر غور کیجیے۔

عَنْ عَوْنِ بِنْ أَبِی جُحَیْفَةَ عَنْ أَبِیْهِ ، قَالَ : آخی النَّبِیُّ ﷺ بَیْنَ سَلْمَانَ وَأَبِی الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ ، فَرَأَی أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا : " مَا شَأْنُکِ ؟ " . قَالَتْ: " أَخُوکَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَهُ حَاجَةٌ" فِی الدُّنْیَا". فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ ، فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا ، فَقَالَ : " کُلْ فَإِنِّی صَائِمٌ" قَالَ : مَا أَنَا بِآکِلٍ حَتَّی تَأْکُلَ " فَأَکَلَ . فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ، قَالَ : " نَمْ " فَنَامَ . ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ . فَقَالَ "نَمْ . فَلَمَّا کَانَ مِنْ آخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ : " قُمِ الْآنَ " قَالَ : فَصَلَّیَا. فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ : " إِنَّ لِرَبِّکَ عَلَیْکَ حَقًّا ، وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا ، وَ لِأَهْلِکَ عَلَیْکَ حَقًّا ، فَأَعْطِ کُلَّ ذِی حَقٍّ حَقَّهُ". فَأَتَی النَّبِیَّ ﷺ ، فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهُ ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : " صَدَقَ سَلْمَانُ "

(بخاری ، کتاب الأدب ، باب 86 ، حدیث 6209)

حضرت عَوْنِ بِنْ أَبِی جُحَیْفَة اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت

www.sirat-e-mustaqeem.com

سلمان فارسیؓ اور حضرت ابودرداءؓ کے درمیان مواخات کی (حضرت سلمانؓ مہاجر تھے اور حضرت ابودرداءؓ مدینے کے مقامی انصار) ۔ ایک مرتبہ حضرت سلمانؓ (جب وہ الگ رہنے لگے) حضرت ابودرداءؓ سے ملنے ان کے گھر گئے۔انھوں نے اُمِ درداءؓ کو غمگین پایا۔ تو دریافت کیا: یہ تم نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے؟ اُمِ درداءؓ نے کہا: '' تمھارے بھائی ابودرداءؓ کو اب دنیا سے کوئی رغبت نہیں رہی '' (حضرت سلمانؓ نے بھانپ لیا کہ ان کے شوہر پر، درویشی اور رہبانیت کا غلبہ ہے) ۔ اتنے میں ابودرداءؓ بھی آ پہنچے ۔ ابودرداءؓ نے حضرت سلمانؓ کے لیے کھانا تیار کیا اور کہا : ''چلیے! آپ شروع کیجیے !میں تو روزے سے ہوں''۔حضرت، سلمانؓ نے فرمایا : '' میں تو اس وقت تک نہیں کھاؤں گا ، جب تک آپ بھی نہ کھائیں گے''۔(حضرت سلمانؓ کے اصرار پر حضرت ابو درداءؓ نے نفلی روزہ توڑ کر) کھانا کھایا ۔ پھر جب رات میں ابودرداءؓ نماز کے لیے اُٹھنے لگے تو حضرت سلمانؓ نے کہا : '' سو جائیے'' ۔ وہ سو گئے ۔پھر وہ کچھ وقفے کے بعد نماز کے لیے اٹھنے لگے۔کہا : ''سو جائیے''۔ پھر جب رات کا آخری حصہ آیا تو حضرت سلمانؓ نے فرمایا۔''اب اٹھ جائیے'' ۔راوی کہتے ہیں: پھر دونوں نے مل کر نمازِ تہجد ادا کی ۔

پھر حضرتِ سلمانؓ نے ،حضرت ابودرداءؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا :

''إِنَّ لِرَبِّکَ عَلَيْکَ حَقًّا ، وَلِنَفْسِکَ عَلَيْکَ حَقًّا ،
وَ لِأَهْلِکَ عَلَيْکَ حَقًّا ،فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ''

'' یقیناً تمھارے رب کا بھی تم پر حق ہے۔ اور تمھارے نفس کا بھی تم پر کچھ حق ہے۔ اور تمھارے اہل وعیال کا بھی تم پر کچھ حق ہے۔تمھیں (انتہا پسندی اور رہبانیت سے بچتے ہوئے،اور توازن اور اعتدال سے کام لیتے ہوئے) ہر حق دار کو اس کا حق دینا چاہیے''۔

حضرت ابودرداءؓ ، نبی ﷺ کے پاس آئے اور اس واقعے کا ذکر کیا۔یہ سن کر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا ۔ '' سلمانؓ نے سچ کہا '

www.sirat-e-mustaqeem.com

سنت میں اُصولِ خمسہ کو پیشِ نظر رکھیے

سنّت پر عمل کرنے کی نیّت کے ساتھ ساتھ، آدمی کے پاس حکمت اور دانائی بھی ہونی چاہیے۔ ورنہ وہ اخلاصِ نیّت کے باوجود راہِ راست سے بھٹک سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بے شمار سنتوں میں سے اُسے یہ اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے کہ کون سی سنت ،فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ اور کون سی اس سے کم درجہ۔

اہمیت کے اعتبار سے اوامر و نواہی کی درجہ بندی کی گئی ہے۔

شریعت میں ،تمام احکامِ دین (اوامر و نواہی) کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

انہیں اُصولِ خمسہ یا احکامِ خمسہ کہتے ہیں۔

احکامِ خمسہ

فرض — فقہی سنت — مباح — مکروہ — حرام

فرض : وہ عمل جس کا کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ اس کے مقابل میں حرام ہے۔

فقہی سنت : وہ عمل ، جس کا کرنا بہتر ہے اس کے مقابل مکروہ ہے۔

مباح : وہ عمل جس کے کرنے میں نہ ثواب ہے اور نہ گناہ ۔
وہ عمل جو جائز اور حلال ہے ، لیکن نہ تو فرض ہے اور نہ حرام ۔

مکروہ : وہ عمل جس سے بچنا بہتر ہے۔ اس کے مقابل میں فقہی سنت ہے۔

حرام : وہ عمل جس سے بچنا لازمی اور ضروری ہے۔ اس کے مقابل میں فرض ہے۔

سنت میں رخصت سے فائدہ اٹھایئے

بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دی گئی سہولتوں اور رخصتوں سے فائدہ اٹھانے کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار سے کم تر سمجھتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حدیث سے اس رویے کی غلطی ثابت ہوتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ، فَرَخَّصَ فِيْهِ، فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ" ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ : مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُه' ، فَوَ اللّٰهِ ! اِنِّي لَاَ عْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَ اَشَدُّهُمْ لَه' خَشْيَةً . (بخاری ، کتاب الأدب ، باب 72 ، حدیث 6168)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کوئی کام کیا پھر لوگوں کو اس کی رخصت دے دی۔ لیکن کچھ لوگوں نے اُس رخصت اور سہولت کو اختیار کرنے سے گریز کیا۔ نبی اکرم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا !

" کیا وجہ ہے کہ جو کام میں کرتا ہوں ، کچھ لوگ اس سے پرہیز کرتے ہیں؟

اللہ کی قسم ! میں لوگوں کی نسبت، اللہ کی منشا اور مرضی سے زیادہ واقف ہوں۔

اور لوگوں کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں"۔

(یعنی تم لوگ نہ تو مجھ سے زیادہ اللہ کے احکامات سے واقف ہو سکتے ہو۔ اور نہ ہی مجھ سے زیادہ متقی بن سکتے ہو۔ تمھیں بھی اس سہولت سے فائدہ اٹھانا چاہیے)

رسول اللہ ﷺ سے زیادہ متقی بننے کی کوشش نہ کیجیے

بعض درویش صفت لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ رخصت کے بجائے عزیمت اختیار کرنے کے معاملے میں انتہا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور انہیں یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھ جانے کی جسارت کر رہے ہیں۔ جن کی زندگی ہمارے لیے اسوۂ حسنہ (کامل نمونے) کا درجہ رکھتی ہے۔ ایسے افراد کے لیے یہ حدیث اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ ، فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ ، فَصَامَ النَّاسُ ، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ

www.sirat-e-mustaqeem.com

مَاءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ، ثُمَّ شَرِبَ ،

فَقِيْلَ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ : اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ ،

فَقَالَ : " اُوْلٰئِكَ الْعُصَاةُ ، اُوْلٰئِكَ الْعُصَاةُ " .

(مسلم ، کتاب الصیام ، باب 15 ، حدیث 2666)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے مہینے میں فتحِ مکہ کے لیے (مدینہ سے) مکے کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ﷺ نے روزہ بھی رکھا۔ لوگوں نے بھی روزہ رکھا۔ جب کراعِ غمیم کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے (روزہ توڑنے کے لیے) پانی کا پیالہ منگوا کر اونچا کیا۔ یہاں تک کے لوگوں نے اس (پیالے) کو دیکھ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے پانی پی لیا۔ کچھ دیر بعد ، آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ کچھ لوگوں نے ابھی تک روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

" یہ لوگ نافرمان ہیں ' یہ لوگ نافرمان ہیں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بھی بعض افراد ایسے پائے جاتے تھے، جو اپنے آپ کو زیادہ مضبوط اور اپنے نفس پر زیادہ قدرت رکھنے والے سمجھتے تھے۔ سفر کی حالت میں اسلام ہم کو روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار دیتا ہے۔ گرمی کی شدت میں ، جب خیر البشر اور خیر الانبیاء حضرت محمد ﷺ نے روزہ توڑ دیا تو اِن لوگوں نے آپ ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کیا۔ چنانچہ یہ لوگ عتابِ نبوی ﷺ کے مستحق بنے اور 'نافرمان' کہلائے۔

مندرجہ بالا حدیث ، قرآنی حکم:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا　(البقرۃ: 286)

" اللہ تعالیٰ کسی نفس پر ، اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا "

کی عملی تفسیر ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ......سنت میں توازن اور اعتدال

1- احادیث اور سنت کی پیروی میں ، اعتدال اور توازن کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے ، ایسا نہ ہو کہ آدمی صرف عبادات میں مشغول ہو جائے اور بیوی بچوں سے غافل ہو جائے ، یا پھر ملازمت ، کاروبار اور رزقِ حلال سے غافل ہو جائے۔

2- اعتدال اور توازن کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ ہر حقدار کو اُس کا حق ملے۔مسلمان کو اللہ کا حق بھی ادا کرنا چاہیے ، اپنے نفس کے حقوق بھی پورے کرنے چاہئیں۔اپنے اہل وعیال، رشتے دار، پڑوسی وغیرہ سب کے حقوق ادا کرنا ضروری ہیں۔

3- اسلام پر توازن واعتدال کے ساتھ عمل کرنے کے لیے اُصولِ خمسہ کی معرفت ضروری ہے۔

اُصولِ خمسہ یہ ہیں :

(1) فرض　(2) فقہی سنت　(3) مباح　(4) مکروہ　(5) حرام

4- رسول اللہ ﷺ اگر کسی معاملے میں رخصت عطا کریں تو سنتِ رسول ؐ کی پیروی میں ، خوشدلی سے اس رخصت کو قبول کرنا چاہیے۔

5- رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں ہماری عافیت ہے اور سنت کی مخالفت میں ہمارا خسارہ۔

6- رسول اللہ ﷺ سے زیادہ متقی بننے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے ، آپ ؐ روئے زمین پر سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے ، اس طرح کے بعض غیر معتدل لوگوں کو آپ ﷺ نے ''نافرمان'' فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم ، 2,666)

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

سوالات

1- عقیدے اور فکر کے توازن کا ، عملی توازن و اعتدال سے کیا تعلق ہے؟

2- امتِ مسلمہ کو اُمّتِ وَسَط (البقرۃ:243) کہا گیا ہے۔اس آیت کا مطلب مختلف تفسیروں سے معلوم کیجیے اور اس کی روشنی میں ، توازن و اعتدال پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

3- آپ اپنے چوبیس (24) گھنٹوں کو کس طرح تقسیم کرتے ہیں؟ کیا آپ نے کبھی اپنے وقت کی منصوبہ بندی کی؟ (Time Management)

(a) ذاتی آرام ، نیند ، حاجات وغیرہ کے لیے وقت؟

(b) عبادات کے لیے وقت؟

(c) اہل وعیال کے لیے وقت؟

(d) تعلیم اور مطالعے کے لیے وقت؟

(e) دعوت وتبلیغ اور خدمتِ خلق کے لیے وقت؟

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

• تیسرا باب

حدیث اور قرآن
کا
باہمی تعلق

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیث اور قرآن کے باہمی تعلق کی مختلف صورتیں

اب ایک اور پہلو سے سنّت کا مطالعہ کیجیے۔ کیا ہم سنّت کے بغیر قرآن مجید کے احکام سمجھ سکتے ہیں؟ کیا وحی الٰہی پر مبنی اس اہم دولت کو نظر انداز کر کے قرآن مجید کی تفسیر کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں۔ قرآن اور سنّت ایک ہی منبع کی دو نہریں ہیں۔ اور دونوں میں نہایت گہرا تعلق ہے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے سے ہر گز جدا نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن میں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ لیکن رکعتوں کی تعداد اور طریقۂ نماز کا تعین سنّت سے ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں زکوٰۃ کا حکم ہے۔ لیکن شرحِ زکوٰۃ کا تعین سنّت سے ہوتا ہے۔

قرآن وسنت کے باہمی تعلق کی مختلف نوعیتوں اور صورتوں کے بارے میں شیخ الحدیث مولانا عبدالغفار حسن مدظلہ کے افادات سے مندرجہ ذیل نکات ملاحظہ فرمایئے۔

1- بعض اوقات ، حدیث اور قرآن میں کلی معنوی مطابقت ہوتی ہے:

جیسے بخاری اور مسلم کی مندرجہ ذیل حدیث میں، رسول اللہ ﷺ نے جو تین باتیں بتائیں ، ان کی تصدیق اور مطابقت سورۃ فرقان کی آیات سے ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

(a) اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَاللّٰہِ ؟ قَالَ : اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰہِ نِدًّا وَ ھُوَ خَلَقَکَ

(b) قَالَ : ثُمَّ اَیٌّ ؟ قَالَ : اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ مَخَافَةَ اَنْ یَّطْعَمَ مَعَکَ

(c) قَالَ ثُمَّ اَیٌّ ؟ قَالَ : اَنْ تُزَانِیَ حَلِیْلَةَ جَارِکَ .

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَصْدِیْقَھَا

(a`) " وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ

(b`) وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ

(c`) وَلَا یَزْنُوْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا. "

www.sirat-e-mustaqeem.com

(مسلم ، کتاب الایمان ، باب 39 ، حدیث 268)

(a) ''اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟''

فرمایا:''تم اللہ کے ساتھ کسی نِدّ (مَدِّ مقابل) کو پکارو ، جب کہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا-

(b) اس نے پوچھا۔ پھر کون سا گناہ؟

فرمایا:'' شرکتِ طعام کے خوف سے تم اولاد کو قتل کرو۔''

(c) پوچھا '' پھر کون سا گناہ؟''

فرمایا:'' پڑوسی کی بیوی سے بدکاری ''

ان ارشادات کی تصدیق میں سورۃ الفرقان کی اِن آیات کا نزول ہوا-

(a`) ''جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے ''

(b`) ''اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے''

(c`) ''اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا۔''

2- بعض اوقات حدیث ،قرآنی الفاظ کے کئی ممکنہ معانی میں سے ،ایک مخصوص معنیٰ کا تعین کرتی ہے:

مثلاً تیسری طلاق کے بعد بیوی حرام ہوجاتی ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ ۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۔ (البقرۃ: 230)

''پھر اگر (دو بار طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار) طلاق دے دی ، تو وہ عورت پھر اس کے لیے حلال نہ ہوگی، الاّ یہ کہ اس کا'' نکاح ''کسی دوسرے شخص سے ہو'' -

عربی زبان میں نکاح کا لفظ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔لیکن اس آیت میں'' نکاح'' سے مراد جنسی تعلق ہے-اسی قسم کے ایک واقعے میں رسول اللہؐ نے ایک عورت سے فرمایا :

حَتّٰى تَذُوْقِي عُسَيْلَتَهٗ ۔(بخاری ، کتاب الشھادات ، باب 3 ، حدیث 2678)

''یہاں تک کہ تو اس (دوسرے شوہر) کا شہد نہ چکھ لے(پہلا شوہر تجھے حلال نہ ہوگا)''

www.sirat-e-mustaqeem.com

3- بعض اوقات حدیث، بعض قرآنی افعال کے "فاعل" کا تعین کرتی ہے:

مثلاً عَبَسَ وَ تَوَلّٰی اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰی . (عبس 2-1)

" ترش رُو ہوا اور بے رخی برتی اس بات پر کہ وہ اندھا اس کے پاس آ گیا -"

اس آیت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کون ترش رو ہوا ؟ اور اعمٰی (اندھا) کون ہے؟ سنت سے عَبَسَ وَتَوَلّٰی کے " فاعل" کی صراحت ہوتی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور "اعمٰی " (اندھے) حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ ہیں-

4- بعض اوقات حدیث، قرآن کے عام قاعدے کا استثناء (Exception) بیان کرتی ہے:

جیسے قرآن میں ایک عام قاعدہ بیان کیا گیا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ . (المائدہ: 3)

" تم پر حرام کیا گیا ہے مُردار " (یعنی ہر مردار جانور حرام ہے)

لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عام قاعدے کے دو مستثنیات ہیں-

اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ ، اَلْحُوْتُ وَ الْجَرَادُ .

(سننِ ابنِ ماجه ، كتاب الصيد ، باب 9 ، حدیث 3339)

" ہمارے لیے دو (2) مردار حلال کیے گئے ہیں۔ مردہ مچھلی اور مردہ ٹڈی (Locusts)۔

5- بعض اوقات حدیث ،کسی قرآنی قانونی شق میں ضمنی شق (sub-clause) کا اضافہ کرتی ہے:

مثال کے طور پر قرآن کہتا ہے:

A- تربیت یافتہ شکاری کتے کا شکار حلال ہے۔(المائدہ: 5)

B- اس حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر تربیت یافتہ شکاری کتے کا شکار ، حرام ہوگا-

www.sirat-e-mustaqeem.com

C- لیکن ان دو باتوں کے درمیان ایک تیسری صورت بھی ہو سکتی ہے۔ تربیت یافتہ کتا، اگر شکار میں سے، خود کچھ کھالے تو کیا ایسا شکار حلال ہوگا یا حرام؟ اس درمیانی صورت کا کیا حکم ہے؟ اس کی وضاحت قرآن سے نہیں ملتی ۔حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی حرام ہوگا۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ قُلْتُ: اِنَّا نَصِيْدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ لِيْ : اِذَا اَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ ، وَاِنْ قَتَلَ ، اِلَّا اَنْ يَّأْكُلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ ، فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَكُوْنَ اِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ . (سنن ابی داؤد ، کتاب الصید ، باب 2 ، حدیث 2850)

''حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم ان کتوں کے ذریعے سے شکار کرتے ہیں ۔آپؐ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جب تم اپنے سدھائے ہوئے کتے کو، اس پر اللہ کا نام لے کر چھوڑو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑ رکھے اسے کھا سکتے ہو۔ اگر چہ وہ شکار مر چکا ہو، لیکن اگر کتا اس شکار کو کھالے تو پھر اس شکار کا گوشت نہ کھانا! کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کتے نے اس شکار کو اپنے لیے شکار نہ کیا ہو۔

سنت کے ذریعے ضمنی شق کے اضافے کی ایک اور مثال

قرآن کہتا ہے : مُحرِم (حاجی) کے لیے ، شکار ممنوع ہے اور ''عمداً'' (جان بوجھ کر) شکار کرنے پر جرمانہ واجب ہے- (المائدہ : 96)

لیکن یہ نہیں معلوم کہ اگر کوئی آدمی '' غلطی سے'' شکار کرے تو کیا حکم ہے؟ حدیثِ نبوی ﷺ اس درمیانی صورت کی وضاحت کرتی ہے کہ اگر کوئی آدمی غلطی سے شکار کرے ، تب بھی اس پر جرمانہ واجب ہوجائے گا۔

6- بعض اوقات حدیث، قرآنی حکم کی عِلّت (سبب Cause) بیان کرتی ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَ اَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ . (النساء: 23)

"اور یہ بھی تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے۔ کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو (بیک وقت) جمع کرو"

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے اسے کیوں حرام کیا ہے؟ اس کی کیا علّت ہے؟ سنّت اس علّت کی صراحت کرتی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

وَاِذَا فَعَلْتُمْ ذَالِکَ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَکُمْ . (ابن حِبّان)

"جب تم ایسا کرو گے تو اپنی قرابتیں کاٹ ڈالو گے۔"

7- بعض اوقات حدیث، قرآنی حکم کی توسیع کرتی ہے:

قرآن کہتا ہے کہ دو سگی بہنوں کو، بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں رکھنا حرام ہے (النساء: 23)

حدیث اس حکم میں اضافہ کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ خالہ اور سگی بھانجی کو بیک وقت اور اسی طرح پھوپھی اور سگی بھتیجی کو بھی بیک وقت ایک شخص کے نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : لَا یُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَیْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا . (بخاری، کتاب النکاح، باب 28، حدیث 5165)

"حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ، اسی طرح کسی عورت کو اس کی خالہ کے ساتھ، بیک وقت نکاح میں جمع نہیں کیا جاسکتا۔

8- بعض اوقات حدیث، کسی قرآنی حکم کی عِلّت (سبب) بیان کرتی ہے اور پھر عِلّت کی مقدار کا بھی تعین کرتی ہے:

"قرآن نے شراب (خمر) کو حرام ٹھہرایا " اِنَّمَا الْخَمْرُ...... (المائدہ: 91-90)

سوال یہ ہے کہ " خمر " کی تعریف کیا ہے؟

حدیث اس کی تشریح کرتی ہے۔ اور شراب کی حرمت کی علّت (سبب) بیان کرتی ہے۔

کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ" وَ کُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ" (مسلم، کتاب الأشربة، باب 7، حدیث 5339)

"ہر نشہ آور چیز "خمر" ہے، اور ہر خمر حرام ہے" -

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس سے معلوم ہوا کہ عِلّت یعنی سبب نشہ ہے۔اب ایک دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر نشہ ہی حرام ہے،تو تھوڑی بہت پینے میں کیا مضائقہ ہے؟ سنت اس کا جواب دیتی ہے ، اور نہ صرف یہ کہ علت بیان کرتی ہے ، بلکہ علت کی مقدار کا تعین بھی کرتی ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا۔: مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُه‘ فَقَلِيْلُه‘ حَرَام“ .

(سنن نسائی ، کتاب الأشربة ، باب 25 ، حدیث 5628)

” جس شے کی کثیر مقدار نشے کا باعث بنے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے“ ۔

9۔ بعض اوقات حدیث،قرآن کے ظاہری حکم اِباحت کو”واجب“قرار دیتی ہے:

مندرجہ ذیل دو آیتوں پر غور کیجیے ۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں ہمیں اجازت دے دی گئی ہے کہ ہم دل چاہے تو کریں دل چاہے نہ کریں ۔(فرض یا واجب نہیں ہے) لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر عمل کرنا ”واجب“ اور ضروری ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا . (البقرة: 159)

”یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے ، اس کے لیے کوئی گناہ کی بات نہیں، اگر وہ ان دونوں کے درمیان طواف کر لے ۔“

لیکن بخاری اور مسلم کی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ ”سَعِی بینَ الصَّفا و الْمرْوة ، واجب ہے“۔ (بخاری ، کتاب الحج ، باب 79 ، حدیث 1668)

دوسری مثال دیکھیے ، قرآن کہتا ہے:

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاح“ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ

”کوئی مضائقہ نہیں ، اگر تم نماز میں اختصار کرلو ،

اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا . (النساء:101)

جب تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے۔“

www.sirat-e-mustaqeem.com

یہاں " لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ " کے الفاظ سے غلط فہمی نہ ہو کہ قصر کرنے کی اجازت ہے، قصر کرنا فرض نہیں ہے۔

حدیث وضاحت کرتی ہے کہ نہ صرف حالتِ خوف، بلکہ "حالتِ سفر" میں بھی، قصر کرنا چاہیے (بلکہ بعض ائمہ کے نزدیک، قصر کرنا واجب ہے)۔

10- بعض اوقات حدیث ، قرآن کے بظاہر خاص، کو عام کر دیتی ہے:

قرآن کہتا ہے :

﴿ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّتِي فِي حُجُورِكُمْ ﴾ (النساء: 23)

"(بیوی کے پہلے خاوند کی) لڑکیاں (نئے شوہر کے لیے حرام ہیں) جو تمھاری نگرانی میں پرورش پا رہی ہیں"

قرآن کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف " زیرتربیت " (فِي حُجُورِكُمْ) سوتیلی بیٹیاں حرام ہیں۔ لیکن حدیث وضاحت کرتی ہے کہ سوتیلی بیٹیاں ' والد کے لیے حرام ہیں۔ چاہے وہ اس کے زیرتربیت ہوں یا نہ ہوں۔

11- بعض اوقات حدیث ، قرآن کے دو احکامات کے درمیان پائی جانے والی درمیانی صورت کا حکم بیان کرتی ہے:

قصاص کے سلسلے میں قرآن کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى ﴾ (البقرہ: 178)

" آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس "آزاد" ہی سے بدلہ لیا جائے، غلام قاتل ہو تو وہ "غلام" ہی قتل کیا جائے ،اور عورت اس جرم کی مرتکب ہو تو اس "عورت" ہی سے قصاص لیا جائے"۔

اس آیت سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اگر عورت مرد کو قتل کر دے یا کوئی مرد عورت کو قتل کر دے، تو ایسی صورتوں میں قصاص کی سزا نافذ ہوگی یا نہیں؟ سنت اس درمیانی صورت کا حکم بھی بتاتی ہے۔

حدیث میں ہے:

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَلْمُؤْمِنُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ . (نسائی ، کتاب القسامة ، باب 13 ، حدیث 4763)

" تمام مسلمان خون میں یکساں ہیں (مرد اگر عورت کو قتل کرے تب بھی وہ قتل کیا جائے گا)۔"

12- بعض اوقات حدیث، قرآنی حرمت کے حکم میں توسیع کرتی ہے:

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ﴾ (النساء: 23)

"اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں (بھی تمہارے لیے حرام ہیں)۔"

اس آیت سے صرف رضاعی ماں اور رضاعی بہن حرام ٹھیرتی ہے، لیکن سنت، اس حکم کی توسیع کرتی ہے- چنانچہ حدیث میں ارشاد ہوا :

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ (مسلم، کتاب الرضاع، باب 2، حدیث 3652)

"جو رشتے نسب سے حرام ہو جاتے ہیں ، وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتے ہیں"-

یعنی دودھ پینے والے بچے کے لیے، دودھ پلانے والی خاتون کی نند (بچے کی پھوپھی)، خاتون کی بہن (بچے کی خالہ)، خاتون کی پوتی (بچے کی بھتیجی) خاتون کی نواسی (بچے کی بھانجی) بھی (ماں اور بہن کے علاوہ) حرام ہو جاتی ہیں اور ان سے نکاح حرام ہے-

13- بعض اوقات، حدیث، قرآنی حکم کا نصاب مقرر کرتی ہے:

قرآن کہتا ہے :

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَيْدِيَهُمَا﴾ (المائدہ: 38)

"اور چور، خواہ عورت ہو یا مرد دونوں کے ہاتھ کاٹ دو"

بظاہر قرآن کے اس حکم سے معمولی چوری پر بھی ہاتھ کاٹا جا سکتا ہے- لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے- حدیث نبوی ﷺ چوری کی سزا کا نصاب مقرر کرتی ہے چنانچہ فرمایا گیا:

www.sirat-e-mustaqeem.com

لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ اِلَّا فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَا عِدًا.

(مسلم، کتاب الحدود، باب 1، حدیث 4494)

"ربع دینار یا اس سے زیادہ کی چوری پر، ہاتھ کاٹا جائے گا"۔

14- حدیث، قرآنی حکم کے فرض اور مستحب صورتوں کا تعین کرتی ہے:

قرآن کہتا ہے:

﴿ اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ﴾ (المائدہ : 6)

"جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے منہ کو دھولو"۔

قرآن کے اس حکم سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو فرض ہے۔ لیکن حدیث نبوی ﷺ بتاتی ہے کہ ہر نماز کے لیے وضو فرض نہیں ہے۔ صرف بے وضو کے لیے فرض ہے اور باوضو آدمی ،اگر ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرے گا تو، یہ اس کے لیے باعث ثواب ہوگا۔

﴿عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ : سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَ ضَّأُعِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ . قُلْتُ : فَاَنْتُمْ ، مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ مَا لَمْ نُحْدِثْ﴾

(ترمذی ، کتاب الطهارة ، باب 44 ، حدیث 60)

"عمرو بن عامر انصاری سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالکؓ کو فرماتے ہوئے سنا: نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے: میں (راوی) نے پوچھا: آپ خود کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب تک ہم بے وضو نہیں ہوتے تھے، اس وقت تک ایک ہی وضو سے تمام نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے"۔

15- حدیث، قرآنی نواقضِ وضو میں اضافہ کرتی ہے:

قرآن کہتا ہے:

﴿ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ ﴾ (المائدہ: 6)

"یا تم میں سے کوئی شخص رفعِ حاجت کر کے آئے (تو اس پر بھی وضو فرض ہے)"۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس آیت سے تو صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ صرف ''رفعِ حاجت'' (پیشاب اور پاخانے) سے وضو ٹوٹتا ہے، لیکن حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ''نیند'' اور ''ہوا کے اِخراج'' سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ دوسرے معنوں میں حدیثِ نبوی کی وجہ سے، دو مزید نواقضِ وضو کا اضافہ ہوا ہے۔

a- لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا .

(بخاری، كتاب الوضوء، باب 36، حديث 177)

''(نمازی) جب تک آواز یا بدبو نہ پائے، نماز کو توڑ کر نہ پھرے (یعنی وضو کے لیے نہ جائے)۔''

b- اِنَّ الْوُضُوْءَ لَايَجِبُ اِلَّا عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا ، فَاِنَّهٗ اِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهٗ .　(ترمذی، كتاب الطهارة، باب 57، حديث 77)

''وضو صرف اسی نیند پر واجب ہے، جس میں (انسان) لیٹ جائے، کیونکہ جب وہ لیٹ کر سوجاتا ہے تو اس کے اعضاء ڈھیلے ہوجاتے ہیں۔''

16- بظاہر مخالفِ قرآن احادیث، کی تطبیق کے مختلف طریقے:

قرآن اور حدیث دونوں چونکہ وحیِ الٰہی پر مبنی ہیں۔ اس لیے ان کے درمیان تصادم و تناقض کا ہونا ایک امرِ محال ہے۔ البتہ بعض اوقات، تناقضِ ظاہری کا شبہ ہوسکتا ہے، حالانکہ فی الواقع تناقض موجود نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں علمائے قرآن و سنت ایسی تاویل کرتے ہیں، جس سے تناقض دور ہوجاتا ہے۔ اسے تطبیق کہتے ہیں۔ مثلاً حدیث کہتی ہے:

اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ.　(بخاری، کتاب الجنائز، باب 32، حدیث 1298)

'' یقیناً اہلِ خانہ کے رونے پیٹنے سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔''

جب کہ قرآن کہتا ہے:

﴿ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴾　(النجم 38)

''کوئی (نفس) دوسرے (نفس) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا''

یہاں حدیث، بظاہر قرآن کے خلاف نظر آرہی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- پہلی تاویل : امام بخاری نے اس کی بہت خوبصورت توجیہ کی ہے۔وہ فرماتے ہیں۔
" یہ اس صورت میں ہو گا جب (میت یعنی) مرنے والا ، نوحہ و ماتم پر عمل پیرا رہا ہو اور اسی طرح اس نے اہل وعیال کی بھی تربیت کی ہو۔"
- دوسری تاویل: حضرت عائشہؓ نے اس حدیث کو، راوی کا وہم قرار دیا اور قرآن سے استدلال کیا۔
- تیسری تاویل: امام قرطبیؒ نے مندرجہ ذیل آیت پیش کی۔

﴿ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ﴾ (الانفال : 25)

" اس فتنے سے ڈرو، جو خاص، صرف ظلم کرنے والوں سے نہیں چمٹے گا بلکہ عام فتنہ ہوگا"

یعنی بعض اوقات ایسے فتنے برپا ہو جاتے ہیں۔جس کی سزا ، ظالموں کے علاوہ ، دیگر لوگوں کو بھی دی جاتی ہے۔

امام ابن القیمؒ کا ارشاد ہے " صحیح احادیث کا ، مخالفِ قرآن ہونا محال ہے۔"

قرآن فہمی کے مستند ذرائع
(Authentic Sources)

مندرجہ بالا امور سے واضح ہو گیا کہ قرآن اور سنت کو ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں کیا جا سکتا۔سنت کے بغیر، قرآن کی تفسیر ناممکن ہے۔اور اگر کوئی اس طرح کی مذموم کوشش کرے گا تو وہ خود بھی بھٹکے گا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔اور دنیا و آخرت کی رسوائی حاصل کرے گا۔اس جگہ مناسب ہوگا کہ قرآن فہمی کے مستند ذرائع اور غیر مستند ذرائع کا ذکر کر دیا جائے ،تاکہ ترجیحات کا واضح تعین ہو جائے۔

مولانا عبدالغفار حسن نے ایک جگہ تفسیر قرآن کے مختلف ذریعوں کا ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن فہمی کے مختلف ذرائع

1- قرآن کو قرآن ہی سے سمجھا جائے (اَلْقُرآنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضاً)

2- قرآن کا اپنا سیاق وسباق　　3- روایات یعنیؑ تَعَامُلِ اُمّت

4- اخبارِ آحاد–صحیح اور حسن روایات

www.sirat-e-mustaqeem.com

5- صحابہؓ بالخصوص عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور ابی بن کعبؓ کے آثار

6- عربی زبان کی مہارت　　　7- عربوں کے تمدن اور ان کے حالات سے واقفیت

8- کُتُب سماوی

قرآن فہمی کی راہ میں دو بڑی رکاوٹیں

1- جو شخص قرآن سمجھنا چاہتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خالی الذہن ہو ۔ اپنے مخصوص نظریات کے لیے، قرآن میں نظائر ڈھونڈنا ایک بہت بڑی جسارت ہے۔ اسے چاہیے کہ قرآن کے مطابق، اپنے نظریات کو بدلتا رہے۔ اپنے نظریات کے مطابق، قرآن کو نہ ڈھالے ۔ اپنے نظریات پر قائم رہ کر، قرآن کی تاویل کرنا فہم قرآن کی راہ میں پہلی رکاوٹ ہے۔

2- قرآن فہمی کی راہ میں، دوسری رکاوٹ قرآن کو محض تبرک کے لیے پڑھنا ہے۔ اور یہ سمجھنا ہے کہ ہمارے لیے تلاوت ہی کافی ہے۔ جو شخص، پہلے سے ہی یہ طے کرلے کہ میں تو محض ثواب اور تبرک کے لیے قرآن پڑھ رہا ہوں، وہ کبھی قرآن فہمی کی منزلیں طے نہیں کرسکتا۔ یہ دوسری رکاوٹ ہے۔

قرآن فہمی کے غیر مستند ذرائع

(Unauthentic Sources)

یہاں یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن فہمی کے غیر مستند ذریعوں کا بھی مختصر اً ذکر کردیا جائے۔

1- ضعیف حدیثیں　　　2- موضوع (جھوٹی) حدیثیں

3- کشف اور خواب　　　4- پچھلی آسمانی کتابوں کی محرّف آیات

5- اسرائیلیات (تلمود وغیرہ کی داستانیں)

خلاصہ...... حدیث اور قرآن کا باہمی تعلق

1- آسمانی وحی دو (2) چیزوں پر مشتمل ہے۔ قرآن اور سنت۔

2- قرآن اور سنت میں ایک گہرا باہمی تعلق ہوتا ہے ، ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

3- صحیح اور مستند احادیث کے بغیر ، قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے۔

4- حدیث یا تو قرآنی الفاظ کا مطلب بتاتی ہے ، یا فاعل کا تعین کرتی ہے یا استثنائی قانون بیان کرتی ہے ، یا ضمنی شق کا اضافہ کرتی ہے ، یا قرآنی حکم کی علت بیان کرتی ہے ، یا علت کا سبب بیان کرتی ہے ، یا حکم کی اباحت یا وجوب کی وضاحت کرتی ہے ، یا خاص کو عام کرتی ہے یا کسی حکم میں توسیع کرتی ہے۔

5- کوئی صحیح اور مستند حدیث ، کبھی قرآنِ مجید کے خلاف نہیں ہوسکتی۔ یہ امرِ محال ہے۔ بالفرض کبھی طالبِ علم کو ظاہری طور پر قرآن وسنت میں تضاد اور تناقض (Contradiction) محسوس ہو تو اسے کسی بڑے عالم سے رجوع کرنا چاہیے۔ اس پر بھی تشفی نہ ہو تو توقف کرتے ہوئے، غور وفکر کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے ، ایک نہ ایک دن تطابق کی کوئی صورت ضرور سامنے آجائے گی۔

6- قرآن فہمی کی راہ میں دو بڑی رکاوٹیں ہیں۔ (a) پہلے سے قائم کردہ نظریات۔ (b) قرآن کو محض تبرک کے طور پر پڑھنا اور اس میں غور وفکر سے اجتناب کرنا۔

7- قرآن فہمی کے لیے مستند ذرائع حسب ذیل ہیں۔ خود قرآن ، اُس کا سیاق وسباق ، تعاملِ اُمّت ، اخبارِ آحاد ، اَقوالِ صحابہؓ ، عربی زبان کی مہارت ، عربوں کا تمدن اور کتبِ سماوی۔

8- قرآن فہمی کے لیے غیر مستند ذرائع حسب ذیل ہیں۔ ضعیف حدیثیں ، جھوٹی حدیثیں ، کشف اور خواب ، پچھلی کتابوں کی مُحرّف آیات اور اسرائیلیات۔

سوالات

1- منکرینِ حدیث کہتے ہیں کہ ہمارے لیے قرآن کافی ہے۔ ایک مختصر مضمون سے وضاحت کیجیے کہ حدیث کے بغیر ، کیا صرف قرآنی احکام پر انحصار کیا جاسکتا ہے؟

2- بعض لوگ ضعیف اور جھوٹی احادیث کی بنیاد پر، تشکیک کا شکار ہوکر، صحیح اور حسن احادیث کو بھی مسترد کردیتے ہیں۔ دین کے کے مستند اور غیر مستند ذرائع کی روشنی میں ، ان کے طرزِ عمل پر روشنی ڈالیے۔

3- قرآن فہمی کے راستے میں کون کون سی رکاوٹیں اور مشکلات ہیں؟ آپ کے اپنے تجربات کیا ہیں؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

● چوتھا باب

حدیث

اور

کتابتِ حدیث

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیث اور کتابتِ حدیث

حدیث کے مختلف معانی

1۔ حدیث کا لغوی معنیٰ :

حدیث کا لغوی معنیٰ جدید یا نئی چیز ہے۔

2۔ حدیث کا اِصطلاحی معنیٰ :

لیکن ایک اصطلاح کی حیثیت سے ، حدیث سے مراد ہر وہ خبر ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب کی گئی ہو۔ جو رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل، یا تقریر پر مبنی ہو۔ حدیث کی جمع مُکسّر " اَحادیث " ہے ۔ نوعیت کے اعتبار سے حدیث کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ حدیثِ قولی　　2۔ حدیثِ فعلی　　3۔ حدیثِ تقریری،

(ان کی تفصیلات آگے آرہی ہیں۔)

سنّت کے مختلف معانی

1۔سنت کا لغوی معنیٰ :

سنت کا لغوی مفہوم ، راستہ ،طریقہ یا قاعدہ ہے۔

2۔سنت کا شرعی معنیٰ :

شریعت میں ، جب سنت کا لفظ ، قرآن کے ساتھ (قرآن وسنت) استعمال کیا جائے تو ایک ماخذِ قانون (Source of Law) کی حیثیت سے اس کا معنیٰ "حدیث" کا ہوگا۔ یعنی قرآن ، وحیِ جلی اور سنت ، وحیِ خفی ہے۔اور "حدیث" کا لفظ "سنت" کا مترادف ہوگا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

3۔ سنت اور حدیث :

عموماً " سنت" اور" حدیث " کے الفاظ ایک دوسرے کے مترادف کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں۔لیکن بعض علماء،سنت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے ثابت شدہ اقوال ، افعال اور تقریر لیتے ہیں۔اور حدیث سے مراد رسول اللہ ﷺ سے منسوب اَقوال،اَفعال اور تقریر لیتے ہیں۔ چاہے وہ ثابت شدہ ہوں یا نہ ہوں۔ دوسرے لفظوں میں ان کے نزدیک "حدیث" عام ہے اور "سنت" خاص۔

4۔ سنت اور بدعت :

بعض اوقات "سنّت " کا لفظ "بدعت" کے مقابل (بطور متضاد) استعمال کیا جاتا ہے ایسی صورت میں" سنّت" سے مراد،عبادات کے وہ مشروع طریقے یا وہ خاص ہیئتیں ہیں ، جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ اور" بدعت "سے مراد ، وہ غیر مشروع عبادات اور نو ایجاد کردہ طور طریقے ہیں ، جو گمراہ لوگوں نے دین کے نام پر جاری کیے ہیں اور جو سنت سے ثابت نہیں ہیں، لیکن لوگ سنت سمجھ کر ان پر عمل کرتے ہیں۔

سنت کا فقہی مفہوم

علم فقہ کی اصطلاح میں" سنت" سے مراد " غیر فرض" مشروع اعمال ہیں۔

(a) "فرض" سے مراد وہ فعل ہے ، جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ کیا ہے۔جس کے بجا لانے میں ثواب اور چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔ فرض وہ حکم ہے جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو۔اور جس کا منکر کافر ہو جاتا ہے

(b) " سنتِ راتبہ(Regular)" (سنتِ مؤکّدہ، Emphasized, Asserted) سے مراد ، رسول اللہ ﷺ کا وہ عمل ہے ، جو آپ نے اکثر کیا ہو۔لیکن کبھی کبھار چھوڑ بھی دیا ہے۔ جس کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ البتہ اس عمل کو بلا عذر ترک کرنے پر ملامت

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور باز پرس کا اندیشہ ہے۔

(c) ''سنتِ غیرراتبہ(Irregular) ''(سنتِ غَیرُ مُؤکّدة) سے مرادرسول اللہ ﷺ کا وہ عمل ہے، جو آپ نے کبھی کبھار کیا ہے اور اکثر چھوڑ دیا ہے۔جس کے کرنے میں ثواب ہے ، اور نہ کرنے پر کوئی عذاب نہیں۔ یہ وہ سنت ہے جو بلا عذر بھی ترک کی جا سکتی ہے۔

اس بات کو البتہ ذہن نشین کر لیجیے کہ سنت کا ترک کرنا اور چیز ہے اور سنت کی تخفیف اور بے توقیری دوسری چیز ہے۔حدیث اور سنت کی بے توقیری ،انسان کو کفر کی حد تک لے جا سکتی ہے۔

فرض حکم ، کبھی قرآن سے ثابت ہوتا ہے اور کبھی سنت سے ۔اسی طرح غیر فرض حکم (فقہی سنت) بھی ، قرآن اور سنّت دونوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔

مندرجہ ذیل چارٹ پر غور کیجیے اور اگلے صفحہ پر مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

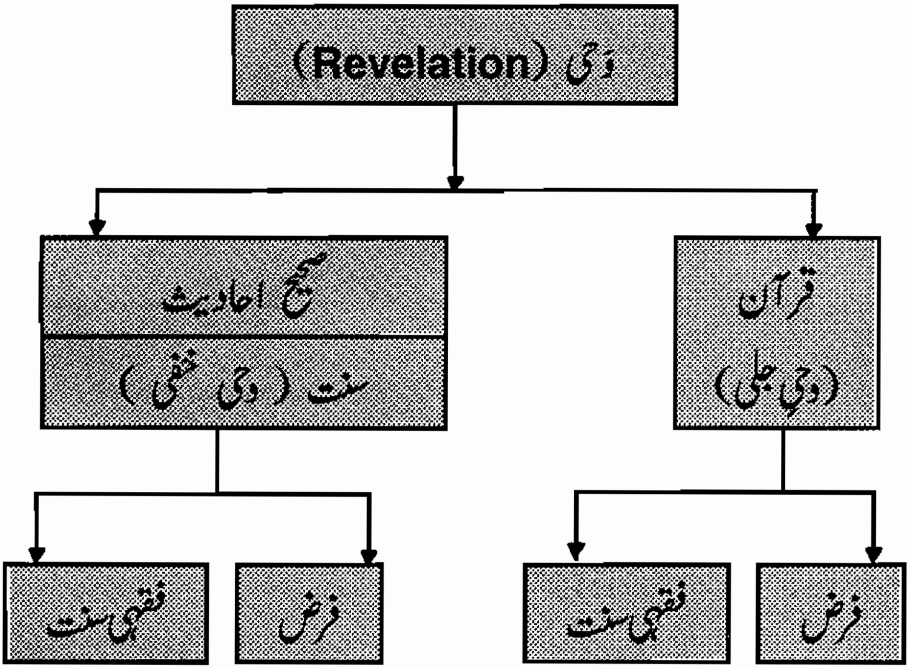

www.sirat-e-mustaqeem.com

قرآن سے فرض اور واجب حکم کی مثال

علمِ فقہ کی رو سے، جو شخص کھڑا ہو سکتا ہو، اس کے لیے نماز میں کھڑا ہونا ''فرض'' ہے۔ نماز میں ''قیام'' کی فرضیت پر پوری امت کا ''اِجماع'' ہے۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔

وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ ۔　　(البقرۃ : 238)

''(نماز کے لیے) خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔''

قرآن کا ہر حکم، فرضیت کا درجہ نہیں رکھتا

قرآن کا ہر حکم فرضیت کا درجہ نہیں رکھتا۔ قرآن کا ارشاد ہے:

وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَا صْطَادُوا　　(المائدۃ : 2)

'' اور جب تم (فراغتِ حج کے بعد) احرام اتار دو تو شکار کرو ''

اس آیت سے بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احرام اتارنے کے بعد شکار کرنے کا حکم فرض کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہ حکم فرضیت کا درجہ نہیں رکھتا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب اگر تم چاہو تو شکار کر سکتے ہو۔ یعنی احرام کی حالت میں شکار پر جو پابندی لگائی گئی تھی وہ اب ختم ہو چکی ہے۔ دراصل، یہ قرآنی حکم، مباح کا درجہ رکھتا ہے۔ یعنی اس کے کرنے میں نہ تو ثواب ہے اور نہ ہی اس کے نہ کرنے میں گناہ۔

سنت سے ایک فرض حکم کی مثال

مثلاً سنت سے یہ حکم ثابت ہے کہ:

www.sirat-e-mustaqeem.com

لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ ۔

(بخاری ، کتاب الفرائض ، باب 26 ، حدیث 6850)

''مسلمان کافر کا اور کافرمسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا۔''

لیکن فقہی اعتبار سے یہ حکم فرض کے دائرے میں ہے، محض کوئی سفارش نہیں ہے۔

سنت (یعنی حدیث) سے ایک غیرفرض حکم (یعنی سنت) کی مثال

صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ، قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً　(بخاری ، کتاب الاعتصام بالکتاب ، باب 28 ، حدیث 7456)

'' مغرب (کی فرض نماز) سے پہلے (دو رکعتیں نماز) ادا کرو!۔

دو دفعہ فرمانے کے بعد تیسری بار لوگوں کے اسے سنت بنا لینے کے خدشے کی وجہ سے فرمایا: جس کا دل چاہے''

اس حدیث میں جو حکم دیا گیا ہے وہ ''فرض'' کا درجہ نہیں رکھتا۔ بلکہ'' فقہی سنت'' کا درجہ رکھتا ہے۔

اصطلاحی سنت کی مختلف قسموں کا خلاصہ

1۔ محدثین کی اصطلاح میں ، سنت کا لفظ عموماً ''حدیث '' کا مترادف ہے ، بلکہ اس میں وہ سیرت کو بھی شامل سمجھتے ہیں ۔

2۔ فقہاء کی اصطلاح میں، سنت کا لفظ، غیر فرض مشروع عمل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

3۔ اصولیین کی اصطلاح میں ، سنت کا لفظ ، رسول ﷺ کے اس قول فعل اور تقریر کے لیے مخصوص ہے۔ جو آپ ﷺ سے بحیثیتِ نبی صادر ہوا ہو ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

کتابتِ حدیث

یہاں ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ مختصراً ، کتابتِ حدیث کے سلسلے میں چند باتیں لکھ دی جائیں تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے۔ حدیث کی کتابت کے بارے میں ، صحابہ کے درمیان اختلاف واقع ہوا کہ احادیثِ نبوی ﷺ لکھی جائیں یا نہ لکھی جائیں ۔کیوں کہ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے دونوں اقوال موجود تھے۔دراصل ، رسول اللہ ﷺ نے پہلے کتابتِ حدیث سے منع فرمایا تھا۔لیکن بعد میں اجازت دے دی تھی ، اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا ابتدائی حکم :

رسول اللہ ﷺ نے ، ابتداء میں احادیث کو صرف 'بیان کرنے' کا حکم دیا اور 'کتابت' سے منع فرمایا۔ مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیے :

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : "لَا تَكْتُبُوْا عَنِّی. وَمَنْ كَتَبَ عَنِّیْ غَیْرَ الْقُرْآنِ فَلْیَمْحُهُ ، وَحَدِّثُوْا عَنِّی وَلَا حَرَجَ ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ (قَالَ هَمَّام" أَ حْسِبُهُ قَالَ) مُتَعَمِّداً فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ."

(مسلم ، كتاب الزهدو الرقائق ، باب 17 ، حديث 7702)

حضرت ابو سعید ؓ خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا:

"میری طرف سے کچھ نہ لکھو! اگر کسی نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے تو اسے چاہیے کہ اسے مٹا دے۔ مجھ سے حدیث بیان کرو! کوئی مضائقہ نہیں ۔البتہ جس نے مجھ پر (راوی ہمام کے خیال میں آپ ؐ نے فرمایا) جانتے بوجھتے جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ کا آخری حکم :

لیکن رسول اللہ ﷺ نے ، بعد میں احادیث لکھنے کی اجازت دے دی۔

اس سلسلے میں ہمیں مندرجہ ذیل حدیثیں ملتی ہیں۔

1. عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَضَّرَ اللهُ اِمْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَوَعَاهَا وَحَفِظَهَا وَ بَلَّغَهَا .... (ترمذی ، کتاب العلم ، باب 7 ، حدیث 2870)

''اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ اور خوش وخرم رکھے! جس نے میری بات سنی ، اسے یاد کیا اور محفوظ رکھا اور پھر دوسروں تک اسے پہنچایا۔''

2. اِيْتُوْنِي بِكِتَابٍ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ .

(بخاری ، کتاب العلم ، باب 38 ، حدیث 214)

'' میرے پاس لکھنے کا سامان لاؤ کہ میں تمہیں ایک ایسی بات لکھوا دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے''۔

ابتدا میں رسول اللہ ﷺ نے کیوں منع کیا تھا ؟

رسول اللہ ﷺ نے ابتدا میں ، اس لیے منع فرمایا تھا کہ کہیں یہ قرآن اور کتابتِ قرآن سے خلط ملط نہ ہو جائے۔ بعد میں ، جب یہ اندیشہ باقی نہ رہا تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ اس بارے میں علماء کی تحقیق یہ ہے۔

-1 ممانعت ابتدائی حکم ہے اور اجازت اس کی ناسخ ہے۔ (حافظ ابن حجر عسقلانیؒ۔ فتح الباری)

-2 رسول اللہؐ نے ابتدا میں منع فرمایا پھر کتابت کی اجازت دی۔ (ابن جوزیؒ۔ رسالۃ الناسخ و المنسوخ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

3- رسول اللہؐ نے ابتدا میں "کتابت" سے منع فرمایا، پھر "کتابت و تقیید" کی اجازت دے دی۔
(ابن قتیبہؒ۔تاویل مختلف الحدیث)

حاصلِ کلام:

ابتدا میں ، صرف 'بیان' کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔لیکن اس میں یہ احتیاط بھی برتی گئی کہ کوئی غلط اور جھوٹی بات آپ سے منسوب نہ ہو جائے۔ چنانچہ تنبیہ کی گئی کہ جو رسول اللہؐ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا ،اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اِن ارشادات کی روشنی میں ،پہلے پہل احادیث روایت کی گئیں اور نہایت احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ روایت کی گئیں ۔پھر وہ دور آیا جب ان روایت کردہ احادیث کو 'کتابت ' کے ذریعے محفوظ کرلیا گیا ۔

خلاصہ......حدیث اور کتابتِ حدیث

1- علمِ حدیث کی اصطلاح میں ، رسول اللہ ﷺ کے قول ، فعل ، یا تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

2- سنّت کا لفظ کئی معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے ، لیکن علمِ حدیث میں اس سے مُراد حدیث ہی ہے۔

3- علمِ حدیث میں سنّت کا مطلب ، رسول اللہ ﷺ کا قول ، عمل یا تقریر ہے ، جبکہ علمِ فقہ میں سنّت سے مراد ، غیر فرض عمل (Non-Obligatory) ہے۔

4- علمِ فقہ میں ، قرآن کا ہر حکم ، فرض کا درجہ نہیں رکھتا۔قرآن کے بعض احکامات فرض ہوتے ہیں ، بعض مستحب اور بعض مباح۔

5- قرآن کی طرح ، حدیث کے احکامات کی بھی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں۔بعض حدیثیں فرض کا درجہ رکھتی ہیں ۔بعض نفل اور مستحب کا درجہ رکھتی ہیں ۔اور بعض مباح حکم کی نشاندہی کرتی ہیں ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

کتابتِ حدیث:

1- ابتداء میں رسول اللہ ﷺ نے حدیث لکھنے سے منع کر دیا ، صرف زبانی روایت کی اجازت دی تھی۔

2- جب قرآن مجید کی کتابت مکمل ہوگئی تو حدیث کی زبانی روایت کے علاوہ ، کتابت کی بھی اجازت دے دی گئی۔ متعدد صحابہؓ نے احادیث لکھیں۔

سوالات

1- قرآنِ مجید سے ، ڈھونڈ کر پانچ (5) ایسے اَحکام بتائیے ، جو فرض نہیں ہیں ، بلکہ مستحب ہیں۔

2- صحیح اَحادیث سے ، ڈھونڈ کر پانچ (5) ایسے اَحکام بتائیے ، جو فرض ہیں۔

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

• پانچواں باب

نوعیت کے اعتبار

سے

حدیث کی قسمیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

نوعیت کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں

نوعیت کے اعتبار سے ، حدیث کی تین (3) قسمیں ہیں ۔ قولی ، فعلی اور تقریری

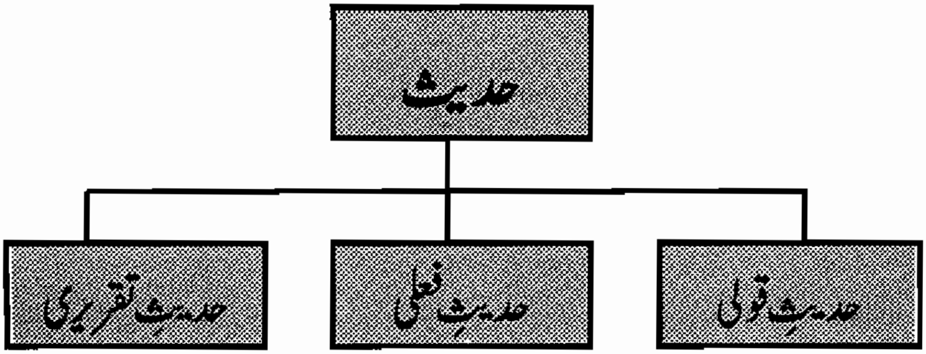

1-حدیثِ قولی

حدیثِ قولی ، اس حدیث کو کہتے ہیں ، جو رسول اللہ ﷺ کے قول پر مبنی ہو۔

حدیثِ قولی کی مثال

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : " صَلٰوةٌ" فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا،خَیْرٌ" مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ .(بخاری ، کتاب فضل الصلاة ، باب 1 ، حدیث 1199)

حضرت ابوهریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری اس مسجد (مسجدِ نبوی) میں نماز پڑھنا ، مسجدِ حرام (مَکَّةُ الْمُکَرَّمَة) کے علاوہ، دوسری تمام مسجدوں میں نماز پڑھنے سے (ثواب کے اعتبار سے) ایک ہزار گنا افضل ہے"۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

2- حدیثِ فعلی

حدیثِ فعلی ، اس حدیث کو کہتے ہیں ، جو رسول اللہ ﷺ کے عمل پر مبنی ہو۔

حدیثِ فعلی کی مثال

عَنِ ابْنِ اَبِی اَوْفٰی قَالَ : غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ سِتًّا.

حضرت ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے ،انہوں نے کہا: " ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات لڑائیوں میں حصّہ لیا۔

كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ . (بخاری ، کتاب الزبائح ، باب 13 ، حدیث 5557)

ہم آپؐ کے ساتھ ٹِڈّی (Locust) کھایا کرتے تھے۔"

3- حدیثِ تقریری

حدیثِ تقریری ، اس حدیث کو کہتے ہیں ، جو رسول اللہ ﷺ کا قول یا عمل نہ ہو، بلکہ صحابہؓ کا قول یا عمل ہو ، جو آپ ﷺ کی موجودگی میں ہوا۔اور آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔یا آپ کے سامنے کسی عمل کا ذکر کیا گیا اور آپؐ نے خاموشی اختیار فرما کر ، سندِ جواز فراہم کردی۔دوسرے لفظوں میں ، وہ عمل یا قول، جسے آپ ﷺ نے گوارا فرمایا اور برقرار رکھا ، سنّتِ تقریری یا حدیثِ تقریری کہلاتا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیثِ تقریری کی مثال

سنن ابی داوٗد کی، صحیح حدیث ہے:

ایک دن رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے (تو حضرت عائشہؓ کے پاس آئے) اس وقت گھر کی الماری پر پردہ لٹک رہا تھا۔ اچانک ہوا چلی تو حضرت عائشہؓ کی پڑی ہوئی گڑیاؤں پر سے پردہ سرک گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اے عائشہؓ ! مَا هٰذَا ؟ یہ کیا ہے؟ بَنَاتِي (یہ میری گڑیاں ہیں)

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: مَا هٰذَ الَّذِی اَریٰ وَسَطِهِنَّ؟ (ان کے درمیان میں، میں کیا دیکھ رہا ہوں)

فرمایا: فَرَس" (گھوڑا) ، پوچھا: اس گھوڑے کے اوپر کیا ہے؟

فرمایا : دو پَر ہیں۔ پوچھا : گھوڑا اور اس کے پر بھی !

حضرت عائشہؓ نے جواب دیا۔ کیا آپ نے نہیں سنا ؟ حضرت سلیمانؑ بن داوٗد کے گھوڑے پر والے تھے۔

حضرت عائشہ کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپؐ کے دندانِ مبارک دکھائی دینے لگے۔" (سنن ابی داؤد ، کتاب الأدب ، باب 62 ، حدیث 4934)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں گو مجسمے حرام ہیں، لیکن چھوٹے بچوں کے کھلونے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ بچوں کی گڑیاں اور گھوڑے وغیرہ کے اصنام اور تماثیل جائز ہیں۔ اِن کا رسول اللہؐ نے نہ تو حکم دیا اور نہ ان پر عمل کیا۔ لیکن حضرت عائشہؓ کے عمل کو گوارا فرمایا۔ یہ سنتِ تقریری کی ایک مثال ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیثِ تقریری کی ایک اور مثال

عَنْ قَیْسِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ: رَأَى رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَجُلاً یُصَلِّیْ بَعْدَ صَلَاۃِ الصُّبْحِ رَکْعَتَیْنِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: صَلَاۃِ الصُّبْحِ رَکْعَتَانِ ، فَقَالَ الرَّجُل: إِنِّیْ لَمْ أَکُنْ صَلَّیْتُ الرَّکْعَتَیْنِ اللَّتَیْنِ قَبْلَھَا ، فَصَلَّیْتُھُمَا الْآنَ ، فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ .

(سنن ابی داؤد ، کتاب التطوع، باب 6 ، حدیث 1269)

حضرت قیس بن عمروؓ کہتے ہیں ۔''نبی اکرمؐ نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا''صبح کی نماز تو دو رکعت ہے''اس آدمی نے جواب دیا''میں نے فرض نماز سے پہلے کی دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں ، لہٰذا اب پڑھی ہیں ۔رسولؐ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے (یعنی اس کی اجازت دے دی)۔''

اس حدیثِ تقریری سے معلوم ہوا کہ فجر کی فرض نماز کے بعد، فجر کی سنتیں ادا کی جاسکتی ہیں ۔

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ......نوعیت کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں

1- نوعیت کے اعتبار سے حدیث کی تین قسمیں ہیں۔ قولی ، فعلی اور تقریری۔
2- قولی حدیث ، اس حدیث کو کہتے ہیں ، جو رسول اللہ ﷺ کے قول پر مبنی ہو۔
3- فعلی حدیث ، اس حدیث کو کہتے ہیں ، جو رسول اللہ ﷺ کے فعل پر مبنی ہو۔
4- تقریری حدیث ، اس حدیث کو کہتے ہیں ، جو نہ تو رسول اللہ ﷺ کا قول ہو اور نہ فعل ، بلکہ وہ قول اور عمل ہے ، جو آپ کے سامنے کیا گیا ہو ، اور جس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی ، گوارا اور برداشت کیا ، جس کی نہ تو تردید کی اور نہ انکار کیا۔ ایسا قول اور عمل جائز ہوتا ہے ، اگر یہ ناجائز ہوتا تو آپ ﷺ منع فرما دیتے۔

سوالات

1- صحیح مسلم میں سے تین قولی احادیث ڈھونڈیے اور اپنی کاپی پر لکھیے۔
2- صحیح مسلم میں سے تین فعلی احادیث ڈھونڈیے اور اپنی کاپی پر لکھیے۔
3- صحیح مسلم میں سے تین تقریری احادیث ڈھونڈیے اور اپنی کاپی پر لکھیے۔

✻✻✻✻✻✻✻

www.sirat-e-mustaqeem.com

● چھٹا باب

علمِ روایت

اور

علمِ درایت

www.sirat-e-mustaqeem.com

علمِ روایت اور علمِ درایت

علمِ روایت: یہ علم رسول اللہ ﷺ سے منسوب (Attributed) احادیث کی نقل و روایت پر مشتمل ہوتا ہے۔

علمِ درایت: اُن مباحث پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں راوی اور مروی (حدیث) دونوں کی قبولیت اور عدم قبولیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں علمِ درایت سے،

1- راوی کی شرطیں ، روایت کی قسمیں اور روایت کے احکام کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

2- مَرْوِیّات (احادیث) کی قسموں اور اُن کے معانی کے استخراج کا علم حاصل ہوتا ہے۔

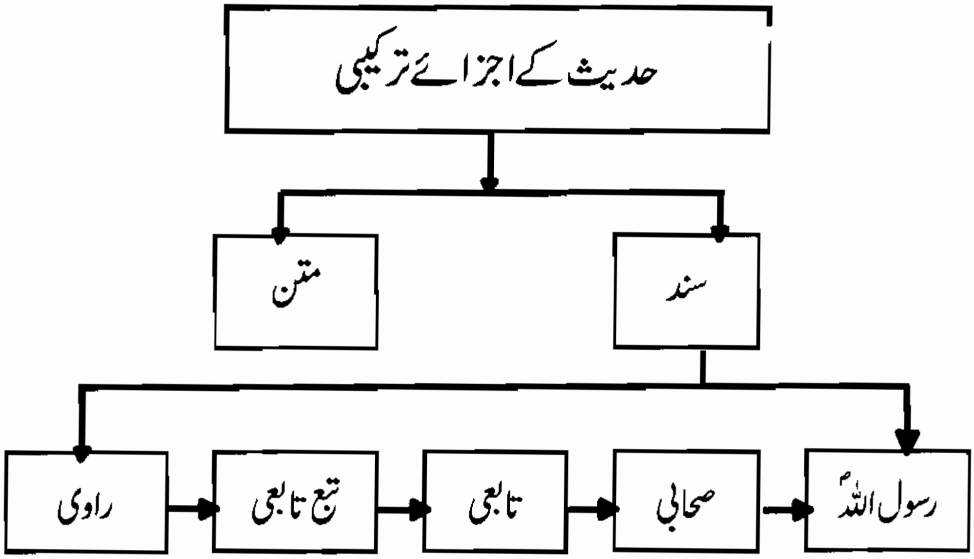

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَلسَّنَدُ (Chain)

1۔ سند کا لغوی معنی : سند کے لغوی معنی "سہارے" کے ہیں۔

2۔ سند کا اصطلاحی معنی : اصطلاح حدیث میں " سَنَد "سے مراد ، راویوں کا وہ سلسلہ ہے ، جو تبع تابعی ، تابعی، صحابی سے ہوکر اس "مَتَن" (Text) تک پہنچتا ہے ، جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہے۔

سند کی مثال

"اَلْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ" ایک " سَنَد " ہے ۔اس سند میں

a۔ حضرت اَعْمَشؒ (م 147ھ) راوی ہیں ، جو اپنے استاد حضرت إبراهيم نَخَعیؒ (تبع تابعی) سے روایت کرتے ہیں۔

b۔ حضرت ابراهیم نَخَعیؒ (م 96ھ)، اپنے استاد حضرت عَلْقَمَه (تابعی) سے روایت کرتے ہیں۔

c۔ حضرت علقمةؒ (م 62ھ)، اپنے استاد حضرت عبد اللّٰه بن مسعودؓ (صحابی) سے روایت کرتے ہیں۔

d۔ حضرت عبد اللّٰه بن مسعودؓ (م32ھ) ، رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ (م11ھ) سے روایت کرتے ہیں ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَلْمَتْنُ (Text)

1۔ متن کا لغوی معنیٰ: متن کے لغوی معنیٰ ، زمین کا وہ سخت حصہ ہے، جو سطح سے کچھ بلند ہو۔

2۔ متن کا اصطلاحی معنیٰ: علمِ حدیث کی اصطلاح میں ''مَتْن'' سے مراد کلام کا وہ حصہ ہے ، جو ''سَنَد'' کے اختتام پر شروع ہوتا ہے۔

(دراصل متن، رسول اللہ ﷺ سے منسوب (Attributed) الفاظ کے مجموعے کا نام ہے)۔

متن کی مثال

مندرجہ ذیل حدیث پر غور کیجیے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ یُوسُفَ عَنْ مَالِکٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ :

" اِذَا شَرِبَ اَلْکَلْبُ فِی اِنَاءِ اَحَدِکُم فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعاً "

(بخاری ، کتاب الوضوء ، باب 35 ، حدیث 172)

''جب کتا تمہارے کسی آدمی کے برتن میں سے پی لے تو اسے چاہیے کہ اس برتن کو سات مرتبہ دھولے''۔

مندرجہ بالا حدیث میں'' اِذَا سے لے کر.... سَبْعاً تک'' کے الفاظ متن ہیں۔

ایک متن اور اٹھائیس (28) حدیثیں

محدثین کے نزدیک، ایک ہی متن کی کئی روایتیں، جو مختلف سندیں رکھتی ہیں، الگ الگ حدیثیں کہلاتی ہیں۔ اگلے صفحے پر ایک متن دیا جا رہا ہے۔ اس متن کو گیارہ (11) صحابہؓ ، تیرہ (13) تابعین اور اٹھائیس (28) تبع تابعین نے روایت کیا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں یہ اٹھائیس (28) الگ الگ حدیثیں ہیں۔ حالانکہ ان سب کا متن ایک ہی ہے۔

ایک متن اور اٹھائیس (28) حدیثیں

متن: ”وَیْل“ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ “. (بخاری، کتاب الوضوء، باب 30، حدیث 165)

”قیامت کے دن ایڑھیوں کو آگ کا عذاب دیا جائے گا، (جو وضو میں خشک ہوں گی)“

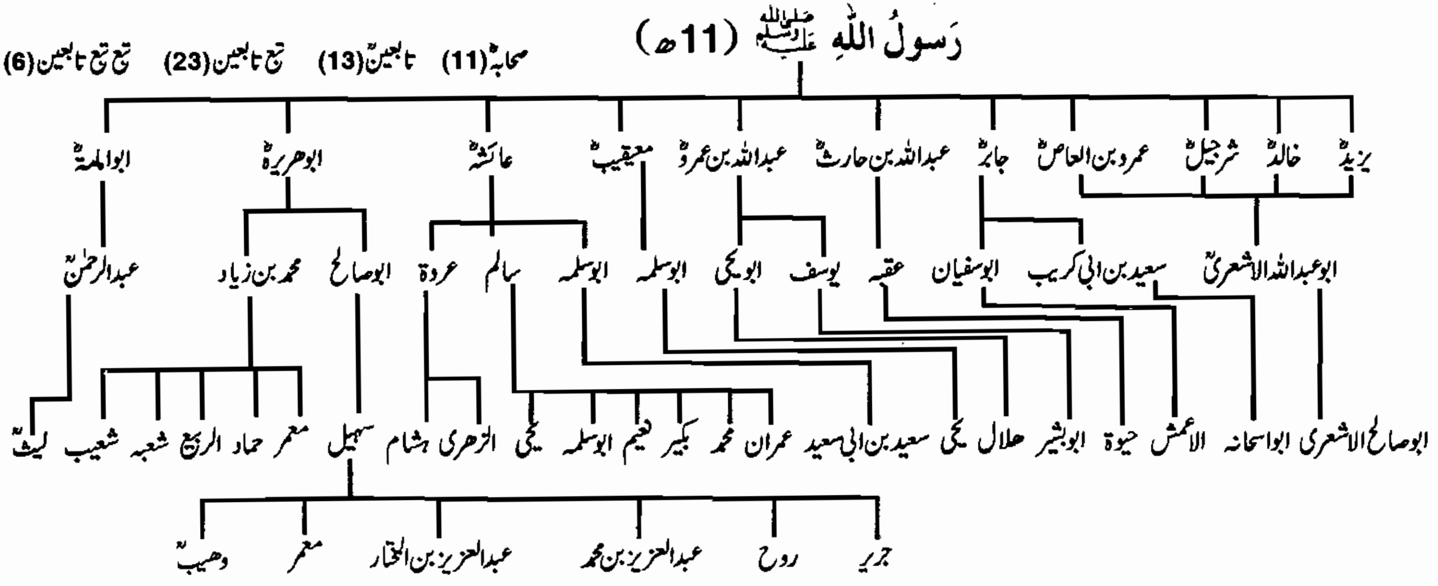

TWENTY EIGHT (28) TRADITIONS OF A SINGLE TEXT

www.sirat-e-mustaqeem.com

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ علمِ روایت اور علمِ درایت

1- علمِ روایت ، اُس علم کا نام ہے ، جس میں احادیث کی نقل و روایت پر بحث کی جاتی ہے۔

2- علمِ دِرایت ، اُن مباحث پر مشتمل ہوتا ہے ، جس میں راوی اور مروی (حدیث) دونوں کی قبولیت اور عدمِ قبولیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

3- حدیث ، دو حصوں سند (Chain) اور متن (Text) پر مشتمل ہوتی ہے۔

4- علمِ حدیث میں ، صرف متن کو حدیث نہیں کہا جاتا۔

5- سند ، راویوں سے ہوتے ہوئے ، اوپر کی طرف تبع تابعی ، پھر تابعی ، پھر صحابیؓ اور پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف پہنچ جاتی ہے۔(Chain of Transmission)

5- حدیث کو صحیح ، حسن یا ضعیف یا جھوٹی (موضوع) قرار دینے سے پہلے ، سند کے ایک ایک رکن کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

6- بعض اوقات ایک ہی متن (Text) کی کئی حدیثیں ہوتی ہیں ، یعنی اُن کی سندیں مختلف ہوتی ہیں۔

سوالات

1- صحیح البخاری سے کوئی ایسا متن تلاش کیجیے ، جس کی کم سے کم تین (3) مختلف سندیں ہوں۔

2- صحیح مسلم سے کوئی ایسا متن تلاش کیجیے ، جس کی کم سے کم تین مختلف سندیں ہوں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

• ساتواں باب

آٹھ صحابہؓ
کے
شجرہ ہائے روایت

www.sirat-e-mustaqeem.com

آٹھ صحابہؓ کے شجرہ ہائے روایت

مندرجہ ذیل آٹھ صحابہؓ سے، سب سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔انہیں کثیر الروایت کہتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان کے مختصر حالات اور ہر ایک کے شجرۂ روایت کو ایک چارٹ (Chart) کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے، تاکہ سند کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ ہر نام کے آگے قوسین میں سنِ وفات دی جا رہی ہے، تاکہ ان کے زمانے کے بارے میں بھی ذہن میں ایک نقشہ قائم ہو جائے۔

1۔حضرت ابوھریرہؓ (المتوفی 57ھ)

حضرت ابوھریرہؓ کی مرویات سب سے زیادہ ہیں۔ابن مخلد نے مسند میں ان سے 5,374 حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابوھریرہؓ کا اصلی نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا۔آپ قبیلہ ازد کی ایک شاخ بنو دوس بن عدنان سے تعلق رکھتے تھے۔حضرت ابوھریرہؓ 7ھ میں، جب کہ عمر 28 سال کی تھی، غزوۂ خیبر والے دن، مشرف بہ اسلام ہوئے۔50 سال تک تعلیم وتعلم میں مشغول رہے اور 78 برس کی عمر تھی کہ 57ھ میں بمقام موضع عقیق میں فوت ہوئے۔ گویہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف 4-5 سال رہے لیکن سائے کی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے اور رسول اللہ ﷺ کی ہر بات یاد کر لیتے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوھریرہؓ کے لیے خصوصی دعا فرمائی تھی، جب حضرت ابو ہریرہؓ نے نسیان کی شکایت کی۔اس دعا کا اثر تھا کہ اس کے بعد کبھی نہیں بھولے، اسی وجہ سے انہوں نے تمام صحابہؓ سے زیادہ اَحادیث کی روایت کی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''ابوھریرہؓ علم کا برتن ہیں۔'' (بخاری، کتاب العلم)

www.sirat-e-mustaqeem.com

بخاری ، مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

''میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ سے کئی باتیں سنتا ہوں اور وہ مجھے بھول جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ذرا چادر بچھایئے! میں نے چادر بچھا دی۔ اس کے بعد میں نے آپ سے بہت سی حدیثیں سنیں اور وہ مجھے کبھی نہیں بھولیں۔''

دورِ خلافتِ فاروقی (13 تا 23ھ) میں حضرت ابو ہریرہؓ، بحرین کے عامل تھے۔ پھر حضرت امیر معاویہؓ کے عہدِ خلافت (40 تا 60ھ) میں، حضرت ابو ہریرہؓ کو مدینہ کا امیر مقرر کیا گیا۔

حضرت ابو ھریرہؓ نے ، نبی کریم ﷺ (11ھ) ، حضرت ابو بکرؓ (13ھ) ، حضرت عمرؓ (23ھ) ، حضرت عثمانؓ (35ھ) ، حضرت ابیؓ بن کعب (19ھ) ، حضرت اسامہؓ بن زید (54ھ) ، حضرت عائشہؓ (57ھ) اور دیگر صحابہؓ سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ جن راویوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیثیں روایت کی ہیں ، ان کی تعداد آٹھ سو سے بھی متجاوز ہے۔ ان روایت کنندگان میں اہم اہلِ علم صحابہ میں سے حضرت عبداللہؓ بن عباس (68ھ) ، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ (73ھ) ، حضرت جابرؓ بن عبداللہ (74ھ) اور حضرت انسؓ بن مالک (93ھ) جیسے اکابر شامل تھے۔ علمائے تابعین میں سے حضرت سعیدؒ بن مسیب (94ھ) ، حضرت ابن سیرینؒ (110ھ) ، حضرت عکرمہؒ (107ھ) ، حضرت عطاءؒ (114ھ)، حضرت مجاہدؒ (107ھ) اور امام شعبیؒ (104ھ) ، نے آپ سے حدیثیں روایت کیں۔

حضرت ابوھریرہؓ تک، جو صحیح ترین سند پہنچی ہے ، وہ یہ ہے

'' امام مالکؒ (179ھ)..... امام ابن شہاب زہریؒ (124ھ) ...
حضرت سعیدؒ بن مسیب (94ھ) .. حضرت ابوھریرہؓ (57ھ) ''

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت ابوہریرہؓ (58ھ) کے راوی تابعین اور تبع تابعین

ابوصالح سمان ذکوان 101ھ	محمدؒ بن زیاد	سعیدؒ بن المسیب 93ھ	ابوسلمہؒ 94ھ	ابوعلقمہؒ	الاعرجؒ 110ھ	ہمامؒ بن منبہ 132ھ	نافعؒ 117ھ	ابویونسؒ سلیم بن جبیر 123ھ	عجلانؒ	کعبؒ بن زیاد	جابرؒ
تابعی	تابعی	تابعی	تابعی	تابعی	تابعی	تابعی	تابعی	تابعی	تابعی	تابعی	تابعی
عطاء 114ھ، سہیل بن ابی صالح 138ھ، زید بن اسلم 136ھ، عبداللہ بن دینار 137ھ، الاعمش 147ھ، شعبہ 160ھ، وہیب 165ھ	شعبہ 160ھ، معمر بن راشد 153ھ، حماد بن سلمہ 167ھ، الربیع بن مسلم 167ھ، ابراہیم شعیب	زہریؒ 124ھ، علی بن زید 130ھ، سالم الخیاط 150ھ، بکیر، سلیم بن حیان	شعبیؒ 104ھ، امام زہریؒ 124ھ، محمد بن عمرو 144ھ، عمرو بن ابی سلمہ، یحییٰ بن ابی کثیر 129ھ	یعلی بن عطاء 120ھ	زہریؒ 124ھ، ابوالزناد 130ھ، زید بن اسلم 136ھ، عبداللہ بن سعید 140ھ	معمر بن راشد 153ھ	امام مالکؒ 179ھ	حیوۃ 158ھ، عمرو	محمد بن عجلان 148ھ، ابن ابی ذئب	لیث بن ابی سلیم 148ھ	ابوزیاد
تبع تابعین	تبع تابعین	تبع تابعین	تبع تابعین	تبع تابعی	تبع تابعین	تبع تابعی	تبع تابعی	تبع تابعین	تبع تابعین	تبع تابعی	تبع تابعی

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت ابوھریرہؓ کا شجرۂ روایت

محمّد صلی اللہ علیہ وسلّم 11ھ

ابو بکرؓ	عمرؓ	عثمانؓ	اُبیؓ بن کعب	اسامہؓ بن زیدؓ	عائشہؓ
(13ھ)	(23ھ)	(35ھ)	(19ھ)	(54ھ)	(57ھ)

حضرت ابو ہریرہؓ 57ھ
5,374 احادیث

ابن عباسؓ	ابن عمرؓ	انسؓ بن مالک	جابرؓ بن عبداللہ
68ھ	73ھ	93ھ	74ھ

عکرمہؒ	عطاءؒ	سعید بن مسیّبؒ	مجاھدؒ	شعبیؒ
107ھ	114ھ	94ھ	107ھ	104ھ

ابنِ شہاب زہریؒ 124ھ

امام مالکؒ 179ھ

اسمٰعیلؒ	عبداللہ بن مسلمہ قعنبیؒ 221ھ	عبداللہ بن یوسفؒ 218ھ

امام بخاریؒ 256ھ

www.sirat-e-mustaqeem.com

2۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ (م 73ھ)

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کی مرویات کی تعداد 2,630 ہے۔ یہ خلیفۂ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کے لختِ جگر اور ام المومنین حضرت حفصہؓ کے حقیقی بھائی تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، بعثتِ نبوی کے تھوڑا عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ جب اپنے والد کے ہمراہ اسلام لائے، تو ان کی عمر دس (10) سال تھی۔ پھر اپنے والد سے پہلے مدینہ ہجرت کر گئے۔ غزوۂ احد کے بعد، بہت سی لڑائیوں میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ وفات نبوی ﷺ کے وقت 21 سال کے تھے۔

امام مالکؒ اور زہریؒ کا قول ہے:

''حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ پر، رسول ﷺ اور صحابہؓ کے امور سے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی''

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ (13ھ)، حضرت عثمانؓ (35ھ)، حضرت عائشہؓ (57ھ)، حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ (32ھ) اور اپنی ہمشیرہ ام المومنین حضرت حفصہؓ (45ھ) سے حدیثیں روایت کیں۔ آپ سے بھی بہت سے لوگوں نے روایات کیں مثلاً حضرت سعید بن مسیبؒ (94ھ) حضرت حسن بصریؒ (110ھ) حضرت ابنِ شہاب زہریؒ (124ھ) حضرت ابن سیرینؒ (110ھ) حضرت نافعؒ (117ھ) حضرت مجاہدؒ (107ھ) حضرت طاؤسؒ (105ھ) اور حضرت عکرمہؒ (107ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ نے 73ھ میں وفات پائی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حجاج بن یوسف نے خفیہ طور پر ایک آدمی کو بھیجا جس نے اپنے نیزے کے بھالے کو زہر آلود کر کے آپ کے پاؤں پر مارا۔ اور اسی چوٹ سے آپ نے، 84 برس کی عمر میں وفات پائی۔

سِلْسِلَةُ الذَّهَبِ

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کی صحیح ترین سند کو ''سِلْسِلَةُ الذَّهَبِ'' کہتے ہیں۔

اور وہ یہ ہے، امام مالکؒ (179ھ)...حضرت نافعؒ (117ھ)...حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ (73ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کا شجرۂ روایت

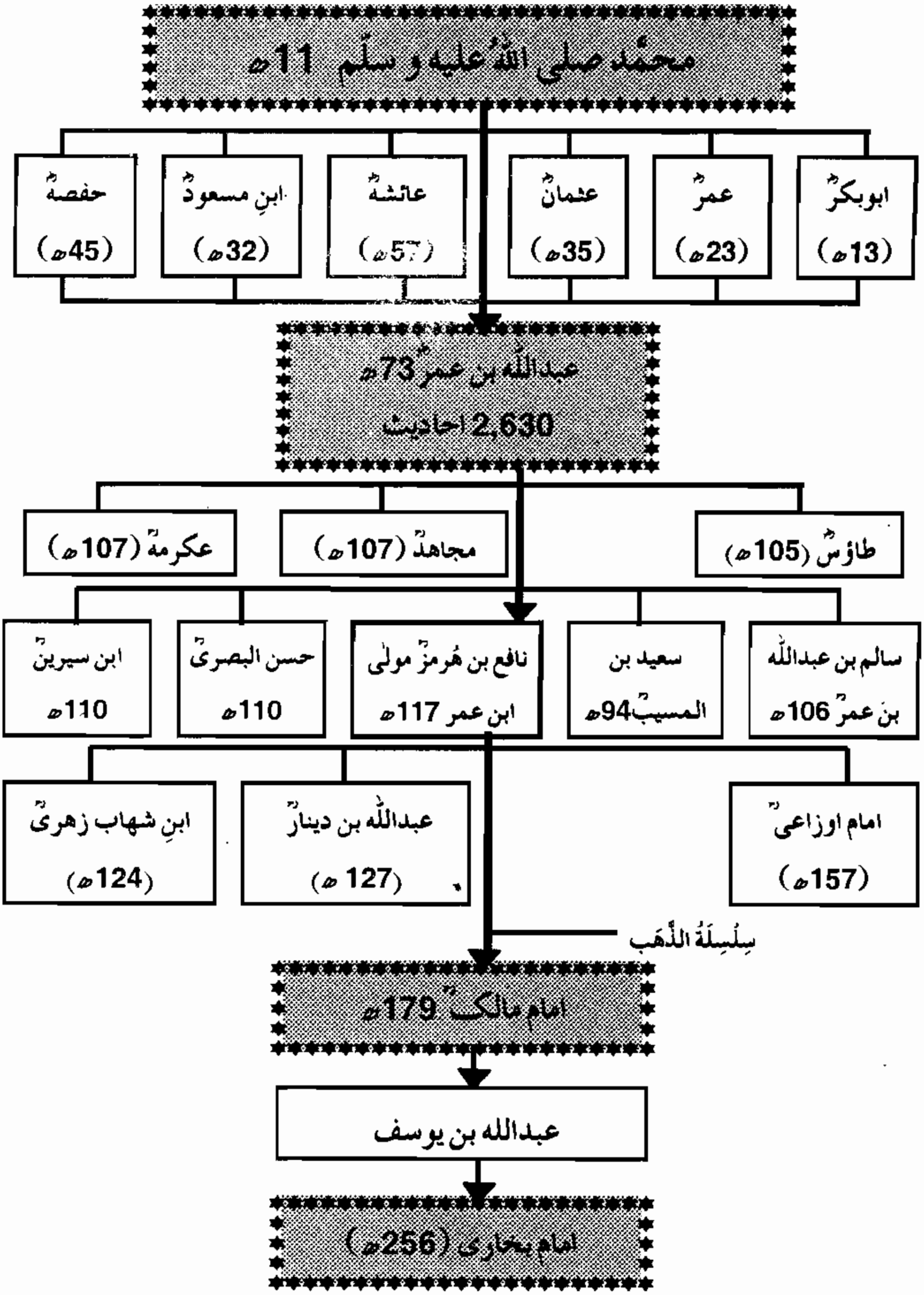

www.sirat-e-mustaqeem.com

3۔ حضرت انس بن مالکؓ (م 93ھ)

حضرت انسؓ بن مالک کی مرویات کی تعداد ، دو ہزار دوسو چھیاسی (2,286) ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے اور دس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تھے۔ غزوۂ بدر کے زمانے میں ، حضرت انسؓ چھوٹے تھے ، اس لیے اس لڑائی میں شرکت نہ کر سکے۔ لیکن اس کے بعد بہت سی لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ حضرت انسؓ کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ تھی۔ حجاج نے ، جب آپ کو تکلیف دینی شروع کی تو مجبوراً آپ بصرہ چلے گئے۔ 103 برس کی عمر تھی کہ آپ کا انتقال ، 93ھ میں بمقام بصرہ ہوا ۔ کہا جاتا ہے کہ آپ آخری صحابی تھے۔ آپ کثیر الاولاد تھے ۔ حضرت ابو ہریرہؓ ، حضرت انسؓ کے بارے میں کہتے ہیں : میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا ، جس کی نماز ام سلیم کے بیٹے انسؓ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے ملتی ہو۔

حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں: حضرت انسؓ حضر و سفر میں سب لوگوں سے بہتر نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں مشہور اصحاب یہ ہیں ۔

حضرت عبد اللہؒ بن دینار	(137ھ) ،	حضرت عبد الملکؒ بن عمیر	(136ھ) ،
حضرت انسؒ بن سیرین بن مالک	(110ھ) ،	حضرت حمید الطویلؒ	(142ھ) ،
حضرت قتادہؒ	(118ھ) ،	امام ابن شہاب زہریؒ	(124ھ)
حضرت حسنؒ بصری	(110ھ) ،	حضرت ثمامہؒ بن عبد اللہ بن انس بن مالک	
حضرت سعیدؒ بن جبیر	(95ھ) ،	حضرت ربیعۃ الرائے	(133ھ)

حضرت انسؓ بن مالک کی صحیح ترین سند یہ ہے۔

امام مالک (179ھ)....امام زہری (124ھ).....حضرت انسؓ (93ھ)...رسول اللہ ﷺ (11ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت انسؓ بن مالک کا شجرۂ روایت

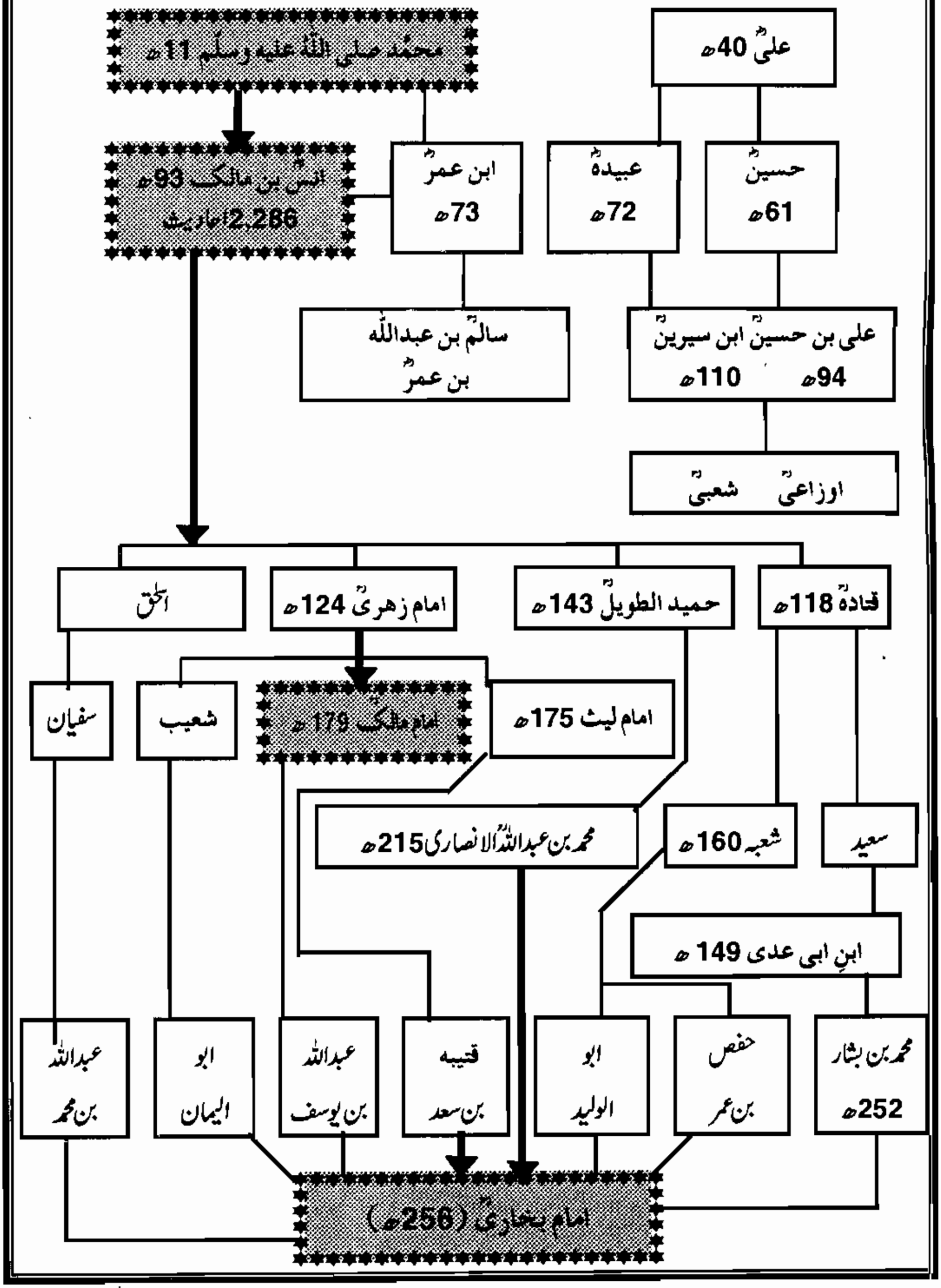

www.sirat-e-mustaqeem.com

4۔ام المومنین حضرت عائشہؓ (م 57ھ)

حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دختر تھیں ۔کم عمری میں مسلمان ہوئیں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں زبردست قوتِ حافظہ سے نوازا تھا۔شعر ،لغت ،طب ،علمِ انساب ،اور ایام العرب کی زبردست عالم تھیں۔علاوہ ازیں ایک بہت بڑی فقیہ ، مجتہد اور مستنبطِ مسائل بھی تھیں۔ ان کی روایت کردہ احادیث کی تعداد دو ہزار دو سو دس (2,210) ہے۔

حضرت عائشہؓ ، اپنے والد حضرت ابوبکرؓ (13ھ) ، حضرت عمرؓ (23ھ) ، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (55ھ) ، حضرت اسیدؓ بن حضیر (20ھ) اور دیگر سینئر صحابہؓ سے روایت کرتی ہیں اور آپ سے حضرت ابو ہریرہؓ (57ھ)، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ (50ھ) ، حضرت زیدؓ بن خالد الجہنی اور حضرت صفیہؓ بنتِ شیبہ نے روایت کی ہے۔ تابعین میں سے حضرت سعید بن مسیب (94ھ) ، حضرت علقمہ بن قیس (62ھ) ،حضرت مسروق بن اجدع (63ھ) ، حضرت عائشہ بنتِ طلحہ ، حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن (100ھ) اور حضرت حفصہ بنتِ سیرین (100ھ)، وغیرہ نے روایت کی ہے۔حضرت عائشہؓ نے 57ھ میں وفات پائی۔آپ کی نماز جنازہ ،حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی۔

حضرت عائشہؓ تک پہنچنے والی دو (2) صحیح ترین سندیں یہ ہیں:

1۔حضرت یحیٰی بن سعید (194ھ) .... حضرت عبیداللہ بن عمر بن حفص.(140ھ)... حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر.(106ھ) ...حضرت عائشہؓ (57ھ) اور

2۔ امام زہریؒ (124ھ) ...ہشامؒ بن عروہ (144ھ)....حضرت عروہ بن زبیرؒ (94ھ) ،...حضرت عائشہؓ (57ھ) ۔

حضرت عروہ بن زبیرؒ (94ھ) حضرت عائشہؓ کے بھانجے ، اور حضرتِ اسماء بنتِ ابی بکر اور حضرت زبیرؓ بن عوام کے بیٹے تھے ۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر (106ھ) حضرت عائشہؓ کے بھتیجے ،اور حضرت ابوبکر کے پوتے تھے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت عائشہؓ کا شجرۂ روایت

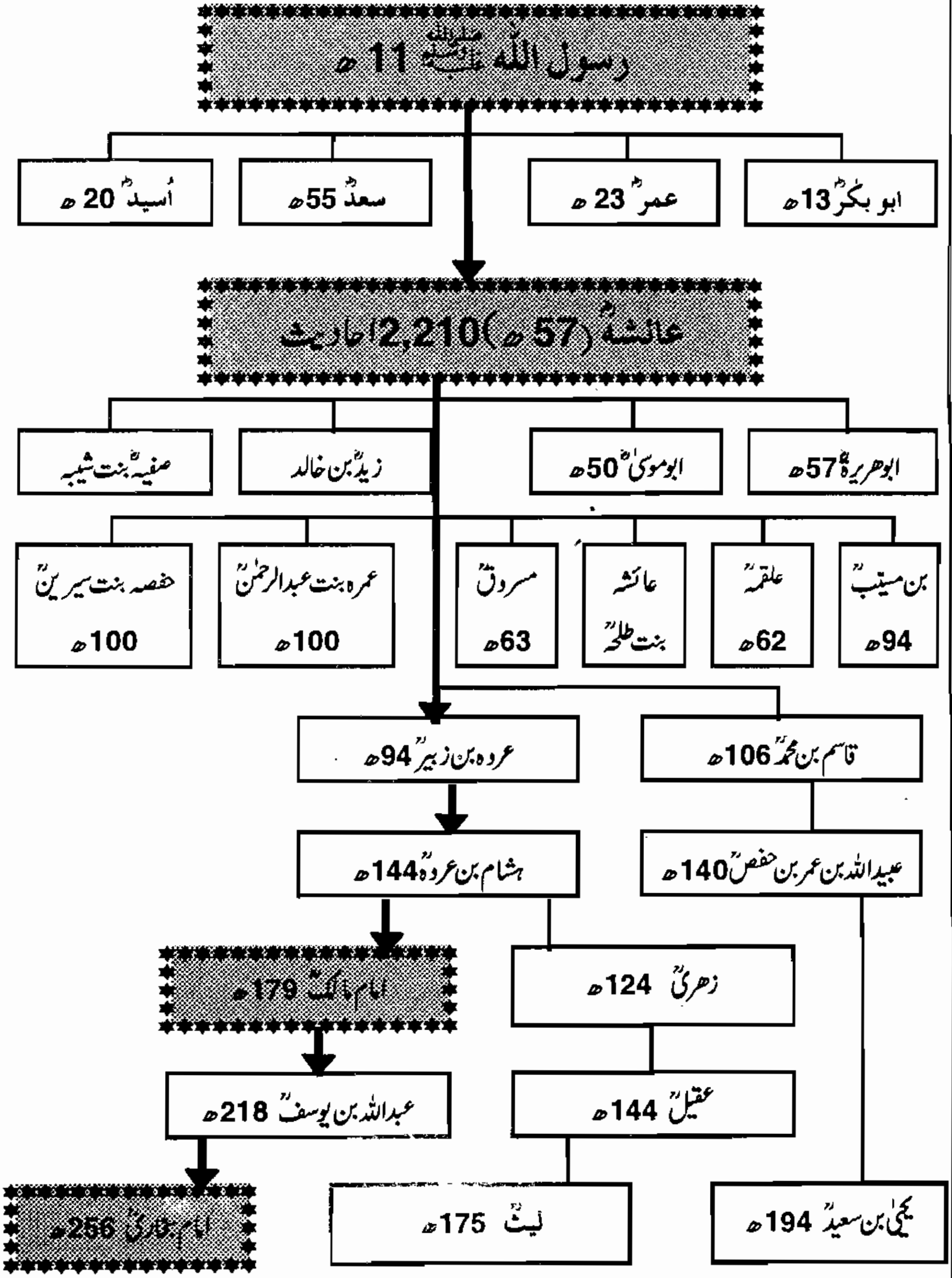

www.sirat-e-mustaqeem.com

5۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م 68ھ)

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد 1,660 ہے۔حضرت ابن عباسؓ رسول اللہؐ کے چچازاد بھائی ہیں۔رسول اللہؐ نے آپکے لیے خصوصی دعا فرمائی تھی۔رسول اللہ کی وفات کے وقت ان کی عمر 15-14 سال تھی۔71 برس کی عمر تھی کہ آپ نے 68ھ میں بمقام طائف وفات پائی۔ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ (40ھ)،حضرت عمرؓ (23ھ)، حضرت ابی بن کعبؓ (19ھ)،حضرت معاذؓ بن جبلؓ (18ھ) اور حضرت ابوذر غفاریؓ (32ھ) سے روایت کی ہے۔

اور آپ سے، جونئیر صحابہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ (73ھ) ، حضرت انسؓ بن مالک (93ھ)، حضرت سہلؓ بن حنیف (38ھ)،اور ان کے علاوہ آپ کے آزاد کردہ غلام حضرتِ عکرمہؒ (107ھ) نے روایت کی ۔حضرت علیؓ نے ، اپنے دورِ خلافت میں ، حضرت ابن عباسؓ کو بصرہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ،نہایت ذہین وفہیم تھے۔حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔حضرت عمرؓ کے زمانے میں شیوخِ بدر کی محفل میں، ان کو بھی شرکت کی دعوت دی جاتی تھی ، حالانکہ اس وقت حضرت ابن عباسؓ نوجوان تھے ۔

تفقہ میں حضرت ابنِ عباس یگانہ روزگار تھے ۔ ان کی تفسیری روایات کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے ، جس سے قرآنِ مجید کے مطالب سامنے آتے ہیں۔حضرت مجاہد (107ھ) اور حضرت سعید بن جبیر (95ھ) نے آپ سے تفسیر روایت کی ہے۔

امام نسائی کے نزدیک ، حضرت عبداللہ بن عباس تک پہنچنے والی صحیح ترین سند یہ ہے۔

امام زہری (124ھ) .....حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ (94ھ)....حضرت ابنِ عباس (68ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا شجرۂ روایت

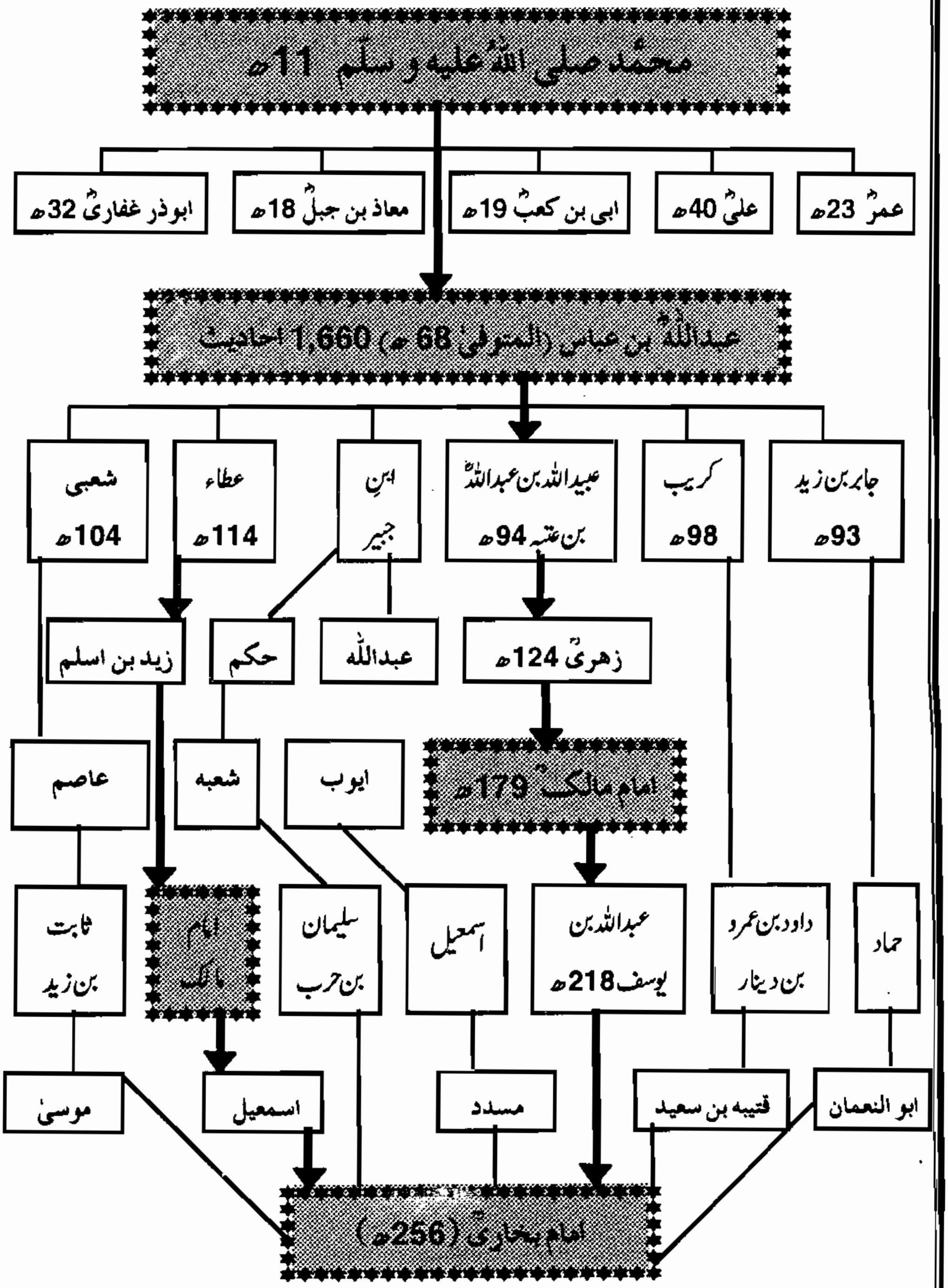

www.sirat-e-mustaqeem.com

6- حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری (م74ھ)

حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری (خزرجی) نے ،بوقتِ عقبۂ ثانیہ (بارہ نبوی) میں، اپنے والد اور اپنے ماموں کے ساتھ شرکت کرکے ،رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ان کے والد نے میدانِ اُحد میں شہادت پائی۔حضرت جابرؓ نے انیس (19) غزوات میں رسول اللہؐ کے ساتھ شرکت کی ۔حضرت جابرؓ نے ، مصروشام کا بھی سفر کیا۔وہاں آپ سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔مسجدِ نبوی میں ایک خاص حلقہ ہوتا تھا،جس میں لوگ جمع ہوتے تھے۔اور حضرت جابر بن عبداللہ کے علم و تقویٰ سے مستفید ہوتے تھے۔وفاتِ رسول ﷺ کے وقت عمر 31 سال تھی۔ 37ھ میں حضرت علیؓ کی طرف سے جنگِ صفین میں شرکت کی۔آخری عمر میں حجاج بن یوسف کے ظلم وستم کا شکار رہے۔94 برس کی عمر تھی کہ 74ھ میں آپؓ نے انتقال کیا۔آپ سے مروی حدیثوں کی تعداد 1,540 ہے۔حضرت جابرؓ کے شاگردوں میں یہ تابعین شامل ہیں۔

حضرت عطاؒ (114ھ) ، حضرت حسن بصریؒ (110ھ) ، حضرت مجاہدؒ (107ھ)، حضرت قتادہؒ (118ھ) ،امام شعبیؒ (104ھ) ،حضرت محمد بن مسلم ابوالزبیرؒ (126ھ) ، حضرت عَمرو بن دینارؒ (126ھ) ، امام باقرؒ، محمد بن منکدر (130ھ) ، عاصم بن عمر بن قتادہ انصاری ، محمد بن عمرو بن حسین بن علی بن ابی طالب اور حسن بن محمد بن حنفیہ۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی صحیح ترین سند اہلِ مکہ سے یہ ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ (198ھ) ...عمرو بن دینارؒ (126ھ)...حضرت جابرؓ (74ھ)

....رسول اللہؐ 11ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری کا شجرۂ روایت

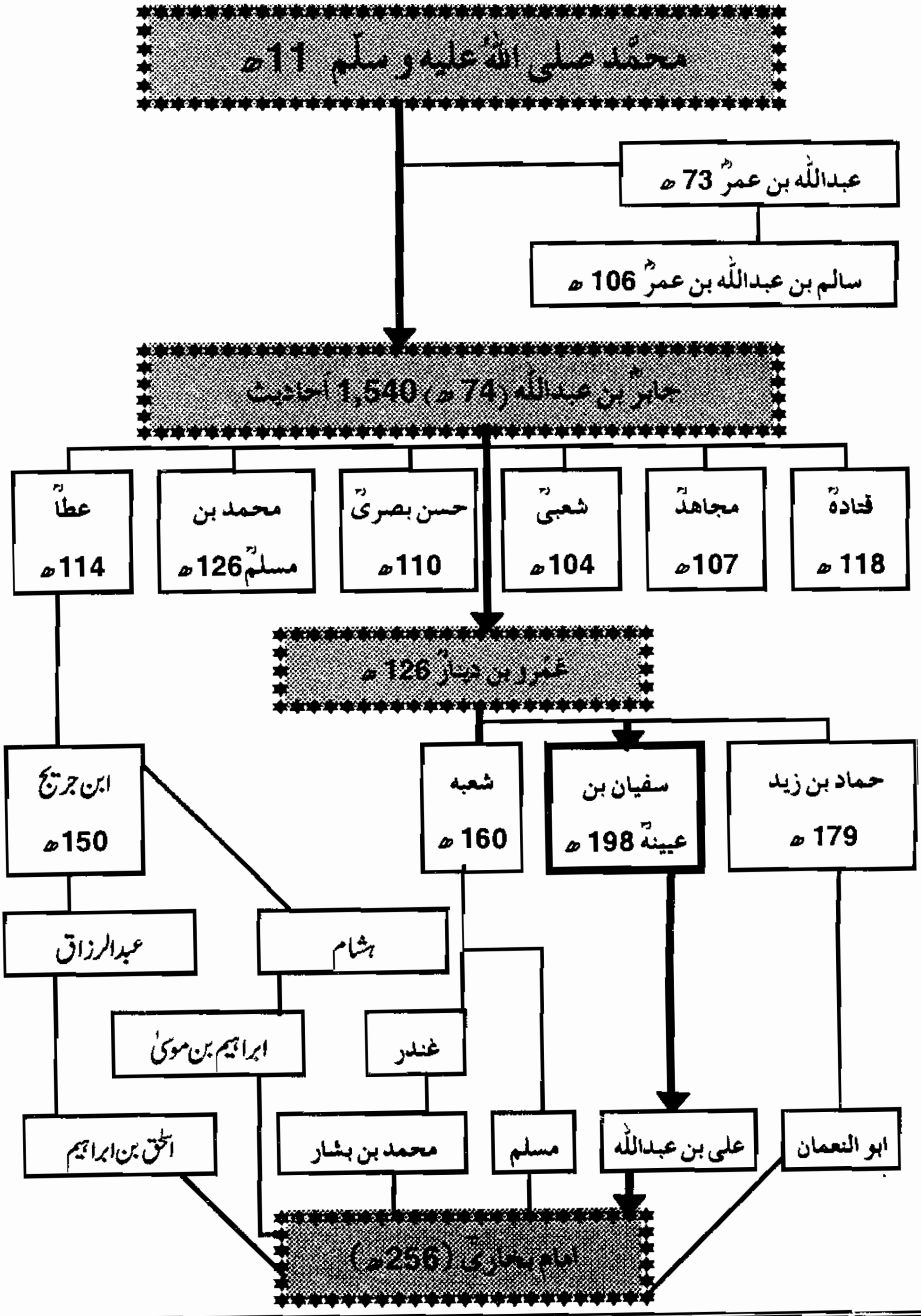

www.sirat-e-mustaqeem.com

7۔ حضرت ابو سعید خُدریؓ (م74ھ)

پورا نام سعدؓ بن مالک بن سنان خدری ہے۔ انصار کے قبیلے خزرج سے تعلق تھا۔ کنیت ابوسعید ہے۔ ان کے والد حضرت مالکؓ بن سنان شہیدِ احد ہیں۔ حضرت مالکؓ نے اپنے بیٹے سعد (ابوسعید خدری) کو بھی جنگِ احد میں پیش کیا تھا، لیکن اس وقت ان کی عمر صرف 13 سال تھی۔ کم سنی کے سبب جنگ میں شریک نہیں کیے گئے۔ اس کے بعد 12 غزوات میں شرکت کی، جن میں جنگِ خندق اور غزوۂ بنی المصطلق شامل ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ نہایت عابد، زاہد، بے باک، حق گو اور با عمل تھے۔ 74ھ میں، 84 سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت ابوسعید خدریؓ رسول اللہ ﷺ سے راست اور بالواسطہ اپنے والد مالکؓ بن سنان، اپنے اَخیافی بھائی قتادہؓ بن نعمان، حضرات ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، زیدؓ بن ثابت، ابو قتادہ انصاریؓ، عبداللہؓ بن سلام، اسیدؓ بن حضیر، ابن عباسؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، امیر معاویہؓ اور جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے، خود ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن سعد بن مالک، ان کی بیوی حضرت زینب بنت کعبؓ بن عجرۃ، حضرات ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، جابرؓ بن عبداللہ، زیدؓ بن ثابت، ابوامامہ بن سہیل وغیرہ نے روایت کی ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ نے، 1,170 احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے چھیالیس (46) احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہیں، جبکہ سولہ (16) احادیث صرف صحیح بخاری میں اور باون (52) احادیث صرف صحیح مسلم میں روایت ہوئی ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت ابوسعید خدریؓ کا شجرۂ روایت

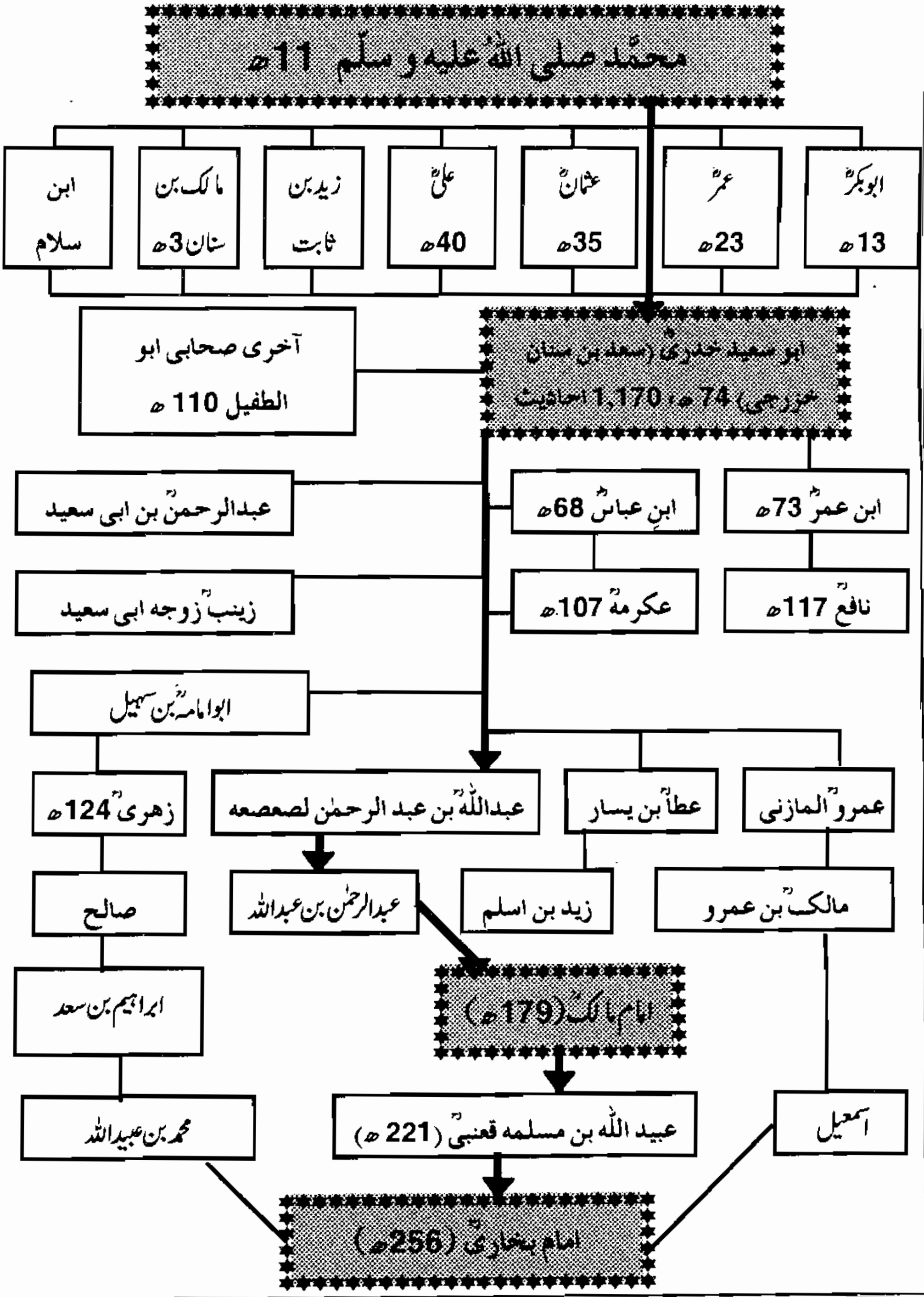

www.sirat-e-mustaqeem.com

8۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود (م 32ھ)

اسلام لانے والوں میں ،حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا نمبر چھٹا ہے۔آپؓ نے دو مرتبہ ہجرت کی ۔رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگِ بدر میں ، ابو جہل کو قتل کیا۔ 20ھ میں حضرت عمرؓ نے ،حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ کو کوفے کا قاضی مقرر کیا تھا۔کوفے سے واپسی پر راستے میں ربذہ کے مقام پر حضرت ابوذر غفاریؓ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔عمر غالباً 63 سال تھی کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعودؓ نے 32ھ میں بمقام مدینہ انتقال کیا۔حضرت عثمانؓ بن عفان نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود ،حضرت عمرؓ (23ھ) اور حضرت سعدؓ بن معاذ (5ھ) سے روایت کرتے ہیں اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے ، جونئیر صحابہؓ حضرت عبداللہؓ بن عمر (73ھ) ، حضرت عبداللہؓ بن عباس (68ھ) ، حضرت عبداللہؓ بن زبیر (73ھ) ،حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص (65ھ) ،حضرت انسؓ بن مالک (93ھ) ،حضرت جابرؓ بن عبداللہ (74ھ) اور حضرت ابو موسیٰ اشعری (50ھ) روایت کرتے ہیں۔

تابعین میں سے ،حضرت علقمہؒ (62ھ) ، حضرت مسروقؒ (63ھ) اور قاضی شریح ؒ (78ھ) وغیرہ ۔ آپ کی مرویات کی تعداد 848 ہے۔

آپ تک پہنچنے والی صحیح ترین سند یہ ہے۔

حضرت سفیان ثوری.(161ھ)......حضرت منصور بن معتمر (132ھ) ....

حضرت ابراہیم نخعی (96ھ)............حضرت علقمہ (62ھ)............

حضرت عبداللہؓ بن مسعود (32ھ)۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کا شجرۂ روایت

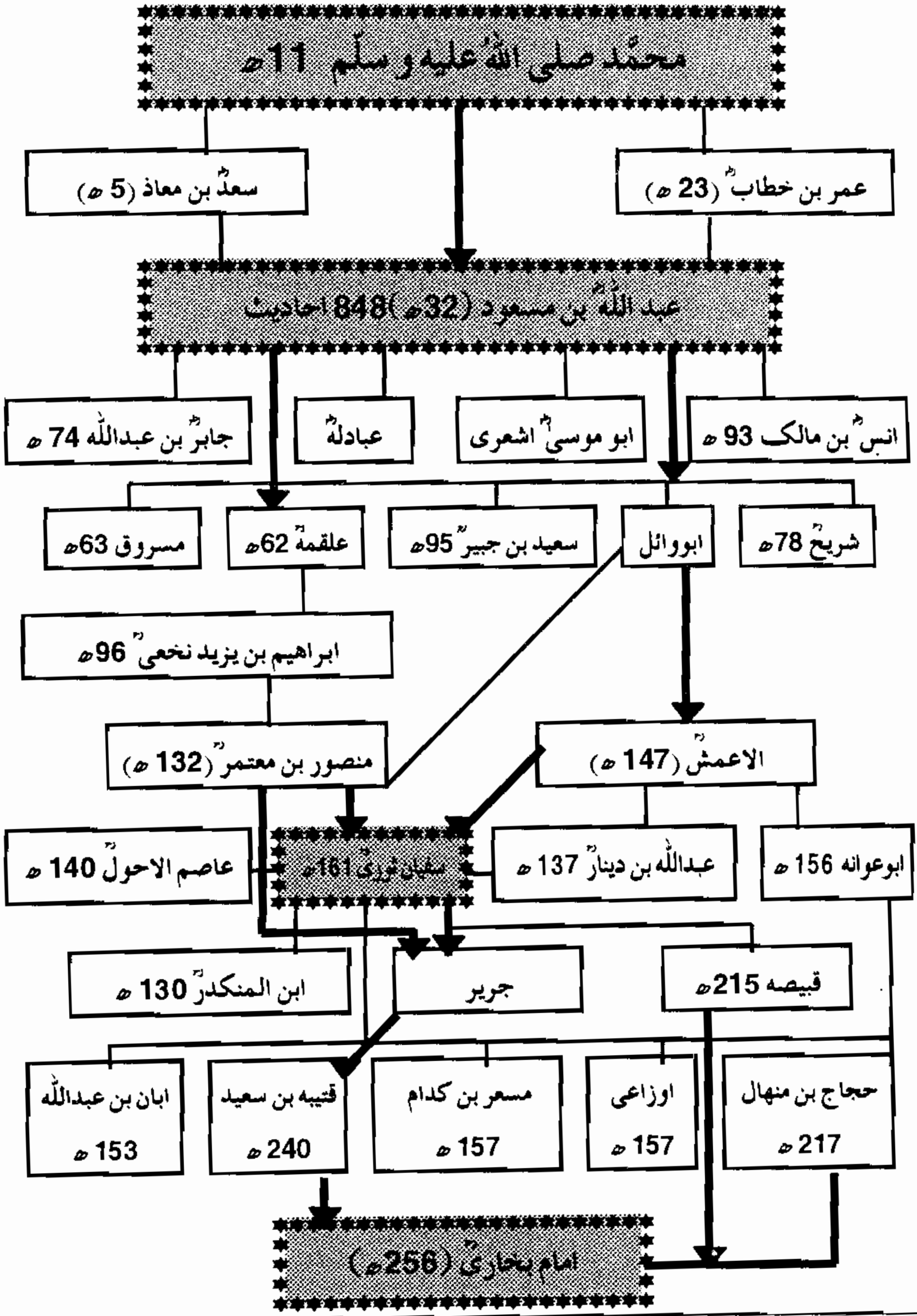

www.sirat-e-mustaqeem.com

8۔ اَصَحُّ الاسانید کا چارٹ

مندرجہ ذیل پانچ (5) سَنَدیں ، مختلف علماء کے نزدیک صحیح ترین سمجھی جاتی ہیں۔

سند 1	سند 2	سند 3	سند 4	سند 5
محمدؐ 11ھ	محمدؐ 11ھ	محمدؐ 11ھ	محمدؐ 11ھ	محمدؐ 11ھ
↑	↑	عبداللہؓ بن مسعود (32ھ)	علیؓ (40ھ)	↑
عبداللہؓ بن عمرؓ (73ھ)	علیؓ (40ھ)	علقمہؒ (62ھ)	الحسینؓ (62ھ)	عبداللہؓ بن عمرؓ (73ھ)
سالمؒ (106ھ)	عُبیدةؒ (72ھ)	ابراھیمؒ (96ھ)	علی زین العابدینؒ (94ھ)	نافعؒ 117ھ
الزھریؒ (124ھ)	ابن سیرینؒ (110ھ)	الاعمشؒ (147ھ)	الزھریؒ (124ھ)	مالکؒ (179ھ)
اسحٰق بن راھویةؒ اور احمد بن حنبلؒ کے نزدیک	فلاسؒ اور علی بن المدینیؒ (234ھ) کے نزدیک	یحیی بن معینؒ (233ھ) کے نزدیک	ابو بکر بن ابی شیبہؒ کے نزدیک	امام بخاریؒ 256ھ کے نزدیک

سِلْسِلَةُ الذَّھَبِ : سندنمبر 5 کو سِلْسِلَةُ الذَّھَبِ (سونے کی زنجیر) کہاجاتا ہے۔یعنی

امام مالکؒ (179ھ) ← نافعؒ (117ھ) ← عبداللہ بن عمرؓ (73ھ) ← رسول اللہؐ (11ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ ...... آٹھ صحابہؓ کے شجرہ ہائے روایت

1- بعض صحابہؓ نے زیادہ اَحادیث روایت کی ہیں اور بعض نے کم۔

2- کثرتِ روایت اور قلّتِ روایت کا انحصار ، آدمی کے اپنے ذاتی علمی ذوق وشوق کے علاوہ ، صحبتِ رسول ﷺ کے مواقع کا میسر ہونا ، ذہنی استعداد ، قوتِ حافظہ ، قوتِ بیان ، عمر صحت ، ذمے داریاں اور مصروفیات اور دیگر کئی چیزوں پر ہوتا ہے۔

3- سب سے زیادہ حدیثیں روایت کرنے والے صحابی

(a) حضرت ابوہریرہؓ ہیں (b) پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں۔

4- اِن دونوں بزرگوں کے بعد حضرت انسؓ ، حضرت عائشہؓ ، حضرت ابن عباسؓ ، حضرت جابرؓ ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بالترتیب نام آتا ہے۔

5- صحیح ترین سند کے بارے میں ، مختلف محدثین کے نزدیک ، اختلاف ہے۔

6- امام بخاریؒ کے نزدیک ، اگر امام مالکؒ، حضرت نافعؒ تابعی سے روایت کریں اور حضرت نافعؒ تابعی ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ (صحابی) سے روایت کریں اور وہ نبی کریم ﷺ سے تو ایسی حدیث ، سند کے اعتبار سے صحیح ترین ہوگی۔

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

سوالات

1- امام بخاریؒ کے نزدیک سِلْسِلَةُ الذَّهَب کیا ہے؟

2- صحیح بخاری کی مختلف سندوں کا جائزہ لیجیے اور امام بخاریؒ (م256ھ) اور امام مالکؒ (م179ھ) کے درمیان پائے جانے والے راویوں کو ، ایک چارٹ کی صورت میں ہر ایک کی تاریخِ وفات کے ساتھ واضح کیجیے۔

3- صحیح مسلم کی کوئی ایک حدیث منتخب کیجیے ، اِس کے تمام راویوں کے نام لکھیے اور ہر راوی کے حالاتِ زندگی ، ایک دو سطروں میں مختصراً بیان کیجیے۔ تاریخِ وفات لکھنا نہ بھولیے۔

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

● آٹھواں باب

تَعَدُّدِ طُرُق کے اعتبار
سے
حدیث کی قسمیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

تَعَدُّدِ طُرُق کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں

تَعَدُّدِ طُرُق کے اعتبار سے حدیث کی دو (2) قسمیں ہیں۔

1. متواترہ (خبر متواتر)　　　2. آحاد (خبرِ واحد)

اَخبارِ مُتَوَاتِرَة

اخبارِ متواترہ ان حدیثوں کو کہتے ہیں، جنہیں ہر دور میں (یعنی سند کے آغاز، وسط اور آخر میں) اتنی بڑی تعداد میں روایت کیا گیا ہو کہ ان کی تکذیب و انکار پر متفق ہونا ممکن نہ ہو۔

حدیثِ متواتر میں، ہر طبقے کے راویوں کی کم از کم تعداد کے بارے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ لیکن راجح قول یہ ہے کہ ہر دور میں کم سے کم دس (10) راویوں کا ہونا ضروری ہے۔

حدیثِ متواتر کی دو (2) قسمیں ہیں۔ متواتر لفظی اور متواتر معنوی۔

متواتر لفظی

متواتر لفظی، وہ حدیث ہے، جس کے الفاظ اور معنی دونوں متواتر ہوتے ہیں۔ اس کی مثالیں یہ ہیں۔

1۔ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .

(بخاری ، کتاب العلم ، باب 38 ، حدیث 110)

جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا ، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں کر لے۔"

اس حدیث کو 70 سے زیادہ صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔

2۔ موزوں پر مسح کی حدیث بھی ، ایک حدیثِ متواتر لفظی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

متواتر معنوی

متواتر معنوی ، وہ حدیث ہے ، جس کے معانی متواتر ہوں،لیکن الفاظ میں تواتُر نہ پایا جاتا ہو۔

مثلاً: رفـعُ الیدین فی الدعاء (دعا کے لئے دونوں ہاتھوں کا اوپر اٹھانا۔) اس بارے میں کئی حدیثیں ہیں ، لیکن ان کے الفاظ مختلف ہیں۔لیکن ان تمام حدیثوں کا مفہوم یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے تھے ۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ اخبارِ آحاد کے مقابلے میں،اخبارِ متواتر کی تعداد بہت کم ہے۔ احادیثِ متواترہ کو چند ایک کتابوں میں جمع کر دیا گیا ہے۔ جن میں سے قابل ذکر یہ ہیں۔

متواتر احادیث پر مشتمل کتابیں

1۔ الازهارُ المتناثرة فی الاخبار المتواترة　علامه جلال الدین سیوطیؒ (911ھ)

2. قطف الأزهار　علامه جلال الدین سیوطیؒ

3. نظمُ المتناثر من الحدِیثِ المُتَوَاتِر　علامه محمد بن جعفر الکتّانیؒ

اَخبارِ آحاد

اَخبارِ آحاد ، ان حدیثوں کو کہتے ہیں، جو اخبارِ متواترہ کی شرائط پر پوری نہ اترتی ہوں۔ یعنی کسی دور میں ان حدیثوں کے راویوں کی تعداد دس(10) سے کم ہو جاتی ہے۔ خبرِ واحد کی تین قسمیں ہیں۔

1۔حدیثِ مشہور : جس کے راویوں کی تعداد ، کسی دور یا طبقے میں تین سے نو تک ہو۔

(حدیثِ مشہور کی دو قسمیں ہیں۔1۔ اصطلاحی مشہور اور 2۔ غیر اصطلاحی مشہور)

2۔ حدیث عزیز : جس کے راویوں کی تعداد ،کسی دور یا طبقے میں صرف دو ہو۔

3۔ حدیثِ غریب : جس کے راویوں کی تعداد ،کسی دور یا طبقے میں صرف ایک ہو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

تَعَدُّدِ طُرُق کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں

Quantitative Classification

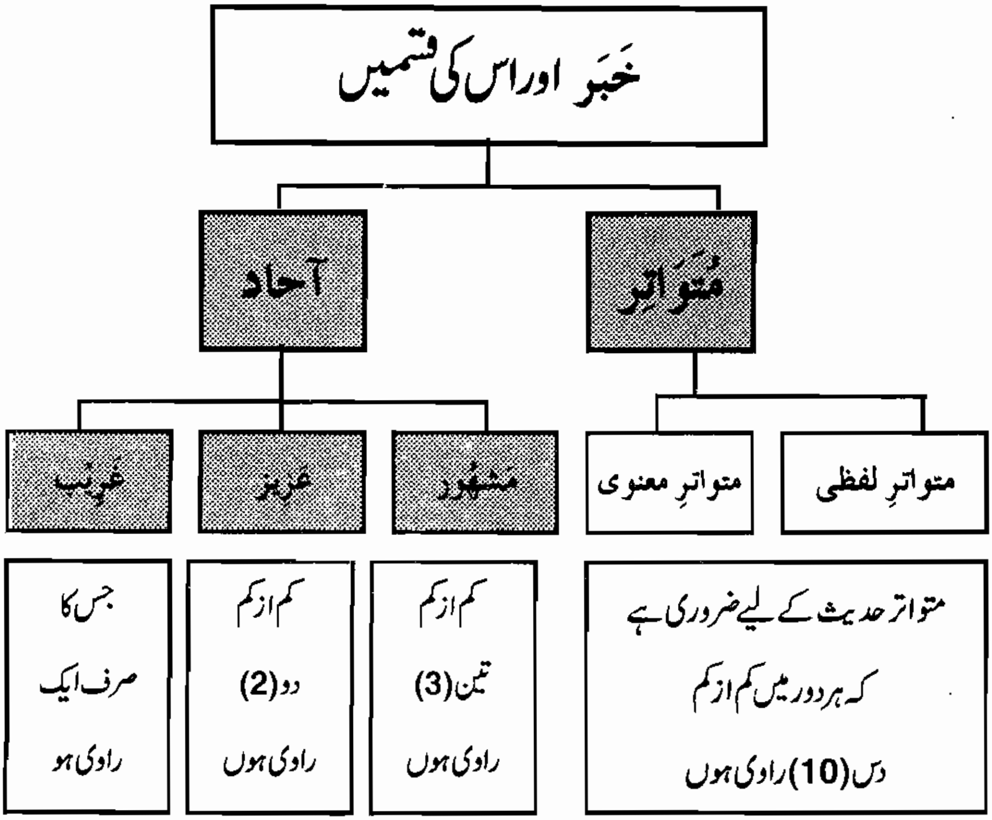

اہم نوٹ: صحیح حدیث، مُتواتر، مشہور، عزیز، اور غریب بھی ہو سکتی ہے۔ یاد رہے کہ اوپر کی تقسیم مقداری (Quantitative) ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر ہمیں کتنی سندوں کے ذریعے سے پہنچی ہے۔

جبکہ صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع (جھوٹی) احادیث کی تقسیم معیاری (Qualitative) ہوتی ہے، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اخبارِ آحاد کی پہلی قسم: حدیثِ مشہور

اِصطلاحی مشہور:

علمِ حدیث کی اصطلاح میں "مشھــــور" اس حدیث کو کہتے ہیں ، جس کی سند کے سلسلے میں ، ہر طبقے میں ، کم سے کم تین (3) یا زیادہ سے زیادہ نو (9) راوی ہوں۔ مثال:

اِنَّ اللهَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعاً (بخاری ، مسلم ، ترمذی ، احمد ، ابن ماجه)

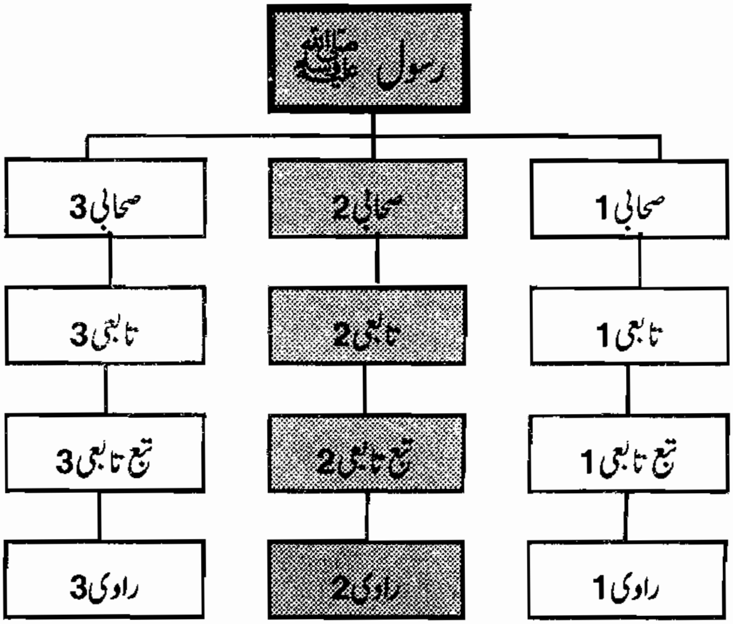

غیر اصطلاحی مشہور:

غیر اصطلاحی مشہور وہ حدیث ہے ، جو عوام میں ، یا خواص کے کسی خاص طبقے میں ، مشہور ہو، لیکن اس کا اصطلاحی مشہور سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ غیر اصطلاحی مشہور حدیث کی سند ایک بھی ہوسکتی ہے۔ یا زیادہ بھی ہوسکتی ہیں بلاسند بھی ہوسکتی ہے۔ درج ذیل مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

www.sirat-e-mustaqeem.com

1۔ علمائے حدیث میں مشہور: درج ذیل 'صحیح حدیث' علمائے حدیث میں مشہور ہے۔

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَدْعُوْا عَلٰى رَعْلٍ وَّ ذَكْوَانِ . (صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب 55، حدیث 1580)

''رسول اللہ ﷺ نے رَعل و ذکوان کے قبائل پر، ایک ماہ تک نمازِ فجر میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھتے ہوئے بددعا کی۔''

2۔ عوام وخواص میں مشہور: درج ذیل 'صحیح حدیث' عوام و خواص میں مشہور ہے۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ .

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب 4، حدیث 10)

''مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔''

3۔ فقہاء میں مشہور: درج ذیل حدیث فقہاء میں بہت مشہور ہے

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ . (امام حاکمؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

'' اللہ کے نزدیک، حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ، طلاق ہے۔''

4۔ علمائے اصول میں مشہور: درج ذیل حدیث علمائے اصول کے درمیان بہت مشہور ہے۔

رُفِعَ عَنْ اُمَّتِي الْخَطَأُ وَ النِّسْيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَلَيْهِ . (صحیح ابن حبان)

'' اس امت کے افراد کی خطائیں، بھول اور وہ گناہ، جو جبر کے نتیجے میں صادر ہوتے ہیں۔ وہ لکھے نہیں جاتے''۔

5۔ علمائے نحو میں مشہور: یہ روایت جھوٹی اور 'بے بنیاد' ہے، لیکن یہ علمائے نحو میں بہت مشہور ہے۔

نِعْمَ العَبْدُ صُهَيب" لَوْلَمْ يَخَفِ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهٖ . (لَا اَصْلَ لَهٗ)

'' صہیب کتنا اچھا بندہ ہے، اگر اللہ سے نہ ڈرتا تو گناہ نہ کرتا''۔

اخبارِ آحاد کی دوسری قسم: حدیثِ عزیز

علمِ حدیث کی اصطلاح میں، ''عزیز'' اس حدیث کو کہتے ہیں، جس کی سندوں میں، ہر طبقے

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں کم سے کم دو(2) راوی پائے جائیں۔

مثال: مندرجہ ذیل حدیث ، دو صحابیوں حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہوئی ہے۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ . (بخاری ، کتاب الایمان ، باب 8 ، حدیث 15)

" تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا ، جب تک اس کے نزدیک میں (یعنی رسول اللہ ﷺ) ، اس کے والد ، اس کی اولاد اور دیگر تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں "۔

اس حدیث کو ، دو صحابہؓ سے ، دو دو مختلف تابعین نے ، اور دونوں تابعین سے دو دو مختلف تبع تابعین نے اور ان سے آگے بے شمار لوگوں نے روایت کیا ہے ، لیکن چونکہ ہر دور میں کم سے کم راویوں کی تعداد لازماً دو (2) ہے ، اس لیے یہ حدیث ، عزیز کہلائے گی۔

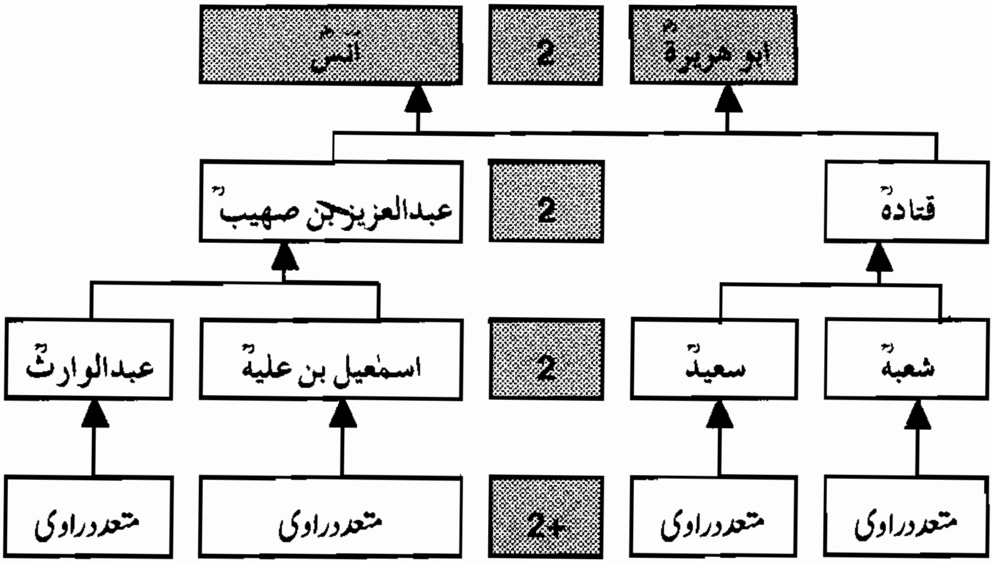

اخبار آحاد کی تیسری قسم: حدیثِ غریب

علمِ حدیث کی اصطلاح میں غریب وہ حدیث ہے ، جس کی سند کے مختلف طبقات میں سے کسی طبقے میں صرف ایک (ا) ہی راوی پایا جاتا ہو۔ (اگرچہ دوسرے طبقوں میں ، ایک سے زیادہ راوی پائے جائیں) حدیثِ غریب کو 'حدیثِ مفرد' بھی کہا گیا ہے۔

حدیث غریب کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں:

www.sirat-e-mustaqeem.com

غریب مطلق: جس حدیث کی اصل سند ہی میں غرابت ہو ، وہ ''غریب ِ مطلق'' کہلاتی ہے۔یعنی وہ حدیث جسے صرف ایک صحابی روایت کرر ہے ہوں۔ مثلاً

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے'' (بخاری ، کتاب بدء الوحی ، باب 1 ، حدیث 1)

اس حدیث کے راوی صرف حضرت عمرؓ بن خطاب ہیں۔

غریب نسبی: غریب ِنسبی وہ حدیث ہے جس کے آغاز میں نہیں ، بلکہ درمیان میں غرابت پائی جائے اور صرف ایک راوی پایا جائے۔

مثال: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ مَکَّۃَ وَعَلٰی رَاْسِہِ الْمِغْفَرُ .

(بخاری ، کتاب المغازی ، باب 50 ، حدیث 4331)

'' رسول اللہؐ مکے میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ آپؐ کے سر پر خود تھی''۔

یہ حدیث حضرت انسؓ سے روایت ہوئی ہے ۔ لیکن امام زہری سے ، اس کو صرف اور صرف امام مالک نے روایت کیا ہے ۔امام مالک 179ھ ، امام زہری 124ھ،حضرت انسؓ 93ھ۔اس لیے غریب ہے۔

خلاصہ ...... تَعَدُّدِ طُرُق کے اعتبار سے حدیث کی قسمیں

1- تَعَدُّدِ طُرُق کے اعتبار سے ، حدیث کی دو (2) قسمیں ہیں۔ متواتر اور آحاد۔

2- امام سیوطیؒ کے نزدیک حدیث متواتر کے لیے ، ہر دور میں دس راویوں کا ہونا ضروری ہے۔
متواتر حدیثوں کی تعداد بہت کم ہے۔

3- جن اَحادیث کے راوی ، کسی بھی مرحلے پر دس سے کم ہوں ، وہ آحاد کہلاتی ہیں۔
آحاد کی تعداد بہت زیادہ ہے ، ان میں صحیح احادیث بھی شامل ہیں۔

4- آحاد کی تین قسمیں ہیں۔ (1) غریب۔ (2) عزیز۔ (3) مشہور۔

(a) جس حدیث کا ، کسی بھی مرحلے پر صرف ایک راوی ہو ، وہ غریب کہلاتی ہے۔

(b) جس حدیث کے کسی بھی مرحلے پر ، دو راوی پائے جائیں ، وہ حدیث عزیز کہلاتی ہے۔

(c) جس حدیث کے راویوں کی تعداد ، کسی بھی مرحلے پر تین سے نو تک ہو ، وہ حدیث مشہور کہلاتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

• نواں باب

نسبت کے اعتبار
سے
حدیث کی تقسیم

www.sirat-e-mustaqeem.com

نسبت کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم

اَلْقُدْسِیُّ	اَلْمَرْفُوْع	اَلْمَوْقُوْف	اَلْمَقْطُوْع
اللہ سے منسوب	رسول اللہؐ سے منسوب	صحابی سے منسوب	تابعی یا تبع تابعی سے منسوب

1. حدیثِ قُدْسِیّ

حدیثِ قدسی ، رسول اللہ ﷺ سے منسوب (Attributed) اس روایت کو کہتے ہیں ، جس میں رسول اللہ ﷺ روایت کو ، اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں۔

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ کے لئے'' مُتکَلِّم کا صیغہ'' (First Person) استعمال کیا جاتا ہے۔احادیثِ قدسیہ کی تعداد ، دوسو (200) سے زیادہ نہیں ہے۔

قرآن اور حدیثِ قدسی میں مندرجہ ذیل فرق ہے۔

1۔ قرآن ،تواتر سے ثابت ہے،جبکہ حدیثِ قدسی متواتر بھی ہوسکتی ہے اور آحاد بھی (یعنی مشہور ،عزیز اور غریب بھی) ۔ مقبول بھی ہوسکتی ہے، (یعنی صحیح یا حسن)اور ضعیف بھی ، بلکہ موضوع (جھوٹی) بھی ۔

2۔ قرآن کی تلاوت عبادت ہے،جبکہ حدیثِ قدسی کی تلاوت اس درجے کی عبادت مُتَصَوَّر نہیں ہوتی۔

3۔ قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں ، اللہ کی طرف سے ہیں اور حدیثِ قدسی کا مفہوم اللہ تعالیٰ کا اور الفاظ رسول اللہؐ کے ہوتے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیث قدسی کی مثال:

يَـا عِبَـادِيْ : اِنِّـيْ حَـرَّمْـتُ الـظُّـلْـمَ عَـلـىٰ نَـفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَـــلَا تَظَالَمُوْا..... (مسلم ، كتاب البر والصلة و الادب ، باب 15 ، حديث 6737)

''اے میرے بندو ! میں نے خود اپنی ذات پر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور تم لوگوں کے درمیان بھی ظلم کو حرام ٹھہرایا ہے ، لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔''

2- حدیث مَرْفُوع

علمِ حدیث کی اصطلاح میں ،مـرفـوع حـدیـث سے مراد ، وہ قول ،فعل ، تقریر اور صفت ہے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے کی گئی ہو ۔

حدیثِ مرفوع بھی، حدیث قدسی کی طرح صحیح ،حسن ، ضعیف اور موضوع ہو سکتی ہے۔

مرفوع کی دو قسمیں ہیں۔ متصل اور غیر متصل

حدیث ِ مُتَّصِل :

ہر صحیح حدیث اور ہر حسن حدیث کے لیے مُتَّصِلُ السَّنَد ہونا لازمی ہے۔

یعنی ہر راوی اپنے شیخ یا استاذ سے بلا انقطاع روایت کرے۔

حدیث ِ غیر مُتَّصِل :

حدیث غیر متصل میں ایک یا ایک سے زیادہ راویوں کا ذکر نہیں ہوتا۔یعنی سند منقطع ہوتی ہے۔

حدیثِ غیر متصل کی تین (3) قسمیں ہیں۔

a- حدیث ِ مرسل

b- حدیث ِ منقطع

c- حدیث معضل

اگلے صفحے پر دیا گیا چارٹ ملاحظہ فرمائیے جس سے آپ کو ان کے درمیان پایا جانے والا فرق معلوم ہو جائے گا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

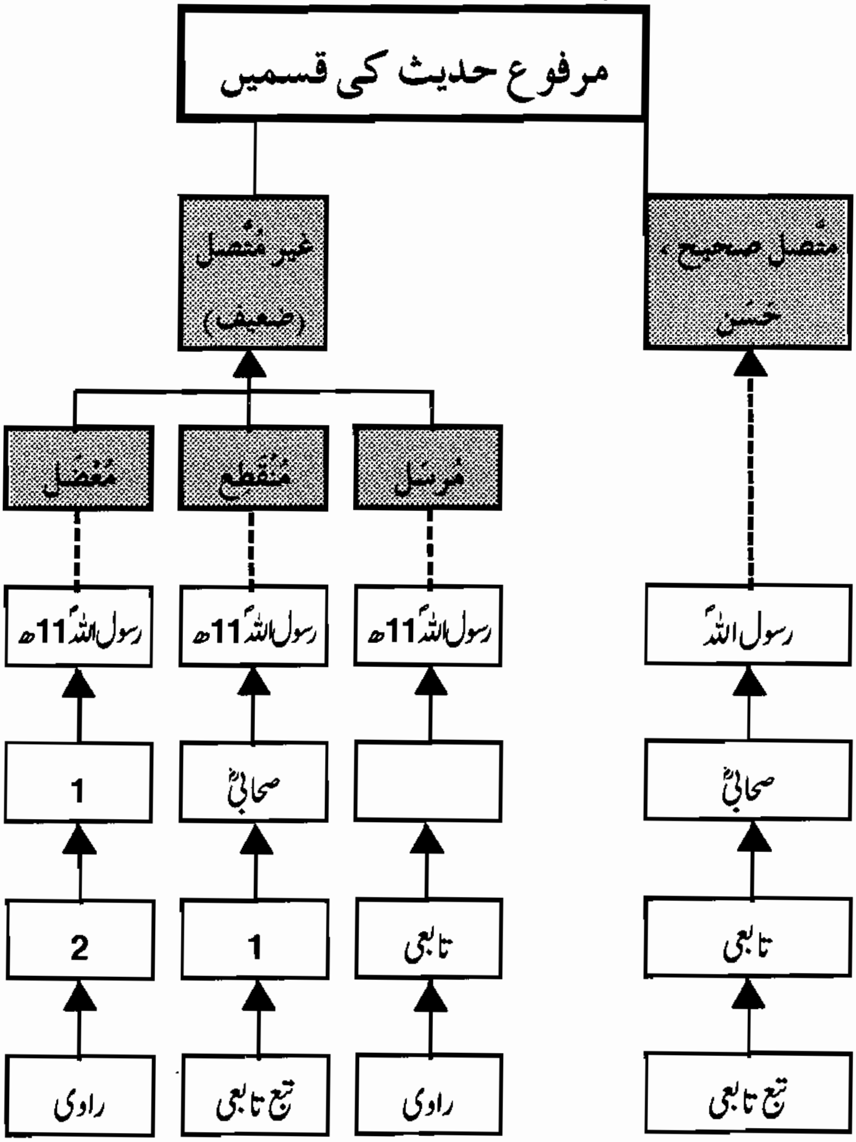

1- مرسل میں تابعی، صحابی کا نام لیے بغیر حدیث کو رسول ﷺ سے منسوب کرتا ہے۔

2- منقطع میں تبع تابعی، تابعی کا نام لیے بغیر حدیث کو رسول ﷺ سے منسوب کرتا ہے۔

3- معضل میں راوی، کبھی تبع تابعی اور کبھی تابعی کے ساتھ دو دو راویوں کو حذف کرتے ہوئے روایت کو رسول ﷺ سے منسوب کرتا ہے۔ یہ تینوں غیر متصل احادیث کی قسمیں ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

a- حدیثِ مُرسَل :

علمِ حدیث کی اصطلاح میں، جس حدیث کی سند کا آخری حصہ ساقط ہو (یعنی تابعی سے اوپر کے راوی کا ذکر نہ کیا گیا ہو) وہ مُرسَل کہلاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں تابعی ، صحابی کا ذکر ترک کر دیتا ہے۔ اور اس بات کا بھی احتمال ہوتا ہے کہ صحابی کے ساتھ ساتھ کسی اور تابعی کا نام بھی ترک یا حذف کر دیا گیا ہو۔ حدیثِ مرسل ایک غیر متصل حدیث ہے۔

مرسل حدیث کی مثال:

حدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ ثنا حُجَيْنُ ثنا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْل عَنْ ابنِ شِهاب عن سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّب " أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهىٰ عَنْ بَيْعِ الْمُزَا بَنَةِ "

(مسلم ، کتاب البیوع ، باب 14 ، حدیث 3958)

محمد بن رافع نے مجھ سے بیان کیا، کہ ہمیں حجین نے بتایا کہ ہم سے لیث نے حدیث بیان کی، جسے انہوں (لیث) نے عقیل سے ، عقیل نے ابن شہاب سے اور ابن شہاب نے سعید بن میبّب سے روایت کی کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو فروخت کرنے سے منع فرمایا''۔

(اس حدیث کی سند میں صحابی کا نام محذوف ہے۔ اس لیے یہ مُرسَل ہے)

حدیث مرسَل کو قبول کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے چند شرائط کے ساتھ حدیث مرسَل کو قبول کرنے کی اجازت دی ہے ، جو یہ ہیں:

1- مُرسل راوی بہت بڑے اور ثقہ تابعین میں سے ہو۔

2- دوسرے حفاظ اس روایت سے اختلاف نہ کریں۔

3- یہ حدیث کسی دوسری سند سے بھی مروی ہو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

b-حدیثِ مُنقَطِع :

علمِ حدیث کی اصطلاح میں اس حدیث کو 'منقطع' کہتے ہیں جس کی سند میں کسی جگہ انقطاع پایا جائے۔چاہے ، وہ ابتدا میں ہو، درمیان میں ہو، یا آخر میں۔لیکن امام نوویؒ کے نزدیک منقطع وہ حدیث ہے جس میں تابعی کے نام کو حذف کردیا جائے۔یعنی تبع تابعی، کسی صحابی سے روایت کرے۔

جیسے، حضرت امام مالکؒ (تبع تابعی) کا مشہور صحابی حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرنا۔ظاہر ہے یہاں درمیان میں تابعی کا نام حذف کردیا گیا ہے۔حدیثِ منقطع بھی ایک غیر متصل حدیث ہے۔

c-حدیث مُعْضَل :

علمِ حدیث کی اصطلاح میں مُعْضَل اس حدیث کو کہتے ہیں۔جس کی سند میں ایک سے زیادہ راوی (کم از کم دو) حذف کردیے گئے ہوں۔ حدیث معضل ایک ضعیف حدیث ہے۔ یہ مرسل اور منقطع سے بھی نہایت کم درجہ رکھتی ہے۔حدیثِ معضل بھی ایک غیر متصل حدیث ہے۔

معضل حدیث کی مثال:

اَلْقَعْنَبِيُّ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

"لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالْمَعْرُوْفِ ، وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ ."

(مؤطا امام مالک ، کتاب الاستئذان ، باب 16 ، حدیث 1806)

امام حاکم نے قعنبیؒ سے اور انہوں نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ امام مالک تک یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوھریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے غلام کو اپنی استطاعت کے مطابق کھانا اور کپڑا دو اور اُس کی استطاعت سے زیادہ کام مت لو۔"

اس حدیث میں امام مالک اور حضرت ابو ہریرہؓ کے درمیان 'دو راوی' چھوٹ گئے ہیں۔ ہمیں ایک اور دوسری صحیح سند سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک نے یہ حدیث محمد بن عجلان سے سنی تھی۔ انہوں نے اپنے والد حضرت عجلان تابعی سے اور حضرت عجلان نے حضرت ابوھریرہؓ سے سنی تھی۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

3. حدیثِ مَوْقُوف

علمِ حدیث کی اصطلاح میں " موقوف " سے مراد وہ قول، فعل یا تقریر ہے، جس کی نسبت کسی صحابیؓ کی طرف کی گئی ہو۔ حدیث موقوف، صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع بھی ہو سکتی ہے۔

حدیثِ موقوفِ فعلی کی مثال: " اَمَّ ابنُ عَباَّسٍ وَهُوَ مُتَيَمِّم "

(بخاری ، کتاب التیمم ، باب 6)

"حضرت ابن عباسؓ نے تیمم کی حالت میں نماز کی امامت کی"۔

یہ عمل، حضرت ابنِ عباسؓ کا فعل ہے، رسول اللہ ﷺ کا نہیں، لہذا یہ حدیث موقوف ہے۔

حدیثِ موقوفِ تقریری کی مثال: " فَعَلْتُ كَذَا اَمامَ اَحَدِ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يُنكِرْ عَلَيَّ "

"میں نے یہ کام، ایک صحابی کے سامنے کیا اور انھوں نے اس پر مجھے نہیں ٹوکا"

4. حدیثِ مَقْطُوع

علم حدیث کی اصطلاح میں " مقطوع " اس قول کو کہتے ہیں، جس کی نسبت "کسی تابعی" یا اس سے نیچے کے کسی شخص کی طرف کی گئی ہو۔ اس حدیث کا مضمون (متن) کسی تابعی یا اس سے نیچے کے شخص کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ حدیثِ مقطوع ، حدیثِ منقطع سے مختلف ہوتی ہے۔ حدیثِ مقطوع میں ، سند منقطع ہوتی ہے۔

حدیثِ مقطوع کی مثال:

ابراہیم بن منتشرؒ کا قول ہے کہ "حضرت مسروقؒ تابعی اپنے اور گھر والوں کے درمیان پردہ لٹکا کر ،اس طرح نماز میں مشغول ہو جاتے کہ انہیں اپنے گھر والوں کی سرگرمیوں کا علم نہ ہوتا "

یہ حدیث ، حضرت مسروقؒ (63ھ) کے عمل کے بارے میں ہے۔ جو ایک مشہور تابعی ہیں اور مشہور صحابی حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے شاگرد ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ ...... نسبت کے اعتبار سے حدیث کی تقسیم

1- نسبت کے اعتبار سے حدیث کی چار (4) قسمیں ہیں۔

(a) قدسی وہ حدیث ہے ، جو اللہ سے منسوب کی جائے۔

(b) مرفوع وہ حدیث ہے ، جو رسول اللہ ﷺ سے منسوب کی جائے۔

(c) موقوف وہ حدیث ہے ، جو کسی صحابیؓ سے منسوب کی جائے۔

(d) مقطوع وہ حدیث ہے ، جو کسی تابعی یا تبع تابعی سے منسوب کی جائے۔

2- مرفوع حدیثوں کی دو قسمیں ہیں۔(1) مُتّصِل ۔(2) غیر مُتّصِل ۔

3- مُتّصِل حدیثیں ، صحیح یا حسن ہوتی ہیں۔

4- غیر مُتّصِل حدیثیں مرسل ، منقطع یا مُعضَل ہوتی ہیں۔

(a) مرسل حدیث میں ، تابعی ، صحابی کا نام حذف کر دیتا ہے۔

(b) منقطع حدیث میں ، تابعی کا نام ساقط ہوتا ہے۔

(c) مُعضل حدیث میں ، ایک سے زیادہ راوی چھوٹ جاتے ہیں۔

سوالات

1- حدیثِ قدسی اور قرآن میں کیا فرق ہے ؟

2- کیا کوئی حدیثِ قدسی ، ضعیف یا جھوٹی ہو سکتی ہے؟

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

• دسواں باب

قبولیت اور عدم قبولیت
کے اعتبار سے
احادیث کی قسمیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

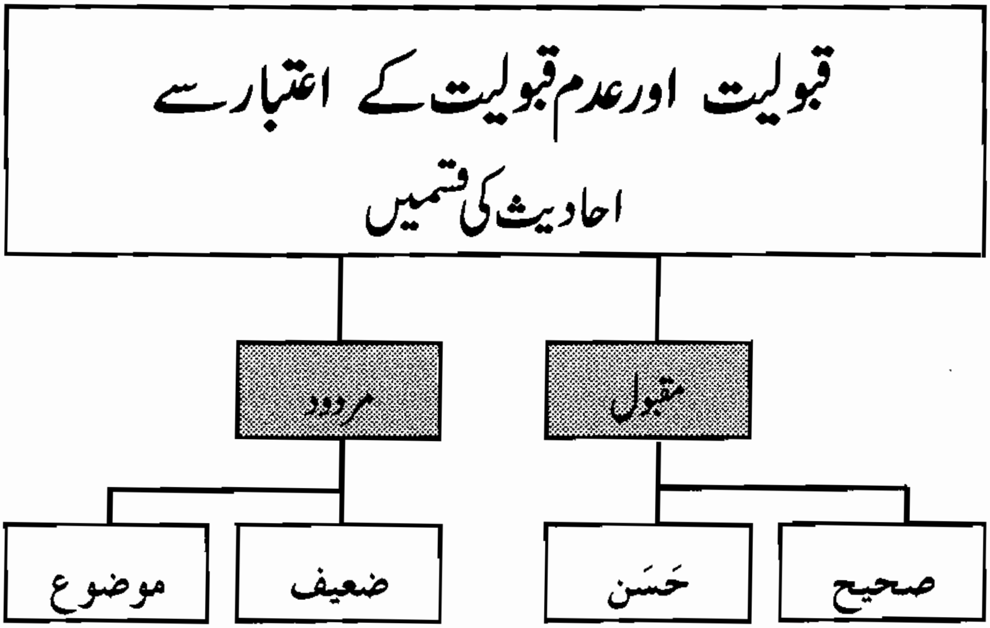

قبولیت اور عدم قبولیت کے اعتبار سے احادیث کی دو (2) قسمیں ہیں: مقبول اور مردود.

1. مقبول اَحادیث

مقبول احادیث کی دو (2) قسمیں ہیں۔ a ۔حدیثِ صحیح　　b ۔ حدیثِ حسن

2. مردود احادیث (ضعیف)

مردود احادیث جنہیں ''ضعیف'' بھی کہا جاتا ہے تین وجوہات کی بنیاد پر مسترد کی جاتی ہیں۔

a۔ سقوطِ سند کے سبب: یعنی اگر سند منقطع ہو اور درمیان میں کوئی راوی غائب ہو۔

b۔ راویوں کے اختلافات کے سبب: اگر کوئی راوی، ثقہ راویوں سے اختلاف کرے تب بھی حدیث ضعیف ہوجاتی ہے۔

c۔ طعنِ راوی کے سبب: اگر راوی مطعون ہو اور اس کا کردار مشتبہ ہو تب بھی حدیث ضعیف ہو جاتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

قبولیت اور عدم قبولیت کے اعتبار سے

Qualitative Classification

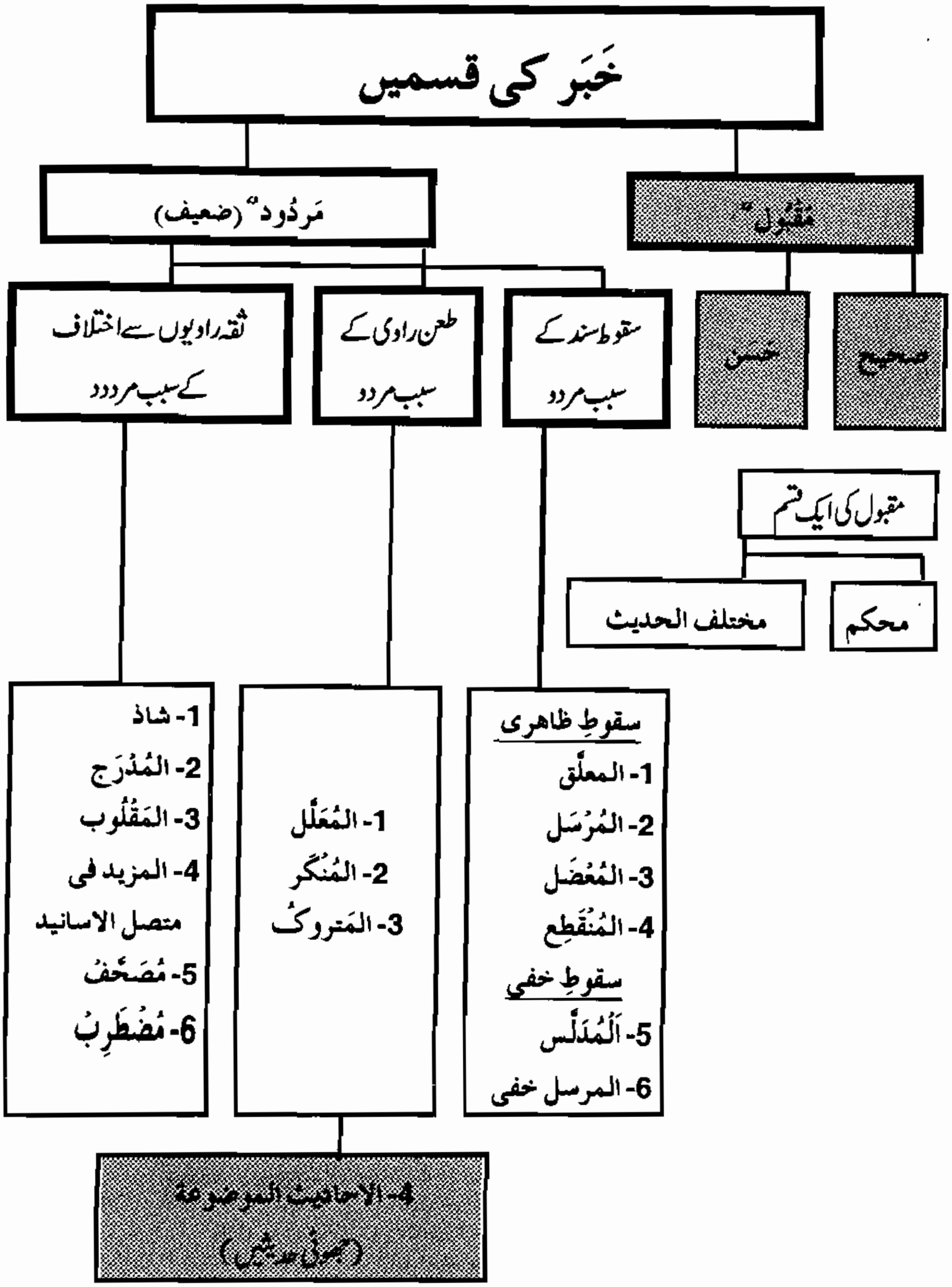

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیث مقبول کی پہلی قسم

حدیثِ صَحِیح

صحیح حدیث کی تعریف :

علمِ حدیث کی اصطلاح میں صحیح حدیث وہ حدیث ہے ، (1) جس کی سَنَد " متّصِل " ہو۔اور جو(2) " عادل راویوں " اور (3) " ضابط راویوں" سے منتقل ہوتے ہوئے اپنی انتہا تک پہنچ جائے ، (4)جس میں نہ" شذوذ" ہوں اور(5) نہ" علّت"

ما اتَّصَلَ سَنَدُہ ، بِنَقْلِ العَدْلِ الضَّابِطِ عَنْ مِثْلِہٖ اِلیٰ مُنْتَہاہُ مِنْ غَیْرِ شُذُوذٍ وَلا عِلَّۃٍ .

کسی حدیث کے "صحیح " ہونے کے لئے پانچ (5) شرائط ہیں

1۔اتصالِ سند ہو : ہر راوی نے ، اپنے پیش رو کے واسطہ سے حدیث حاصل کی ہو۔

2۔راوی عادل ہوں : حدیث کے تمام راوی مسلمان ہوں ،ثقہ ہوں۔فاجر نہ ہوں ۔

3۔ راوی حافظ ہوں : ہر راوی میں قوت ضبط وحفظ ہو، سینے یا سفینے میں ثبت ہو۔

4۔شذوذ نہ ہوں : ثقہ راوی ، کسی دوسرے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت نہ کرتے ہوں۔

5۔ عِلّت نہ ہو : حدیث میں کوئی مخفی نقص نہ پایا جائے۔

(جو بظاہر نظر نہ آئے) یعنی حدیث ،معلول نہ ہو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

عِلّت کا کیا مطلب ہے؟

صحیح حدیث کے لیے ضروری ہے کہ وہ علّت سے پاک ہو۔

علمِ حدیث کی اصطلاح میں عِـلّـت سے مراد وہ مخفی عیب یعنی چھپا ہوا نقص ہے جو حدیث کی صحت کو مجروح کر دیتا ہے۔ اگر عیب بالکل واضح ہو تو بھی اس کا شمار علّت میں نہیں ہوگا۔

حدیثِ مُعَلَّلْ کے لیے ضروری ہے کہ اس کی عـلّـت مخفی ہو اور اس علّت سے حدیث کی صحت بھی مجروح ہوتی ہو۔

عِلّت کبھی متن میں ہوتی ہے اور کبھی سند میں۔

علّت کے اسباب کئی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

1- راوی کا سماع، اپنے شیخ سے معروف نہ ہونا۔

2- تابعی کو روایت میں وہم ہو جانا، جب کہ صحابی سے روایت محفوظ ہو۔

3- روایت میں عنعنہ ہو اور ایک راوی ساقط ہو ، جس کا علم دیگر طریقوں سے ہو جائے۔

4- راوی کا شیخ سے سماع ثابت ہو ، لیکن اِس خاص حدیث کا سماع ثابت نہ ہو۔

علّت کی مثال:

اَلـطِّـيَـرَةُ شِرْكٌ ، وَمَا مِنَّا اِلَّا ، وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يُـذْهِـبُـهُ بِالتَّوَكُّلِ

(ابن ماجه ، كتاب الطب ، باب 42 ، حديث 3667)

"شگون لینا شرک ہے اور ہم میں سے ہر ایک، مگر اللہ تعالیٰ توکل کے ذریعے اسے دور کر دیتا ہے۔"

یہ حدیث بظاہر سند و متن کے لحاظ سے صحیح ہے۔

لیکن اس حدیث میں وَمَا مِـنَّا اِلَّا کے الفاظ عـلّـت ہیں۔ امام بخاری کہتے ہیں سلیمان بن حرب کے نزدیک یہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے الفاظ ہیں۔ اس حدیث کو ابن مسعودؓ سے کئی اور لوگوں نے اس اضافے کے بغیر روایت کیا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

شُذُوذ

صحیح حدیث کے لیے یہ بھی ضروری ہے حدیث شذوذ سے پاک ہو۔

جب کوئی ثقہ راوی، اپنے سے بہتر شخص کی مخالفت کرے تو وہ حدیث شاذ ہوگی۔ یعنی اگر منفرد راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کے مخالفت کرے، جو حفظ و ضبط میں اس سے بہتر ہے تو ایسی شاذ روایت کو مسترد کر دیا جائے گا۔

شذوذ سند میں بھی ممکن ہے اور متن میں بھی۔

شذوذ فی المَتن کی مثال:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ ، حَدَّثَنَا الْاَعْمَشِ ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا : اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْفَجْرَ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ .

(ترمذی ، کتاب الصلاۃ ، باب 199 ، حدیث 422)

عبدالواحد بن زیاد نے اعمش سے اور اعمش نے ابوصالح سے، اور ابوصالح نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جب کوئی فجر کی نماز ادا کرے تو اسے چاہیے کہ وہ کچھ دیر دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔"

اس حدیث میں رسول ﷺ کا "قول" نقل کیا گیا ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں کہ راوی عبدالواحد بن زیاد نے اس روایت میں راویوں کی ایک بڑی تعداد کی مخالفت کی ہے، جو تمام ثقہ ہیں اور اصحابِ اعمش میں سے ہیں۔ دیگر تمام راویوں نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کے "فعل" کے طور پر بیان کیا ہے، جبکہ عبدالواحد بن زیاد نے اسے رسول ﷺ کے قول کے طور پر۔

اس لیے یہ حدیث شاذ ہے۔

شذوذ سند میں بھی ممکن ہے۔ اس کا ذکر آگے حدیثِ شاذ کے تحت ہوگا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیث صحیح کی مثال

حَدَّ ثَنَا عَبۡدُاللهِ بۡنِ یُوۡسُفَ ، قَالَ اَخۡبَرَ نَا مَالِکٌ" ، عَنِ ابنِ شَھَابٍ ، عَنۡ مُحَمَّدِ بنِ جُبَیرِ بنِ مُطۡعَمٍ عَنۡ اَبِیهِ قَالَ : سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللهِ ﷺ "قَرَأَ فِی الۡمَغۡرِبِ بِا لطُّورِ" (بخاری ، کتاب الأذان ، باب 99 ، حدیث 772)

امام بخاری کہتے ہیں مجھ سے عبداللہؒ بن یوسف نے بیان کیا۔ان کو امام مالکؒ نے ، ان کو ابن شہاب زہریؒ نے ان کو محمدؒ بن جبیر نے اُن کو ان کے والد جبیرؓ بن مُطعم نے بیان کیا:

" میں نے رسول اللہؐ کو، مغرب کی نماز میں ، سورۃ الطور کی تلاوت کرتے سنا "۔

اس حدیث میں:

1۔ اس حدیث کی سند " مُتَّصِل " ہے ۔

2۔ اس حدیث کا ، کوئی راوی بھی" غیر عادل" اور " غیر ضابط "نہیں ہے۔

3۔ راویوں کے حالات حسب ذیل ہیں ۔

a. عبداللہ بن یوسف (218ھ) ، ثِقَة" مُتقِن" ہیں۔ امام بخاری کے استاد۔

b۔ حضرت امام مالکؒ بن انس (179ھ) ، امامِ فقہ اور حافظِ حدیث ہیں۔

c. حضرت ابن شہاب زھریؒ (124ھ) ،فقیہ اور حافظِ حدیث ہیں ۔

d. محمد بن جُبیر (100ھ) ، ثِقہ ہیں اور صحابی زادے ہیں۔

e۔ جُبیر بن مُطعِم (59ھ) صحابیِ رسول ﷺ ہیں۔

4۔ یہ حدیث "شاذ" نہیں ہے اس لئے کہ یہ کسی قوی تر حدیث سے متعارض نہیں ہے۔

5۔ اس میں کوئی " عِلّت " نہیں پائی جاتی۔(یعنی کوئی مخفی نقص نہیں پایا جاتا)

چونکہ یہ حدیث پانچ (5) شرطوں پر پوری اترتی ہے۔ اس لئے صحیح ہے۔

حدیث صحیح کا حکم : محدثین ، فقہا اور اصولیین کے اِجماع سے "حدیثِ صحیح" پر عمل لازم ہے اور صحیح حدیث ایک "حُجتِ شرعی" ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیثِ مقبول کی دوسری قسم

حدیثِ حَسَن

علمِ حدیث کی اصطلاح میں ''حَسَن '' وہ حدیث ہے، جس کی سند متصل ہو، عادل راویوں سے مروی ہو، شذوذ و علت سے پاک ہو، لیکن ایسے راوی بھی رکھتی ہو، جن کا حافظہ کچھ کمزور ہو ۔

دوسرے لفظوں میں، حدیثِ صحیح پانچ (5) شرائط پر پوری اترتی ہے۔ جب کہ حدیثِ حسن صرف چار (4) شرائط پر۔ حدیثِ صحیح کے تمام راویوں کا قوتِ ضبط میں (حافظے میں) پختہ ہونا ضروری ہے۔ جبکہ حدیثِ حسن کا کوئی راوی خفیفُ الضَّبط (حافظے میں تھوڑا کمزور) بھی ہوسکتا ہے ۔ حدیثِ حسن ،قبول کی جاتی ہے۔ اولاً حدیثِ حسن کی اصطلاح نہ تھی۔ اسے ضعیف میں شمار کیا جاتا تھا ۔

حدیثِ حسن کی مثال

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَ مَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ . (التدریب)

اس حدیث کی روایت ، محمّد بن عمرو بن علقمه (145ھ) نے کی ہے۔اور انہوں نے حضرت ابو سَلَمَة (94 ھ) سے ، اورانھوں نے حضرت ابوھریرہؓ (57ھ) سے اور انہوں نے رسول اللہؐ (11ھ) سے۔

اس حدیث میں ، محمد بن عَمْرو (145ھ) حفظ و ضبط میں مُتَّهَم ہیں۔بقیہ چار (4) شرائط پر یہ حدیث پوری اترتی ہے،اس لیے اس حدیث کا شمار حسن ہوگا۔

1۔ هذا حديث صحيحُ الاِسْنَادِ کا درجہ، هذا حَديث" صَحيح" ، سے کم ہے۔

2۔ هذا حديث حَسَنُ الاَسْنَادِ کا درجہ، هذاحديث" حسن" ، سے کم ہے۔

صحیح الاسناد کا مطلب یہ ہے کہ حدیث، صرف صحیح سند رکھتی ہے۔ لیکن متن کا جائزہ نہیں لیا گیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیثِ ضعیف کی تعریف

ہروہ روایت جو اپنے اندر ،حسن حدیث کی چار(4) ضروری شرائط نہیں رکھتی ، وہ ضعیف یا مَرْدُود کہلاتی ہے۔ تفصیلات آگے آ رہی ہیں۔

حدیثِ حَسَن اور حدیثِ ضعیف کا فرق

پہلے پہل ، حدیثِ حسن کی اصطلاح موجود نہیں تھی ۔ حدیثِ حسن کو ضعیف ہی میں شمار کیا جاتا تھا۔لیکن ضعیف احادیث میں ،اِن کا درجہ سب سے بلند تھا ۔ اس لیے کہ دیگر تمام شرائط پر یہ حدیث ،صحیح حدیث کے معیار پر پوری اترتی تھی ۔ بس اگر کچھ خامی تھی تو یہ کہ اس کے کسی راوی میں قوتِ ضبط کی کمی پائی جاتی تھی ۔ان حدیثوں کو ''فضائلِ اَعمال'' میں قبول کرلیا جاتا تھا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ (وفات 241ھ)، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ (وفات 198ھ) اورحضرت عبداللہ بن مبارکؒ (وفات 181ھ) سے یہ بات منسوب ہے کہ انہوں نے فرمایا ''جب ہم حلال وحرام کے بارے میں ، کوئی حدیث روایت کریں گے تو اس میں تشدد سے کام لیں گے ۔ اور جب فضائلِ اعمال میں کوئی حدیث روایت کریں گے تو اس میں سہل انگاری برتیں گے۔'' (الکفایة)

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ فضائل اعمال میں بھی ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔اور بالفرض عمل کا جواز فراہم کیا جائے تب بھی یہ جواز غیر مشروط نہیں ہے، بلکہ چند حدود اور قیود کا پابند ہے۔اس سلسلہ میں ڈاکٹر صبحی صالح اور ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی آراء اگلے صفحات پر دی جا رہی ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

فضائلِ اعمال میں بھی، ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں ہے

چنانچہ ان تین بزرگوں کے قول کی بنیاد پر عوام میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ

"یَجُوْزُ الْعَمَلُ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ"

''فضائلِ اعمال کے سلسلہ میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔''

لیکن یہ بات یاد رکھیے کہ یہاں ضعیف احادیث سے مراد ، موجودہ اصطلاحی ضعیف احادیث نہیں ہیں، بلکہ موجودہ اصطلاحی حسن احادیث ہیں ۔جنہیں پہلے ضعیف میں شمار کیا جاتا تھا۔ جونسبتاً کم ضعیف اور زیادہ قوی ہوتی ہیں۔

علاوہ ازیں ان ضعیف احادیث کو ، فضائلِ اعمال میں قبول کرنے کے لیے بھی ، تین (3) شرطیں عائد کی گئی تھیں۔

1۔ حدیث بہت زیادہ ضعیف نہ ہو (یعنی ضعیف جِدًا نہ ہو)۔

2۔ حدیث، ان اصول وکلیات سے ہم آہنگ ہو، جو قرآن اور سنتِ صحیحہ سے ثابت ہیں۔

3۔ حدیث ، کسی دوسری قوی تر دلیل سے متصادم نہ ہو ۔

علاوہ ازیں یہ شرط بھی عائد کر دی گئی کہ اگر ضعیف روایت کا ذکر کیا جائے ، تو اس کے ضعف اور اس کے اندر پائی جانے والی کمزوری کی نشاندہی بھی کردی جائے۔

غیر عربی قارئین اور سامعین کے لئے عربی کے ساتھ ساتھ، دوسری زبان میں ، اس کمزوری ،ضعف ، خامی ، اور علّت کا واضح الفاظ میں بیان کرنا لازمی ہے۔محض عربی میں حدیث کی اصطلاح کے ذکر سے ، عام لوگوں کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے اور گمراہ ہوجانے کا اندیشہ برقرار رہتا ہے ۔وہ بے چارے تو یہی سمجھیں گے کہ یہ حدیث ''صحیح '' ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ڈاکٹر صبحی صالح کی رائے

ڈاکٹر صبحی صالح (مؤلف علوم الحدیث)، مندرجہ بالا تین شرائط کے ساتھ بھی، فضائلِ اعمال کی ضعیف احادیث پر عمل کو، جائز نہیں سمجھتے۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

1۔ ہمارے پاس صحیح احادیث اور حسن احادیث کی اتنی کثیر تعداد موجود ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے ہمیں ضعیف احادیث کو استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

2۔ ضعیف احادیث، چونکہ پختہ ثبوت کی حامل نہیں ہوتیں، اس لئے یہ ہمیشہ ہمارے قلب وضمیر میں کھٹکتی رہیں گی کہ یہ واقعی رسول اللہؐ کی سنت ہے بھی کہ نہیں۔

3۔ دین وشریعت میں یقین و اعتماد کی ضرورت ہوتی ہے۔ دین کی اساس ظن پر نہیں رکھی جاسکتی۔

4۔ فضائل بھی، شرعی احکام کی طرح، دین کے بنیادی ستونوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور کمزور بنیاد پر دین قائم نہیں کیا جاسکتا۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے

عالم اسلام کے عظیم فقیہ اور تحریک اسلامی کے عالی قدر رہنما ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی کتاب ثقافة الداعية میں دو مزید شرائط کا اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

5- فضائل کی حدیث، مبالغہ آمیز اور گھبرا دینے والے مواد پر مشتمل نہ ہو۔

6- فضائل کی کمزور حدیث، صحیح ترین حدیث سے نہ ٹکراتی ہو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ان کی اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

''ضعیف اور کمزور حدیثوں کو جزم کے صیغے سے نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں۔

علامہ سیوطی ''تدریب شرح تقریب'' میں فرماتے ہیں:

''جب تم کسی ضعیف روایت کو بغیر سند کے بیان کرنا چاہو تو یہ نہ کہو کہ: رسول اللہ ﷺ نے اس طرح فرمایا:

''قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَذَا '' اسی طرح جزم کا کوئی اور صیغہ بھی استعمال نہ کرو! بلکہ اس طرح کہو: آپ ﷺ سے یہ مروی ہے ''رُوِیَ عَنْهُ كَذَا'' یا ہم تک آپ سے یہ بات پہنچی ہے۔ ''بَلَغَنَا عَنْهُ كَذَا'' یا یہ کہ آپ سے یہ بات آئی ہے ''وَرَدَ عَنْهُ'' یا یہ کہ آپ ﷺ سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔ ''جَاءَ اَوْ نُقِلَ عَنْهُ'' یا اسی کے مانند دوسرے اور صیغے، جو اپنے اندر بجائے خود 'جزم' کے 'احتمال' کا پہلو رکھتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ بعض لوگ اس طرح روایت کرتے ہیں۔ ''رَوىٰ بَعْضُهُمْ'' پس یہ خطیبوں اور واعظوں نے عادت بنالی ہے کہ کمزور اور ضعیف سے ضعیف حدیثوں کے سلسلے میں بھی اس سے کم ان کی زبان سے کوئی بات نکلتی ہی نہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ'' یہ طریقہ بالکل غلط ہے اور اسے بلا تاخیر ترک کیا جانا چاہیے۔''

ثَقَافَةُ الدَّاعِيَةِ (ڈاکٹر یوسف القرضاوی)

'' افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں حدیث سے اشتغال رکھنے والے بہت سے لوگ ترغیب و ترہیب اور اس ذیل کے دیگر موضوعات کے سلسلے میں روایتوں کو نقل کرتے ہوئے ان اصولوں کا خاطر خواہ لحاظ نہیں رکھتے۔ گزشتہ ادوار میں تو یہ بات کسی حد تک چل جاتی تھی لیکن ہمارے زمانے میں ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کا جو رجحان پیدا ہو گیا ہے اس کے پیش نظر اس طرح کی مبالغہ آمیز چیزیں لوگوں کے لیے قابل قبول قرار نہیں پاتیں اور آسانی کے ساتھ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتی ہیں' بلکہ یہ بات بھی چنداں

www.sirat-e-mustaqeem.com

تعجب انگیز نہ ہوگی کہ حقائق سے دور اس طرح کی بے اصل حدیثوں کے سننے کے نتیجے میں بہت سے لوگ نفسِ دین کے سلسلے ہی میں شک و تردد کا شکار ہو جائیں اور اس پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دیں۔"

ثقافة الداعية (ڈاکٹر یوسف القرضاوی)

"ہمارے محدثین کی طرف سے اس طرح کی روایتوں کو سندِ قبول عطا کرنے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ حافظ منذریؒ جیسے ناقدِ حدیث نے بھی ان تمام روایتوں کو اپنی "ترغیب وترہیب" میں جگہ دی ہے"۔ ثقافة الداعية (ڈاکٹر یوسف القرضاوی)

"حافظ منذری نے "ترغیب و ترھیب" میں کہا ہے کہ: "اگرچہ مختلف طریقوں سے جس میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھی شامل ہے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ "حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے اور اس کی وجہ (دنیا میں) ان کی بڑھی ہوئی مالداری ہوگی" موصوف فرماتے ہیں: لیکن اس کا بہتر سے بہتر کوئی ایک بھی طریقہ روایت ایسا نہیں، جس پر کچھ نہ کچھ کلام نہ ہو اور ان مختلف طریقوں میں ایک بھی نہیں جو تنہا "حَسَـــن" کے درجے تک پہنچتا ہو۔ اگر وہ مال دار تھے تو ان کی یہ مالداری رسول اللہ ﷺ کے اس ارشادِ گرامی کا مصداق تھی کہ

"نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ" (مُسند احمد)

(یعنی خداترس اور نیک طینت انسان کے لیے مال کیا ہی بہترین چیز ہے)۔

پھر سوال یہ ہے کہ اس مالداری کے سبب آں جناب صحابیؓ کے درجات آخرت میں کم کیوں ہوں؟ نیز یہ کہ امت کے تمام مال داروں میں صرف آں موصوف ہی کے ساتھ یہ روش اپنائے جانے کی کیا وجہ ہے جب کہ کسی اور مال دار کے سلسلے میں ہمیں اس طرح کی کوئی چیز نہیں ملتی۔ البتہ یہ بات صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس امت کے فقراء، اغنیاء کے مقابلے میں جنت میں پہلے داخل

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہوں گے۔لیکن یہ بات علی الاطلاق تمام مال داروں کے لیے ہے۔کسی ایک شخص کے لیے اسے خاص کر لینا صحیح نہیں ہوسکتا۔''

(الترغیب والترهیب 308/5 طبع السعاده) ثقافة الداعية (ڈاکٹر یوسف القرضاوی)

ڈاکٹر یوسف القرضاوی اپنی اسی کتاب ثقافة الداعية میں داعی اور مبلغ کو ضعیف اور موضوع روایات سے بچنے کا مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:''جس طرح داعی اور مبلغ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسرائیلی روایات وحکایات سے دور رکھے جنہوں نے اپنے زہریلے مواد کی آمیزش سے تفسیر کے چشمہ صافی کو گدلا دیا ہے،اسی طرح اس کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ ضعیف اور موضوع روایات سے دامن کشاں رہے،اس لیے کہ تفسیر کی اکثر کتابیں اسرائیلیات کی طرح ان ضعیف اور موضوع روایات سے بھی بھری پڑی ہیں۔

اس میں وہ روایتیں بھی شامل ہیں، جو نبی ﷺ سے مرفوعاً نقل کی گئی ہیں اور وہ روایتیں بھی، جو بعض صحابہ کرام سے موقوفاً بیان کی جاتی ہیں۔مثال کے طور پر حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ وغیرہ یا مثلاً وہ روایتیں جو بعض تابعین کی طرف منسوب ہیں جیسے مجاہد،عکرمہ،حسن بصری اور ابن جبیر وغیرہ یا ان جیسے دوسرے اہل علم کی طرف جن کا زمانہ ان کے بعد ہے۔

ابن ابی حاتم،ابن مردویہ اور ابن جریر طبری وغیرہ حضرات کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنی تفسیر میں صحیح،حسن،ضعیف اور منکر ہر طرح کی روایتیں جمع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ اس میں موضوع روایتوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔یہ روایات کبھی تو مرفوع ہوتی ہیں،کبھی موقوف اور کبھی مقطوع کے درجے سے آگے نہیں بڑھتیں۔''(ثقافة الداعية)

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ، فضائل اعمال کی ضعیف اور موضوع (جھوٹی) روایات جب عوام میں عام ہو جاتی ہیں تو اس سے لوگوں کی ذہنیت میں ، بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ ان کے عقائد بگڑنے لگتے ہیں ۔ دین اسلام کی اہم چیزوں کو ، غیر اہم سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور غیر اہم چیزوں کو ، زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔ ترجیحات بدل جاتی ہیں ۔ فرائض و واجبات کو نوافل کا درجہ ، اور نوافل کو فرائض وواجبات کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ حرام کو مکروہ ، اور مکروہ کو حرام قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے ،فضائلِ اعمال کی ضعیف احادیث پر نہ عمل جائز ہے اور نہ عوام الناس میں ان کی تشہیر۔

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

اسلام کے تین بنیادی مآخذ اور ان کی صحیح ترتیب

ہم ہر سنجیدہ ، مخلص اور اعتدال پسند مسلمان کو یہ مشورہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ دینِ اسلام کے مطالعے میں ، مندرجہ ذیل صحیح ترتیب کو ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھے ۔

قابلِ اعتماد ذرائع

1۔ قرآنِ مجید

2۔ احادیثِ صحیحہ (ان میں احادیثِ متواترہ اور سنتِ ثابتہ بھی شامل ہیں)

3۔ حسن احادیث

ان تین (3) بنیادی علوم ہی کو اصل اور بنیادی کی حیثیت حاصل ہے۔ بقیہ تمام چیزوں کو ان تین (3) کے معیار اور ان تین (3) کی روشنی میں جانچا اور پرکھا جائے گا۔ جو چیز بھی مندرجہ بالا تین (3) چیزوں سے متصادم ہوگی یا اس کی روح سے ہم آہنگ نہ ہو گی ، اسے رد کر دیا جائے گا۔

مندرجہ ذیل ناقابل اعتماد ذرائع پر غور کیجیے۔ ان تمام کی حیثیت ثانوی ہے۔

ناقابلِ اعتماد ذرائع

1۔ مندرجہ بالا تین سے متصادم ، ضعیف احادیث

2۔ مندرجہ بالا تین سے متصادم ، موضوع (جھوٹی) احادیث

3۔ مندرجہ بالا تین سے متصادم ، بزرگوں کے اقوال

4۔ مندرجہ بالا تین سے متصادم ، خواب اور کشف

5۔ مندرجہ بالا تین سے متصادم ، اسرائیلیات

6۔ مندرجہ بالا تین سے متصادم ، تورات اور تلمود کے واقعات

یہ ترتیب الٹی نہیں جاسکتی ۔قابل اعتماد چیزوں کو ، ناقابلِ اعتماد چیزوں کی روشنی میں نہیں پرکھا جاتا۔ بلکہ مستند چیزوں کی روشنی میں ظنی علوم جانچے جاتے ہیں۔ غلط ترتیب سے ، جو تصورِ دین وجود میں آتا ہے۔اس کا لازماً غلط ہونا ، ایک فطری امر ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ ...... قبولیت اور عدم قبولیت کے اعتبار سے احادیث کی قسمیں

1- قبولیت اور عدم قبولیت (Non-Acceptance) کے اعتبار سے احادیث کی دو قسمیں ہیں۔

a- مقبول　　b- مردود یا غیر مقبول یا ضعیف

2- صحیح حدیثوں اور حسن حدیثوں کو ، مقبول کیا جاتا ہے۔

3- ضعیف اور موضوع حدیثیں ، مردود کہلائی جاتی ہیں۔

4- تین اسباب کے سبب ، حدیث مردود یا غیر مقبول یا ضعیف ہو جاتی ہے۔

(a) سند کے ٹوٹ جانے سے ، حدیث مردود ہو جاتی ہے۔

(b) راوی کے کردار پر طعن کے سبب ، حدیث مردود ہو جاتی ہے۔

(c) ثقہ راویوں سے اختلاف کے سبب ، حدیث ضعیف یا غیر مقبول ہو جاتی ہے۔

5- پانچ (5) شرائط پر پوری اترنے والی حدیث کو صحیح حدیث کہا جاتا ہے۔

6- حسن حدیث کے کسی راوی کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ حسن حدیثیں بقیہ چار شرائط پر پوری اترتی ہیں۔

7- ضعیف احادیث کو قبول کرنے کے لیے ، ہمارے پاس بہت سخت معیار ہونا چاہیے۔

8- صحیح احادیث کے ہوتے ہوئے ، ضعیف احادیث قبول نہیں کرنا چاہئیں۔

9- صحیح احادیث سے ، علمِ یقین حاصل ہوتا ہے کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے یہ بات کہی ہے، جبکہ ضعیف احادیث سے علمِ یقین حاصل نہیں ہوتا۔

10- فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب کی احادیث میں بھی صحیح روایت ہی کا انتخاب کیا جانا چاہیے۔

11- قرآنِ مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں ، ضعیف احادیث کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔

12- ضعیف اور جھوٹی احادیث کی روشنی میں، قرآن مجید اور صحیح احادیث کو جانچا اور پرکھا نہیں جاسکتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

سوالات

1- صحیح اَحادیث ، کون کون سی پانچ (5) شرائط پر پوری اترتی ہیں؟

2- حسن اَحادیث ، کون کون سی چار (4) شرائط پر پوری اترتی ہیں؟

3- دینِ اِسلام کے بنیادی قابلِ اعتماد مآخذ (Authentic Sources) کون کون سے ہیں؟

4- دینِ اِسلام کے ناقابلِ اعتماد مآخذ (Unauthentic Sources) کون کون سے ہیں؟

5- فضائل و مناقب اور ترغیب وترہیب کے میدان میں ، ضعیف احادیث کا استعمال آپ کے خیال میں مناسب ہے یا نہیں؟ ڈاکٹر صبحی صالح اور ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی آراء سے آپ کو کس حد تک اتفاق ہے ؟ اور کیوں / کیوں نہیں؟

6- امام احمد بن حنبلؒ ، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ جیسے محدثین نے فضائل اور ترغیب وترہیب کی کون سی حدیثیں قبول کیں؟ اُن کے زمانے میں ان کا کیا نام تھا ؟ اور اب کیا نام ہے؟

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

• گیارھواں باب

اَحادیثِ ضعیفہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَحادیثِ ضعیفہ

ہر وہ روایت ، جو اپنے اندر ''حَسَن'' حدیث کی ضروری شرائط نہیں رکھتی ، وہ ''ضعیف'' کہلاتی ہے۔ (آپ کو یاد ہو گا کہ حدیث کے حسن ہونے کے لئے ، چار شرطیں ہیں یعنی یہ چار شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو حدیث ،ضعیف ہو جاتی ہے)ضعیف حدیث کو،''مردود'' بھی کہتے ہیں۔اور یہ حدیثِ غیر مقبول ہے۔

''حدیثِ ضعیف'' یا ''حدیثِ مردود'' کو مسترد کیے جانے کے بہت سے اسباب ہیں،جن میں اہم یہ تین(3) ہیں۔

1۔ راویوں کی سند کا منقطع ہو جانا۔

2۔ راویوں کی عدالت پر طعن کا وارد ہونا۔

3۔ راویوں کا ثقہ راویوں کی روایات سے اختلاف کرنا۔

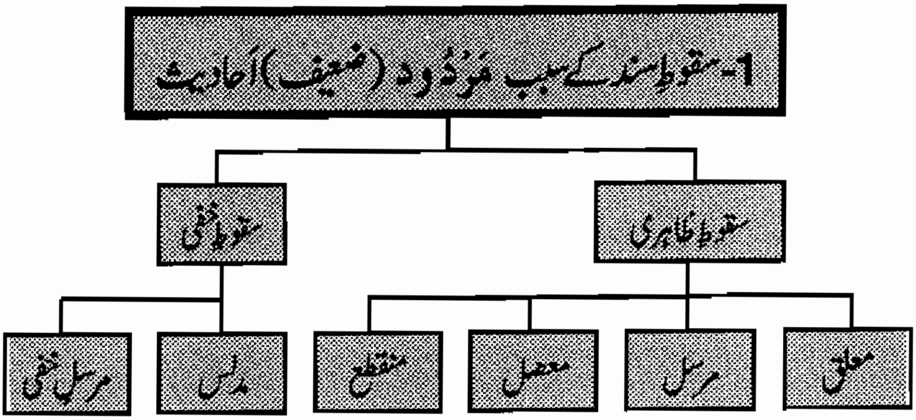

سقوطِ سند کی دوقسمیں ہیں۔ سقوطِ ظاہری اور سقوطِ خفی پھر ان میں سے ہر ایک کی مختلف قسمیں ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

سقوطِ ظاہری کے سبب ضعیف حدیثیں

a. اَلمُعَلَّق :

اَلمُعَلَّق اس روایت یا حدیث کو کہتے ہیں ، جس کی سند میں ابتداء سے ایک (۱) یا ایک سے زیادہ، راویوں کا ذکر لگا تار چھوٹ جائے۔

اس کی مثال امام بخاریؒ کی ایک تعلیق ہے ۔اپنی صحیح میں انھوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں:

غَطّٰی النَّبِیُّ ﷺ رُکْبَتَیْہِ حِیْنَ دَخَلَ عُثْمَانُ.(بخاری، کتاب الصلاۃ، باب 112)

" جب حضرت عثمانؓ ، حضورؐ کے سامنے تشریف لائے تو حضورؐ نے اپنے گھٹنوں کو ڈھانپ لیا"۔

اس حدیث میں ، صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور امام بخاریؒ کے درمیان کی سند موجود نہیں ہے۔اس لیے یہ حدیث ، مُعَلَّق ہوگئی۔

b. المُرْسَل :

المُرْسَل وہ حدیث ہے ، جس کی سند کا آخری حصّہ ، یعنی تابعی سے اوپر کا حصہ، ساقط ہو۔ یا وہ حدیث ہے جس سے "صحابی" کا نام ساقط ہو گیا ہو۔ یا حدیثِ مرسل میں ، اس بات کا بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ "صحابی" کے ساتھ کسی "تابعی" کو بھی حذف کر دیا گیا ہو۔

حدیثِ مرسل کی مثال: امام مسلمؒ کہتے ہیں مجھ سے محمد بن رافع نے ، ان سے حجین نے ان سے لیث نے ، ان سے عقیل نے ، ان سے ابن شہاب زہری (124ھ) (تبع تابعی) نے ان سے سعید بن المسیب تابعی (94ھ) نے روایت کیا ہے کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْ بَیْعِ الْمُزَابَنَۃِ.(مسلم، کتاب البیع، باب 14، حدیث 3958)

حضورؐ نے "درخت پر لگے ہوئے پھل فروخت کرنے سے منع فرمایا "۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس حدیث کی سند میں صحابی کا نام موجود نہیں ہے۔ تابعی حضرت سعید بن مسیّب (94ھ)، براہ راست حضورؐ سے روایت کر رہے ہیں۔

c. المُعضَل :

المُعضَل اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند سے پے درپے، ایک سے زیادہ قوی راوی ساقط ہو گئے ہوں۔ (یعنی جس کی سند سے دو (2) یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہو گئے ہوں)۔

حدیث المعضل کی مثال امام حاکم (405ھ) کی وہ روایت ہے جو انھوں نے مَعرفَة عِلمِ الْحَدِیْث میں قعنبی سے روایت کی ہے۔ اور قعنبیؒ نے امام مالکؒ سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ حضورؐ نے فرمایا:

لِلْمَمْلُوکِ طَعَامُهٗ وَکِسْوَتُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا یُکَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا یُطِیْقُ.

(مؤطا امام مالک، کتاب الاستئذان، باب 16، حدیث 1806)

''اپنے غلام کو اپنی استطاعت کے مطابق کھانا کپڑا دو، اور اس کی استطاعت سے زیادہ کام مت لو''۔

اس حدیث میں امام مالکؒ (179ھ) اور حضرت ابوھریرہؓ (57ھ) کے درمیان دو (2) راوی ساقط ہیں جو محمد بن عجلان اور ان کے والد ہیں۔ اس کا پتہ ہمیں ایک دوسری صحیح سند سے ہوتا ہے۔

d. المُنقَطِع :

المُنقَطِع وہ حدیث ہے، جس کی سند مُتَّصل نہ ہو (یعنی منقطع ہو) حدیث میں، کسی راوی کا نام چھوٹ جائے۔ سند میں سے کسی مقام پر، کسی مبہم شخص کا نام ہو۔

منقطع کی مثال: عبدالرزاق نے امام ثوری سے، انھوں نے ابو اسحٰق سے، انھوں نے زید سے انھوں نے یثیع سے اور انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''یہ (منصب) ابو بکرؓ کے حوالے کر دو، وہ قوی اور امین ہیں''۔ (حاکم)

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس حدیث میں ایک راوی ''شریک''، امام ثوری اور ابواسحٰق کے درمیان ساقط ہے۔ دوسرے لفظوں میں امام ثوری نے اسے ابواسحٰق سے براہِ راست نہیں سنا بلکہ شریک کے واسطے سے سنا۔

سقوطِ خفی کے سبب ضعیف حدیثیں

a. المُدَلَّس: سند کے عیب کو مخفی رکھنے اور ظاہری شکل کو حسین بنا دینے کا نام ''تدلیس'' ہے۔ ایسی روایت کو مُدَلَّس کہتے ہیں۔ اور راوی کو مُدَلِّس۔ تدلیس میں راوی (مُدلِّس) قَالَ اور عَنْ کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ سَمِعْتُ، اور حَدَّثَنی، کے الفاظ استعمال نہیں کرتا۔

تدلیس کی تین بنیادی اقسام

1- تَدْلِیسُ الاِسناد: مُدَلِّس، اپنے استاد سے روایت کرتا ہے، لیکن ایسی حدیث روایت کرتا ہے، جو استاد سے نہیں سنی۔ (بلکہ کسی اور سے سنی) یعنی راوی سند کو بدل دیتا ہے۔

2- تدلیسِ تسویہ: یہ تدلیس کی بدترین قسم ہے۔ راوی سند میں دو ثقہ راویوں کے درمیان موجود 'ضعیف راوی' کو ساقط کر دیتا ہے اور دو ثقہ راویوں کو، ایک محتمل لفظ سے جوڑ دیتا ہے اور پورے سلسلے کو ثقہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

بَقِیَّہ بن الولید ایک مشہور مُدَلِّس راوی تھا۔ جس کے بارے میں کہا گیا۔

اَحَادِیثُ بَقِیَّةٍ ، لَیْسَتْ نَقِیَّةً ، فَکُن مِنهَا تَقِیَّةً

''بقیہ کی احادیث پاک و صاف نہیں ہوتیں۔ ان احادیث سے خود کو بچاؤ''۔

3- تدلیسِ شیوخ: راوی، اپنے شیخ کے معروف نام کے بجائے غیر معروف نام (کنیت) سے روایت کرتا ہے۔ تو اسے '' تدلیسِ شیوخ '' کہتے ہیں۔

مثلاً: ابو بکر بن ابو داؤد سجستانی کے بجائے عبداللہ بن ابی عبدِاللہ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

سقوطِ سند

4- تدلیسِ عَطْف : تدلیسِ عطف ، اس تدلیس کو کہتے ہیں ، جب راوی ، اپنی سند میں ، اپنے شیخ کے علاوہ کسی اور کا نام بھی جوڑ دے ۔ جیسے : حَدَّثَنَا فُلان" وَ فُلان" ۔

5- تدلیسِ سکوت : تدلیس سکوت ، حدیث کی اصطلاح میں ایسی تدلیس کو کہتے ہیں ، جب راوی سَمِعْتُ (میں نے سنا) ، حَدَّثَنَا (ہم سے بیان کیا) اور حَدَّثَنِی (مجھ سے بیان کیا) کے بعد سکوت اختیار کرے ، پھر راوی کا نام لے۔

تدلیسِ سکوت کی مثال: جیسے راوی پہلے أعمَشُ کہے۔ اور پھر کچھ دیر خاموش رہے۔اور پھر راوی کا نام لے۔ایسی صورت میں ، سننے والا یہ تاثر لے سکتا ہے کہ اس نے 'اَعمش' سے سنا ہے ، جبکہ فی الواقعی ایسا معاملہ نہ ہو۔

b. المُرسَل الخَفِي : مرسلِ خفی اس روایت کو کہتے ہیں ، جس میں راوی، ایسے شخص سے روایت کرے ، جو اس کا ،ہم زمانہ، بھی ہو اور ملاقات بھی کر چکا ہو،لیکن اس سے یہ مخصوص روایت سنی نہ ہو۔ تاہم" قَالَ (اس نے کہا) " جیسے الفاظ استعمال کرے۔

حدیثِ مُعَنعَن

مُعَنعَن اُس روایت کو کہتے ہیں ، جس روایت کی سند میں' عَنْ ، عَنْ ' ہو اور سماعت کی صراحت نہ ہو۔اس قسم کی معنعن حدیث،تین (3) شرائط کے ساتھ قبول کی جاتی ہے۔

1. (عن والے) تمام راوی عادل ہوں۔
2. راوی اپنے استاد سے ملا ہو ، جس نے عن کا لفظ استعمال کیا ہے اور راوی کی ملاقات ،استاد سے ممکن ہو۔
3. راوی مُدَلِّس نہ ہو ، یعنی ایسا راوی نہ ہو ، جو شیخ کے عیوب کو چھپاتا ہو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیثِ مُؤَنَّن

مُؤَنَّن اس حدیث کو کہتے ہیں، جس روایت کی سند میں ' اَنَّ اَنَّ ' ہو اور واضح سماعت کی صراحت نہ ہو۔ مثلاً: حدَّثنَا فُلاَن" أنَّ فُلاَناً ، أنَّ فُلاناً ،

حدیثِ مؤنَّن کو بھی حدیثِ مُعَنعَن کی طرح مندرجہ بالا تینوں شرائط کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔

2- طعنِ راوی کے سبب مردود (ضعیف) احادیث

- مُعلّل
- منکر
- متروک
- موضوع

a - حَدیثِ مُعَلَّل

معلّل اس حدیث کو کہتے ہیں، جس میں کوئی مَخفی عِلّت (چھپی ہوئی کمزوری) پائی جاتی ہو۔ اگر چہ کہ بظاہر وہ اس سے پاک نظر آئے۔ یہ اس صورت میں ہوتا ہے۔ جب راوی میں ، طعن کا سبب عموماً ' وھم ' ہو۔

حدیث کے مُعَلَّل ہونے کے لیے دو (2) شرطیں ہیں۔

1۔ علّت کا مخفی اور باریک ہونا۔

2۔ عِلّت کا صِحّتِ حدیث پر اثرانداز ہونا۔

حدیثِ معلّل کی پہچان کا طریقہ

1- اس حدیث کے جملہ ' طُرُق ' کو جمع کیا جائے۔

2- پھر راویوں کے اختلافات پر غور کیا جائے۔ (Cross Examination)

3- پھر تمام راویوں کے حفظ وضبط کا موازنہ کیا جائے۔

4- پھر اس مَعْلُول پر حکم لگایا جائے۔

5- کبھی اسناد کی علت ، مَتن کو بھی مجروح کر دیتی ہے۔

6- کبھی عِلّت ، صِرف اسناد کو مجروح کرتی ہے ، متن صحیح رہتا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

مثلاً عبداللہ بن دینار (127ھ) کے بجائے ، عمرو بن دینار (126ھ) کے نام کے استعمال کا سبب ، راوی کا 'وھم' ہے ۔

b- حدیثِ مُنکَر

" منکر" وہ حدیث ہے ، جس کی سند کا کوئی " راوی "

a- فاش غلطیاں (Blunders) کرتا ہو۔ یا

b- جس میں غفلت کی کثرت ہوتی ہو۔یا

c- نمایاں طور پر فسق (بدعملی) میں مبتلا ہو۔ یا

d- ضعیف راوی، ثقہ راوی کے برعکس روایت کرتا ہو۔

حدیثِ منکر کی ضد " حدیثِ معروف " ہے " معروف " وہ حدیث ہے، جسے ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو۔ یا وہ روایت ہوتی ہے ، جو کسی ضعیف روایت کے خلاف نہ ہو۔

c - حدیثِ مَترُوک

"متروک" وہ حدیث ہوتی ہے، جس کی سند میں کوئی راوی مُتَّھَم بالکَذِب ہو۔یعنی جس پر جھوٹ کا اتہام ہو۔

ایسا راوی ، جو روزمرہ گفتگو میں، جھوٹ کا عادی ہو ، لیکن حدیث میں ظاہر نہ ہوتا ہو۔ یا پھر یہ روایت کسی اور سے مروی نہ ہو اور معلوم اصولوں کے خلاف ہو۔یا پھر کثیر الوہم راوی ہو۔

d- حدیثِ مَوضُوع

"موضوع" اس جھوٹی روایت کو کہتے ہیں ، جو خود گھڑی جائے اور پھر اس کی نسبت حضورؐ سے کر دی جائے۔(نعوذ باللہ) ۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو معاشرے میں پھیلانے سے بچائے۔اور معاشرے میں موجود ، جھوٹی حدیثوں کو پہچاننے اور ان سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین) اس کا ذکر تفصیلاً آگے رہا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

3- ثقہ راویوں سے اِختلاف کے سبب مَردُود (ضعیف) اَحادیث

- شاذ
- مدرج
- مقلوب
- مزید
- مصحف
- مضطرب

a- حدیثِ شاذ: وہ حدیث، جس میں مقبول (ثقہ) راوی ، اپنے سے زیادہ مقبول (ثقہ تر) راوی کی روایت کی مخالفت کرے۔شاذ حدیث کے مقابلے میں "محفوظ حدیث" ہوتی ہے۔

حدیثِ محفوظ کی سند کی مثال:

ابن عُیَیْنَه (198ھ)... عمرو بن دینار (126ھ) ... عوسجه (125ھ).. ابن عباسؓ (68ھ) یہ ایک محفوظ روایت کی سند ہے ، لیکن اس سے ملتی جلتی ایک اور سند ملاحظہ کیجیے۔

حدیثِ شاذ کی سند کی مثال:

حماد بن زید(179ھ)... عمرو بن دینار(126ھ) ..عوسجة(125ھ)

یہ دوسری سند" شاذ " ہے۔ اور غیر محفوظ ہے ۔یہاں صحابی ابن عباسؓ کا نام بھی موجود نہیں ہے۔ چنانچہ یہ سند مرفوع نہیں بلکہ موقوف ہے۔ اگرچہ کہ اس کے بقیہ تمام راوی ثقہ ہیں ۔

> شاذ حدیث ، غیر مقبول (مردود) ہوتی ہے۔

b- حدیثِ مُدرَج : مدرج، اس حدیث کو کہتے ہیں، جس کے سلسلۂ سند یا متن میں (اصل سند یا اصل متن کے علاوہ) کوئی اضافہ کردیا گیا ہو، یعنی جس میں اِدراج (Insertion) ہو۔دوسرے لفظوں میں یہ کہ اس میں کوئی چیز درج کردی گئی ہو۔

حدیثِ مدرج کی دو (2) قسمیں ہیں۔

1- مُدرَجُ المَتْنِ اور 2- مُدرَجُ السَّنَدِ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اِدراج کی تین قسمیں ہیں۔ ابتداء میں ، درمیان میں ، آخر میں

1۔ حدیث کی ابتداء میں اِدراج ، کم ہوتا ہے۔

2۔ حدیث کے درمیان میں اِدراج ، بہت ہی کم ہوتا ہے۔

3۔ حدیث کے آخر میں اِدراج ، اکثر ہوتا ہے۔

c- **حدیثِ مقْلُوب** : مقلوب (Inverted) اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے سلسلہ سند یا متن میں ، تقدیم یا تاخیر سے ایک لفظ کو دوسرے سے بدل دیا جائے۔

مقلُوبُ السَّنَدِ کي مثال : جس میں راوی کا نام الٹ دیا گیا ہو۔

جیسے: کعب بن مرہ کے بجائے مرہ بن کعب ۔

مَقلُوب المَتْنِ کي مثالیں :

1۔لَا تعلَمُ یَمِینُہٗ مَا تُنْفِقُ شِمَالُہٗ کہنا جب کہ صحیح 'لَا تَعْلَمُ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِینُہٗ' ہے.

2۔عَامَّۃ و خَاصَّۃ کو خَاصَّۃ و عَامَّۃ کہہ دینا۔

d- **المزِیدُ فِي مُتَّصِلِ الأسانید**: حدیث کی سند میں، جو بظاہر متصل ہے، کسی راوی کا اضافہ کر دینا المزیدُ فی مُتَّصِلِ الأسانید کہلاتا ہے۔

e۔ **حدیث مُصَحَّف** : اس حدیث کو کہتے ہیں ، جس میں علمِ حدیث کا ایک '' ماہرِفن'' (مُحَدِّث ، عالمِ حدیث) ثقہ راویوں کے کلمات کو لفظی یا معنوی طور پر بدل دیتا ہے۔یعنی ماہرینِ فن، کبھی کاتب کی غلطی کی اصلاح کرتے ہیں،کبھی نقطوں کی تبدیلی کرتے ہیں،اور کبھی حروف کی شکل میں تبدیلی کر دیتے ہیں۔دوسرے لفظوں میں،حدیثِ مصحف ،تصحیح شدہ حدیث ہوتی ہے۔

f- **حدیثِ مُضْطَرِب** : حدیث کی ایسی شکلیں ، جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف اور متعارض ہوں (ٹکراتی ہوں)،جن کو باہم جمع کرنا،یا ایک دوسرے پر ترجیح دینا،ممکن نہ ہو، مُضطَرِب کہلاتی ہیں۔ایسی صورت میں ،متعارض روایات کی سندیں ، ایک ہی درجے کی حامل ہوتی ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَحادیث کی مشترک اَقسام

عالی اِسناد اور نازل اِسناد

عالی سَنَد :

عالی سند ، حدیث کی اس سند کو کہتے ہیں،
جوکم واسطوں سے ہو کر ، حضورؐ (11ھ) تک پہنچتی ہو۔

نا زِل سَنَد :

'نا زِل سنَد' حدیث کی اس سند کو کہتے ہیں ،
جو زیادہ واسطوں سے ہوکر ،حضورؐ (11ھ) تک پہنچتی ہے۔

1- عالی سند کو نازل سند پر فضیلت حاصل ہے۔

2- نازل سند کو عالی سند پر، صرف اس صورت میں افضلیت حاصل ہوگی، جب 'نازل' کے راوی ، عالی کے راویوں سے زیادہ ثِقہ، زیادہ فَقیہ اور زیادہ حافظ و ضابط ہوں۔

چند متفرق اصطلاحات

مَجْهُول راوی

مجہول اُس'' غیرمعروف راوی '' کو کہتے ہیں جس کی

1۔ ذات اور شخصیت کا علم نہ ہو۔

2۔ ذات کا علم ہو ، لیکن صفات کا علم نہ ہو ، یعنی عدالت ، حِفظ اور ضبط کا علم نہ ہو۔

مُبْهَم روایت

مُبْهَم اس روایت کو کہتے ہیں، جس میں راوی کے نام کی صراحت نہ ہو جیسے:
'ایک' ثقہ آدمی نے کہا (نہ معلوم یہ 'ایک' کون ہے؟)

مُبْهَم راوی

مُبْهَم راوی ، اس راوی کو کہتے ہیں ، جس کا نام نہ لیا گیا ہو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

المبتدِع یا مُبتدِع راوی

المبتدِع وہ راوی ہے، جو اہلِ بدعت میں سے ہو ۔بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

1 ۔ بِدعَتِ مُفَسِّقَة

2۔ بِدعَتِ مُكَفِّرَة

بِدعَتِ مُفَسِّقَة کے مرتکب راوی کی روایت، دو (2) شرطوں کے ساتھ قبول کی جاتی ہے۔

1- راوی ، اپنی بدعت کی طرف دعوت دینے والا نہ ہو۔

2- راوی ، ایسی بات کی روایت نہ کرے ، جو اس کی بدعت کی ترویج کا سبب بنے۔

بِدعَتِ مُكَفِّره کے مرتکب راوی کی روایت ، ہرگز قبول نہیں کی جاتی۔

خلاصہ ...... اَحادیث ضعیفہ

1- جو حدیث ، صحیح کی پانچ (5) شرطوں پر پوری نہیں اترتی اور حسن کی چار (4) شرائط پر پوری نہیں اترتی ، وہ ضعیف کہلاتی ہے۔

2- ضعیف احادیث کی کئی قسمیں ہیں۔

(a) سقوطِ ظاہری کے سبب ، یعنی سند کے ٹوٹنے سے حدیث مُعَلَّق ، مُرسَل ، مُعضَل ، اور مُنقَطع ہوجاتی ہے۔

(b) سقوط خفی کے سبب ، حدیث ضعیف ہوکر ، مُدَلَّس یا مُرسَل خفی ہوجاتی ہے۔

(c) طعن راوی کے سبب ، حدیث ضعیف ہوکر ، مُعَلَّل ، مُنکَر ، مَتروک یا مَوضُوع ہوجاتی ہے۔

(d) ثقہ راویوں سے اختلاف کے سبب ، حدیث ضعیف ہوکر ، شاذ یا مُدرَج ، یا مقلوب ، یا مزید ، یا مُصحَّف ، یا مُضطرب ہوجاتی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

● بارہواں باب

جھوٹی حدیثیں

(اَحادیثِ موضوعہ)

(Fabricated Traditions)

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَحادیثِ موضوعہ (جھوٹی حدیثیں)

احادیث موضوعہ سے مراد ، وہ جھوٹی حدیثیں ہیں ، جو لوگوں نے گھڑ کر رسول اللہ ﷺ سے منسوب کر دی ہوں۔ یہ احادیث عوام الناس میں زہر کی طرح پھیل چکی ہیں۔ حدیث کے طالب علم کا، ان سے واقف ہونا ، ان سے خود بچنا ، اُمتِ مسلمہ کو ان سے بچانا اور ان کے مقابل صحیح روایات کو عوام الناس میں عام کرنا نہایت ضروری ہے۔

جھوٹی حدیثیں گھڑنے کا عذاب

رسول اللہ ﷺ نے امّت کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَسَتَرْجُوْنَ اِلٰى قَوْمٍ يُحِبُّوْنَ الْحَدِيْثَ عَنِّى

''لوگو ! اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہو ! ایسے لوگ پیدا ہوں گے ، جو میری احادیث سے محبت کریں گے۔''

فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

''ایسے میں ، جو شخص مجھ سے ایسی باتیں منسوب کرے گا ، جو میں نے نہیں کہیں ، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں کر لے ،

وَمَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْهُ . (مسند احمد)

البتہ جو شخص مجھ سے صحیح بات کو محفوظ رکھتا ہو ، وہ ضرور بیان کرے۔''

سارے جھوٹ ایک درجے کے نہیں ہوتے

سارے جھوٹ ایک درجے کے نہیں ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ سے جھوٹی باتیں منسوب کرنا ، کفر کی اعلیٰ قسم ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَلْکَذِبُ عَلَیَّ لَیْسَ کَکَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ

"مجھ پر جھوٹ باندھنا ، عام آدمی پر جھوٹ باندھنے کے برابر نہیں ہے ،

مَنْ کَذِبَ عَلَیَّ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ . (بخاری ، کتاب العلم)

جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے گا ، وہ اپنا ٹھکانا دوزخ کی آگ میں کر لے۔"

صرف سچی اور صحیح بات روایت کرنے کا حکم

رسول اللہ ﷺ نے تاکید کی ہے کہ صرف وہی حدیث روایت کی جائے ، جو صدق و حق پر مبنی ہو ، جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ سچے اور نیک راویوں سے روایت ہوئی ہو ، جو فی الواقع رسول اللہ ﷺ نے کہی ہو۔ فرمایا:

اِیَّاکُمْ وَکَثْرَةُ الْحَدِیْثِ عَنِّیْ ، فَمَنْ قَالَ عَلَیَّ فَلْیَقُل حَقًّا اَوْ صِدْقًا ،

"روایت میں کثرتِ حدیث سے بچو ! جو شخص مجھ سے روایت کرنا چاہتا ہے ، وہ سچی اور صحیح بات ہی روایت کرے

وَمَنْ یَقُوْلُ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ .

(ابن ماجه ، عن ابی قتادةؓ)

اور جو شخص مجھ سے ایسی بات منسوب کرے گا ، جو میں نہیں کہی تو پھر اُس کو دوزخ میں اپنا ٹھکانا کر لینا چاہیے۔"

جھوٹے کی ایک مثال

آدمی کو یقین ہو کہ وہ صحیح حدیث روایت کر رہا ہے۔ اِسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَدَّثَ عَلَیَّ حَدِیْثًا وَهُوَ یَرٰی اَنَّهٗ کَذِبٌ" فَهُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ .

(مسلم ، تغلیظ الکذب)

"جو شخص مجھ سے حدیث روایت کرتا ہے اور یہ خیال بھی کرتا ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے

www.sirat-e-mustaqeem.com

تو ایسا شخص جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔"

جھوٹوں کے بارے میں پیش گوئی اور ہدایت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سَیَکُوْنُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ اُنَاس" مِنْ اُمَّتِی ، یُحَدِّثُوْنَکُمْ

"آخری زمانے میں میری اُمت میں لوگ پیدا ہوں گے ، جو ایسی احادیث بیان کریں گے ،

بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآءُکُمْ ، فَاِیَّاکُمْ ! وَاِیَّاھُمْ ! . (مسلم)

جنہیں نہ تو تم نے سنا اور نہ تمہارے باپ دادا نے سنا۔

ایسی صورت میں ان حدیثوں سے بھی بچو ! اور اِن احادیث کی روایت کرنے والوں سے بھی بچو ! "

وضعِ حدیث کے اسباب ومحرکات

جھوٹی حدیثوں کے گھڑے جانے کے، مختلف اسباب ومحرکات ہیں،
جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1- سیاسی فرقے " روافض " کا مذہبی فرقے میں بدل جانا۔

2- عام شیعوں کا فضائل ومناقب کی حدیثیں گھڑنا۔

3- شیعوں کے سبّ و شتم کے مقابلے میں "اہلِ سنت" کی طرف سے احادیث کا وضع کیا جانا۔

4- شانِ نبوت میں غلو کرنا۔

5- فقہی اور مسلکی اختلافات کا تحزُّب اور گروہ بندی۔

6- بادشاہوں اور امیروں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حدیثیں گھڑنا۔

7- ترغیب وترہیب یعنی نیکیوں پر رغبت دلانے اور گناہ کے کاموں سے باز رکھنے کے لیے حدیثیں گھڑنا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

8- کم علم زاہد اور جاہل صوفی حضرات نے بھی یہ کام انجام دیا ہے۔

9- شہرت اور مقبولیت کے حصول کے لیے حدیثیں گھڑنا۔

10- عجوبہ پسندی ، گرمیٔ محفل اور سنسنی خیزی پیدا کرنے کے لیے حدیثیں گھڑنا۔

11- قرآن کی تلاوت کی طرف مائل کرنے کے لئے (نیک نیتی سے) وضعِ حدیث۔

12- کلامِ رسول اور کلامِ شیخ میں تمیز سے راوی کی بے احتیاطی۔

13- سند کو خوشنما بنانے کے لئے تدلیس۔

چند مشہور واضعینِ حدیث

محدثین کی کتنی ہی باکمال ہستیاں ایسی گزری ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک قول اور ایک ایک فعل کو دیانت داری سے اگلی نسلوں تک منتقل کیا ہے۔ لیکن کچھ بدکردار ، خبیث ، دَجّال اور کذّاب ایسے بھی گزرے ہیں ، جنہوں نے اپنے جھوٹ کو حدیث بنا کر رسول اللہ ﷺ سے منسوب کیا۔ یہاں چند ایک کا ذکر کیا جارہا ہے۔

1- عبداللہ بن سبا: عبداللہ بن سبا کا باپ یہودی تھا۔ ماں سیاہ فام تھی۔ اس لیے ابنُ السَّوداءِ کے نام سے مشہور تھا۔ خلفائے راشدین کے دور میں یہ بظاہر مسلمان ہوگیا۔ حضرت عثمانؓ کے بارے میں سب سے پہلے اِسی نے غلط باتیں پھیلائیں اور حضرت علیؓ کے بارے میں مبالغہ کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

كانَ عبدُ اللهِ بنُ سَبَا اَوَّلَ مَنْ اَظْهَرَ ذٰلِك (لِسان المیزان . حافظ ابن حجر)

''صحابہ کرامؓ کے خلاف سب سے پہلے محاذ کھولنے والا عبداللہ بن سبا تھا۔''

حافظ ابن حجر ہی نے امام شعبیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ

اَوَّلُ مَنْ كَذَبَ عَبدُ اللهِ بنُ سَبَا

''سب سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹی باتیں منسوب کیں، وہ عبداللہ بن سبا تھا''

www.sirat-e-mustaqeem.com

حدیث گھڑنے والے چند مشہور نام

2- محمدبن سعید الشامی مصلوب۔150ھ میں اس کوعباسی خلیفہ ابوجعفرمنصور نے پھانسی دی۔

3- ابو عصمه نوح ابن مریم ۔خوداس نے اعتراف کیا کہ میں نے مختلف قرآنی سورتوں کے فضائل کے بارے میں حدیثیں وضع کر کے انہیں حضرت ابن عباسؓ سے منسوب کیا ہے۔

4- غلام خلیل عراقی :عابدوزاہدتارک الدنیا تھا۔لوگ اس کی عزت کرتے تھے۔اس کی موت پر بغداد میں دکانیں بند کی گئیں۔ فضائل اذکار و اوراد کی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔اس کی وجہ معلوم کی گئی تو خوداس نے اعتراف کیا '' ہم نے عوام کے دلوں میں رِقّت پیدا کرنے کے لیے یہ حدیثیں وضع کی ہیں'' یہ ان لوگوں میں سے تھا جو نیک نیتی سے یہ مذموم اور ملعون فعل انجام دیا کرتے تھے۔

5- عبدالکریم بن ابی العوجاء مقتول :عباسی خلیفہ مہدی کے زمانے میں 4,000 اَحادیث وضع کرنے کا خوداعتراف کیا، حلال کوحرام اورحرام کو حلال قراردیتا تھا۔
اس کومحمد بن سلیمان بن علی امیرِ بصرہ نے قتل کیا۔

6- غیاث بن ابراهیم النخعی کوفی : اس نے عباسی خلیفه مهدی کوخوش کرنے کے لیے متعدد حدیثیں گھڑیں۔خلیفہ مہدی کا دورِحکومت 158ھ تا 168ھ ہے۔

7- مغیره بن سعید عجلی الکوفی:
خالدبن عبداللہ القسری والیٔ کوفہ نے اسے اوراس کے ساتھیوں کوقتل کیا۔

8- جعد بن درهم :
124ھ میں عیدالاضحیٰ کے دن ، اس کو خالد بن عبداللہ القسری والیٔ کوفہ نے قتل کیا۔

9- مامون بن احمد الهروی :اس نے امام شافعیؒ کے خلاف احادیث وضع کیں۔

10- بیان بن سمعان مهدی مقتول الزندیق :
پہلے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر نبوت کا۔ پھر خدائی کا۔حلول کاعقیدہ سب سے پہلے اسی نے ایجاد

www.sirat-e-mustaqeem.com

کیا۔ بیان الزندیق کے نام سے مشہور ہے۔اس کو خالد بن عبداللہ قسری والیٔ کوفہ نے قتل کیا۔

11- مُقَاتل بن سلیمان بلخی :

عباسی خلیفہ مہدی کو مُقَاتل نے یہ پیش کش کی تھی کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں بنو عباس کی فضیلت میں حدیثیں وضع کروں۔

12- احمد بن یعقوب :

اس نے اموی خلیفہ عبدالملک کے زمانے (65ھ۔86ھ) میں حدیثیں گھڑیں۔

13- عبداللہ بن محمد :

یہ ایک حدیث کی سند کو ، دوسری حدیث کے متن سے جوڑ دیتا تھا۔

14- ابی الھزم یزید بن سفیان البصری :

عبدالدینار تھا۔یہ ایک درہم کے عوض پچاس حدیثیں وضع کیا کرتا تھا۔

15- ابو البختری کذّاب قاضی :

اس نے عباسی خلیفہ ہارون الرشید کو یہ جھوٹی حدیث سنائی تھی کہ ''نبی کریم ﷺ کبوتر اڑایا کرتے تھے''۔ ہارون الرشید کا دورِ حکومت 170ھ تا 194ھ ہے۔

16- میسرۃ بن عبداللہ عراقی

17- وھب بن وھب القاضی

18- عبدالرحمٰن بن زیدبن اسلم۔

19- ابن ابی یحییٰ مدنی

20- ابو داؤد سلیمان بن عمر النخعی

21- عمرو بن عبید المعتزلی (143ھ)

22- محمد بن سائب الکلبی (146ھ)

23- احمد بن الحسن بن ابان المصری .

www.sirat-e-mustaqeem.com

روافض (غالی شیعوں) کی کارستانیاں

روافض یا رافضی ، غالی اور انتہا پسند شیعوں کو کہتے ہیں۔ان لوگوں نے جھوٹی حدیثیں گھڑ گھڑ کر عوام میں پھیلائیں۔ معتدل شیعہ بھی ان سے پناہ مانگتے تھے۔

- رافضیوں کے بارے میں حضرت عامر شعبیؒ کا قول:

حضرت عامرؒ شعبی (المتوفی 104ھ) پہلے رافضیوں کے امام تھے ، توبہ کے بعد فرمایا: ''اگر میں حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے لیے حدیث وضع کروں تو یہ لوگ میرے غلام ہو جائیں ، میرے گھر کو سونے سے بھر دیں ، یا میرے گھر کا طواف کریں ، مگر خدا کی قسم ! یہ کام میں ہرگز نہیں کروں گا۔'' (منهاج السنة)

- روافض کے بارے میں حضرت امام شعبیؒ کا دوسرا قول:

''روافض اللہ کے لیے اسلام نہیں لائے تھے ، بلکہ اللہ سے بغاوت اور انتقام کے لیے مسلمان ہوئے تھے۔ یہ سخت بے دین اور زندیق تھے۔''

- روافض کے بارے میں امام مالکؒ کا قول:

حضرت امام مالکؒ (م179ھ) روافض کے بارے میں ایک سوال پر کہتے ہیں:

لَا تَکَلَّمُهُمْ وَ لَا تَرْوِ عَنْهُمْ ، فَاِنَّهُمْ يَكْذِبُوْنَ . (ميزان الاعتدال)

''ان رافضیوں سے نہ تو بات کرو ! اور نہ روایت ! کیوں کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔''

- روافض کے بارے میں حضرت امام شافعیؒ کا قول:

روافض کے بارے میں حضرت امام شافعیؒ (المتوفی 204ھ) فرماتے ہیں۔

مَا رأَيتُ فِيْ اَهْلِ الْهَوىٰ قَوماً اَشْهَدُ بِالزُّوْرِ مِنَ الرَّافِضَةِ . (منهاج السنة)

''میں نے اہل بدعت میں سے کسی گروہ کو ، روافض سے زیادہ جھوٹی گواہی دینے والا نہیں دیکھا۔''

www.sirat-e-mustaqeem.com

- روافض کے بارے میں علامہ خلیلیؒ اپنی کتاب الارشاد میں لکھتے ہیں:

وَضَعَتِ الرَّافِضَةُ فِیْ فَضَائِلِ عَلِیٍّ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ نَحْوَثَلٰثَ مِائَةَ اَلْفِ حَدِیْثٍ . (السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی)

”رافضیوں نے حضرت علیؓ اور اہلِ بیت کے فضائل میں تقریباً تین لاکھ حدیثیں وضع کیں۔“

- شریک بن عبداللہ القاضی ، خود شیعہ تھے ، لیکن روافض (انتہا پسند شیعوں) کے بارے میں کہا:

اِحْمَلِ الْعِلْمَ عَنْ کُلِّ مَنْ لَقِیْتَ اِلَّا الرَّافِضَةِ ، فَاِنَّهُمْ یَصْنَعُوْنَ الْحَدِیْثِ وَیَتَّخِذُوْنَهٗ دِیْنًا (منهاج السنة)

”ہر شخص کی روایت جس سے تمہاری ملاقات ہو قبول کر سکتے ہو ، سوائے رافضیوں کے ، کیوں کہ وہ احادیث وضع کرتے ہیں اور پھر انہیں اپنا دین بنا لیتے ہیں۔“

عام شیعوں نے بھی جھوٹی حدیثیں گھڑیں

روافض کے علاوہ ، عام شیعوں نے بھی حدیثیں گھڑیں۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اختلاف ایک سیاسی اختلاف تھا۔ عقیدے کا اختلاف نہیں تھا ، لیکن بد قسمتی سے اسے عقیدے کا اختلاف بنا دیا گیا ، جس کے نتیجے میں امّتِ مسلمہ کے اندر چالیس سے زیادہ فرقے وجود میں آگئے۔ جیسے علوی ، جعفری ، بوہری ، آغا خانی ، اسمٰعیلی وغیرہ وغیرہ۔ جھوٹی حدیثوں کے لیے عراق مرکز تھا۔ جہاں شیعوں کی اکثریت تھی۔ امام مالکؒ نے اسے دارالضرب قرار دیا۔ دارالضرب اُس جگہ کو کہتے ہیں ، جہاں سکے ڈھالے جاتے ہیں۔

- عراق کے بارے میں امام مالکؒ کے استاد امام ابن شہاب زہری (م 124ھ) کا قول:

یَخْرُجُ الْحَدِیْثُ مِنْ عِنْدِنَا شِبْرًا فَیَرْجِعُ اِلَیْنَا مِنَ الْعِرَاقِ ذِرَاعًا .

(السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی)

”ہمارے یہاں (مدینے) سے حدیث ایک بالشت کی نکلتی ہے اور جب عراق سے ہو کر لوٹتی ہے تو ایک گز کی ہو جاتی ہے۔“

www.sirat-e-mustaqeem.com

مشہور شیعہ عالم ابن ابی الحدید خود "شرح نھج البلاغة" میں لکھتے ہیں:

"خوب جان لیجیے کہ فضائل و مناقب پر مشتمل احادیث میں ، اصل جھوٹ شیعوں کی جانب سے آیا ہے"۔(السنةُ و مکانتها فی التشریع الاسلامی)۔

● **حضرت علیؓ کے مناقب میں جھوٹی حدیثیں:**

رافضیوں نے اور شیعوں نے حضرت علیؓ کی شان میں مبالغہ آرائی کرتے ہوئے جھوٹی حدیثیں گھڑیں۔ پانچ (5) مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

1- مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِیْ عِلْمِهٖ ، وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَهْمِهٖ وَفِی اِبْرَاهِیْمَ فِیْ حِلْمِهٖ ، وَاِلٰی مُوْسٰی فِیْ هَیْبَتِهٖ ، وَاِلٰی عِیْسٰی فِیْ عِبَادَتِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیٍّ . (الآلی المصنوعة)

"جو حضرت آدمؑ کا علم ، حضرت نوحؑ کا فہم ، حضرت ابراہیمؑ کی بردباری ، حضرت موسیٰؑ کا جلال اور حضرت عیسیٰؑ کی عبادت دیکھنا چاہتا ہے ، وہ حضرت علیؓ کو دیکھے۔"

2- حُبُّ عَلِیٍّ حَسَنَةٌ" ، لَا یَضُرُّ مَعَهَا سَیِّئَةٌ" ،

"حضرت علیؓ کی محبت ایسی نیکی ہے ، جس کے ساتھ کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا"

وَ بُغْضُهٗ سَیِّئَةٌ" ، لَا یَنْفَعُ مَعَهَا حَسَنَةٌ" .

اور حضرت علیؓ سے بغض ایسا گناہ ہے ، جس کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔"

3- لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ، اِنَّهٗ عَلِیٌّ" . (فتاوی ابن تیمیه)

"ہر قوم کے لیے ایک ہادی یعنی رہبر ہے اور وہ علیؓ ہے۔"

● **غدیرِ خم والی حدیث موضوع (جھوٹی) ہے:**

شیعوں کی طرف سے گھڑی گئی جھوٹی حدیثوں میں غدیرِ خم والی حدیث بھی ہے ، جس کے مطابق حجۃ الوداع سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

www.sirat-e-mustaqeem.com

4- هٰذَا وَصِیّ" وَاَخِیّ وَالْخِلَیْفَةُ مِنْ بَعْدِی ، فَاسْمَعُوْا لَهٗ ! وَاَطِیْعُوْا !

(موضوعات کبیر ، السنة و مکانتهانی التشریع الاسلامی)

"یہ علیؓ میرا وصی ہے ، بھائی ہے ، میرے بعد خلیفہ ہے ، تم اس کی بات سنو ! اور اطاعت کرو!"

5- نَاد عَلِیًا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدُهٗ لَکَ عَوْنًا فِی النَّوائِبِ فِیْ کُلِّ غَمٍّ وَ هَمٍّ

"مظهر العجائب علیؓ کو پکارو ! تم اُن کو مشکلات اور پریشانیوں میں مددگار پاؤ گے۔"

(موضوعات کبیر ، ملا علی قاری)

<u>حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منسوب ایک جھوٹ:</u>

"ایک فتنہ آنے والا ہے ، تم میں سے جو بھی اس وقت موجود ہے ، وہ دو چیزوں کو اختیار کرے۔

(1) اللہ کی کتاب اور

(2) حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو ، کیوں کہ میں (ابن عباسؓ) نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ اور آپ اس پر میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ "علیؓ پہلا آدمی ہے ، جو مجھ پر ایمان لایا اور وہ پہلا آدمی ہوگا ، جو مجھے قیامت کے دن مصافحہ کرے گا۔ وہ اس امت کا فاروق ہے ، جو حق و باطل کے درمیان فرق کرے گا۔"

اہل سنتِ اور وضعِ حدیث

جب شیعوں نے جھوٹی حدیثوں کا چلن عام کر دیا ، صحابہؓ پر لعن طعن شروع کی تو بعض اہل سنت نے بھی جواباً صحابہؓ کی شان میں جھوٹی حدیثیں گھڑنی شروع کیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

- <u>خلفائے راشدین کے بارے میں جھوٹی احادیث:</u>

(1) اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قِیْلَ لِأَبِیْ بَکْرٍ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ شِئْتَ

(الاباطیل والمناکیر ، اللالی المصنوعه)

"قیامت کے دن، ابوبکرؓ سے کہا جائے گا: تم جس کو چاہو جنت میں داخل کر سکتے ہو۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

(2) اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَكْرَهُ فِي السَّمَاءِ اَنْ يُّخْطَأَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ فِي الْاَرْضِ . (الاباطيل والمناكير ، اللآلى المصنوعة)

''آسمان پر اللہ کو ناپسند ہے کہ ابوبکرؓ صدیق سے زمین پر کوئی غلطی سرزد ہو۔''

(3) اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى اَحَدِ اَرْكَانِ الْحَوْضِ وَ عُمَرُ . (تذكرة الموضوعات للمقدسى)

''قیامت کے دن ، حضرت ابوبکرؓ حوض کوثر کے ایک رکن پر ہوں گے اور حضرت عمرؓ دوسرے پر۔''

(4) مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ اِلَّا مَكْتُوْبٌ عَلٰى كُلِّ وَرَقَةٍ مِنْهَا : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، اَبُوبَكْرِ الصِّدِّيْقِ ، وَ عُمَرُ الْفَارُوْقُ ، و عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَيْن . (الآلى المصنوعه)

''جنت کے ہر درخت کے ایک ایک پتے پر لکھا ہوا ہے ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ، ابوبکرؓ صدیق ، عمر فاروقؓ ، عثمانؓ ذوالنورین۔''

(5) عَلَى الْعَرْشِ مَكْتُوْبٌ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ ، عُمَرُ الْفَارُوْقُ ، عُثْمَانُ الشهيد ، عَلِيُّ الرِّضٰى .

(الآلى المصنوعة ، جلال الدين سيوطىؒ)

''عرش پر لکھا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ، ابوبکرؓ صدیق ، عمرؓ فاروق ، عثمانؓ شہید ، علیؓ الرضیٰ۔''

● **حضرت معاویہؓ کی منقبت میں جھوٹی احادیث:**

(1) يُبْعَثُ مُعَاوِيَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ مِنْ نُوْرِ الْاِيْمَانِ .

''قیامت کے دن معاویہؓ اس طرح اُٹھائے جائیں گے کہ ان کے اوپر نورِ ایمان کی چادر ہوگی۔''

www.sirat-e-mustaqeem.com

(2) اَلْاُمَنَاءُ عِنْدَ اللّٰهِ ثَلَاثَة ، اَنَا وَ جِبْرِيْلُ وَ مُعَاوِيَةُ . (اللالی المصنوعة)

"اللہ کے نزدیک تین اشخاص مامون ہوں گے ، میں ، جبریلؑ اور معاویہؓ ۔"

(3) اَنْتَ مِنِّي يا مُعَاوِيَةُ ! وَاَنَا مِنْکَ . (السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی)

"اے معاویہؓ ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے۔"

(4) لَا اَفْتَقِدُ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا مُعَاوِيَةَ ، فَيأْتِيْ اٰنِفًا بَعْدَ وَقْتٍ ، فَاَقُوْلُ : مِنْ اَيْنَ يَا مُعَاوِيَةُ ؟ فَيَقُوْلُ مِنْ عِنْدَ رَبِّ الْعِزَّةِ يُحَيِّينِي وَيعلقنیٰ بِيَدِهِ ، وَيَقُوْلُ لِي : هٰذَا ممانيل مِنْ عِرْضِکَ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا .

(اللالی المصنوعة)

"میں جنت میں صرف معاویہؓ کو نہ پاؤں گا ، کچھ دیر بعد جب وہ لوٹ کر آئیں گے ، تو میں پوچھوں گا: معاویہؓ کہاں سے آرہے ہو؟ وہ کہیں گے: رب العزت کے پاس سے ، وہ میرا خیر مقدم کررہا تھا اور مجھے چمٹا رہا تھا اور مجھ سے کہہ رہا تھا: "دنیا میں جو تمہاری عزت میں کمی کی گئی ، یہ اس کا صلہ ہے۔"

تنبیہ : ان چند جھوٹی روایات سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ دیگر صحیح اور حسن روایات میں ، خلفائے راشدین حضرت معاویہؓ اور دیگر صحابہؓ کے بارے میں جو مناقب بیان کیے گئے ہیں ، وہ غلط ہیں۔

شانِ نبوت ﷺ میں غلو کی وجہ سے گھڑی گئیں جھوٹی حدیثیں

شانِ نبوت ﷺ میں غلو اور انتہا پسندی بھی ایک بنیادی وجہ تھی ، جس کے نتیجے میں جھوٹی حدیثیں گھڑی گئیں۔ یہاں چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

(1) نور محمد ﷺ کے بارے میں جھوٹی حدیث:

اِنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ ﷺ خُلِقَ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ .

(الاثار المرفوعة فی اخبار الموضوعة ، ملا علی قاریؒ)

''یقیناً محمد ﷺ کا نور ، اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔''

(2) رسول اللہ ﷺ کے پسینے کے بارے میں جھوٹی حدیث:

لِمَا اُسْرِیٰ بِی اِلَی السَّمَاءِ سَقَطَ مِنْ عَرَقِیْ فَنَبَتُ مِنْهُ الْوَرْدُ

(میزان الاعتدال و غیرہم)

''جب مجھے معراج کے لیے آسمان پر لے جایا گیا تو میرا پسینہ ٹپکا اور اس پسینے سے گلاب پیدا ہوا۔''

(3) رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کے بارے میں جھوٹی حدیث:

اَخَذْتُ مِنْ لِحْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : لَا يُصِيْبُکَ الشَّرُّ .

(تذکرة الموضوعات للمقدسی)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کا بال لیا تو آپؐ نے فرمایا: تمہیں برائی لاحق نہ ہوگی۔''

(4) رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جھوٹی حدیث:

كُنْتُ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ . (فتاوٰی ابن تیمیه)

''میں اُس وقت بھی نبی تھا ، جب حضرت آدمؑ ابھی پانی اور مٹی کے مرحلے میں تھے۔''

(5) رسول اللہ ﷺ کی تخلیق کے بارے میں جھوٹی حدیث:

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاکَ . (موضوعات کبیر)

''اگر آپ ﷺ نہ ہوتے ، تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔''

(6) ختمِ نبوتؐ کے بارے میں جھوٹی حدیث:

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْن ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ . (الاباطیل والمناکیر)

''میں خاتم النبیین ہوں ، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ، مگر یہ کہ اللہ چاہے۔''

www.sirat-e-mustaqeem.com

(7) انگلیوں کے چومنے کے بارے میں جھوٹی حدیث:

مؤذن کے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کہتے وقت جو شخص کہے : اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَّسُوْلُهٗ رَضیت بِاللّٰهِ رَبًّا و بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِمُحَمَّدٍ علیه السلام نَبِیًّا اور شہادت کی انگلیوں کو چوم کر ان کے باطنی حصے کو اپنی آنکھوں میں پھیرے تو ایسا شخص میری شفاعت کا حق دار ہوگا۔ (موضوعات کبیر)

فقہی اختلافات میں انتہا پسندی کی وجہ سے گھڑی گئی حدیثیں

تیسری صدی ہجری کے بعد ، جب لوگ شخصی تقلید میں گرفتار ہوئے تو اپنے اپنے امام اور اپنے اپنے امام کے فتوؤں کے بارے میں ، اس قدر انتہا پسندی کا شکار ہو گئے کہ اس تعصب اور تحزُّب نے انہیں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے جرم سے بھی باز نہ رکھا۔

- فقہی تعصّبات کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل جھوٹی حدیثیں ملاحظہ فرمایئے:

(1) مَنْ قَرَأَ خَلْفَ الْإِمَامِ عَلٰی فُوه نَارًا . (تذکرہ الموضوعات للمقدسی)

”جس نے امام کے پیچھے قرأت کی ، اُس کا منہ آگ سے بھرا جائے گا۔“

(2) مَنْ رَّفَعَ یَدَیْهِ فِیْ الرُّکُوْعِ فَلَا صَلٰوۃَ لَهٗ . (اللالی المصنوعة)

”جس نے رکوع میں ہاتھ اُٹھایا ، اُس کی کوئی نماز نہیں ہوگی۔“

(3) أَمَّنِی جِبْرَیْلُ عِنْدَ الْکَعْبَةِ وَجَهَرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ .

(السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی)

”حضرت جبریلؑ نے خانۂ کعبہ کے پاس ، میری امامت کی ، تو بِسْمِ اللّٰه زور سے پڑھی۔“

www.sirat-e-mustaqeem.com

● امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے بارے میں جھوٹی حدیثیں :

(1) يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ رَجُل" يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ حَنِيْفَة ، هُوَ سِرَاجُ اُمَّتِيْ .

(اللالی المصنوعة)

''میری اُمت میں ایک شخص ہوگا ، جسے ابوحنیفہؒ کہا جائے گا ، وہ میری امت کا چراغ ہوگا۔''

(2) وَ يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ رَجُل" يُقَالُ لَهٗ اِدرِيْسُ ،

''میری امت میں ایک شخص ادریس (امام شافعیؒ) نامی ہوگا ،

اَضَرُّ عَلٰى اُمَّتِيْ مِنْ اِبْلِيْس .

یہ شخص میری امت کے حق میں ، شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔''

خلفاء کی خوشنودی اور مالی مفادات کے حصول کے لیے جھوٹی حدیثیں

بادشاہوں اور امیروں کو خوش کرنے کے لیے اور اُن سے مالی مفادات حاصل کرنے کے لیے دنیا پرستوں نے رسول اللہ ﷺ کے نام پر جھوٹی حدیثیں گھڑیں۔

اس سلسلے کی چند جھوٹی روایات ملاحظہ فرمائیں:

(1) غیاث بن ابراہیم النخعي الکوفی ، عباسی خلیفہ مہدی کا ایک دنیا پرست درباری تھا۔اُس نے دیکھا کہ خلیفہ کے ہاتھ میں ایک حمام (کبوتر) ہے۔اُس نے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں أو جناح (یا پھر پرندہ) کا اضافہ کیا۔وہ خلیفہ سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ کا یہ شوق، حدیث کے عین مطابق ہے۔حدیث میں تین چیزوں میں مسابقت کی اجازت دی گئی ہے ، اس نے خلیفہ کو خوش کرنے کے لیے چوتھی چیز کا اضافہ کر دیا۔

لَا سَبَقَ اِلَّا فِيْ نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ (أَوْ جَنَاحٍ) .

(نزهة النظر فی شرح نخبة الفکر)

''مسابقت جائز نہیں ہے ، مگر صرف نیزہ بازی میں ، اونٹ یا گھوڑے کی دوڑ میں (یا پھر

www.sirat-e-mustaqeem.com

پرندوں میں)''

(2) احمد بن یعقوب ، اموی خلیفہ عبدالملک کے پاس حاضر تھا ، دربار میں خربوزہ لایا گیا۔ اس آدمی نے خربوزے کے بارے میں فوراً ایک حدیث گھڑی اور بیان کی۔

بطیخ قَبلَ الطَّعَامِ یَغسِلُ البَطْن غَسْلًا وَیَذْهَبِ الدَّاءَ اَصْلًا .

''کھانے سے پہلے خربوزہ پیٹ کو بالکل صاف کر دیتا ہے اور بیماری کو بالکل ختم کر دیتا ہے۔''

جھوٹی حدیث سنانے پر خلیفہ عبدالملک نے احمد کو ایک لاکھ درہم دیے۔　　(میزان الاعتدال)

(3) عباسی خلفاء کو خوش کرنے کے لیے بھی حدیثیں گھڑی گئیں۔ ایک مثال ملاحظہ فرمایئے:

اِذَا کَانَ سَنَة خَمْسٍ وَّ ثَلٰثِیْنَ و مَائِة فَهِیَ لَکَ وِلوَلَدِکَ السَّفَّاح وَالْمَنْصُورِ وَالْمَهْدِیِّ .　　(السنة و مکانتها فی التشریع الاسلامی)

''جب ایک سو پینتیس واں سال ہو تو (اے عباسؓ !) یہ سال تمہارا ہوگا یہ (سال) تمہاری اولاد سفاح ، منصور اور مہدی کا ہوگا۔''

(4) اسی طرح کے ایک خوشامد پسند مفاد پرست مقاتل بن سلیمان بلخی نے عباسی خلیفہ مہدی سے کہا: ''اگر آپ مناسب سمجھیں تو آلِ عباس کے لیے حدیثیں گھڑوں۔'' خلیفہ مہدی نے کہا: ''اس کی ضرورت نہیں''　　(تدریب الراوی)

(5) ایک دنیادار مفاد پرست ابی الهزم یزید بن سفیان البصری تھا ، جو بصرے کی مسجد میں پڑا رہتا تھا۔ کوئی اُسے ایک درہم دیتا تو اُس کے لیے پچاس حدیثیں گھڑتا۔ (الاباطیل والمناکیر)

ترغیب وترہیب کے لیے وضع حدیث

بعض لوگ ترغیب وترہیب کے لیے جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے ، جو نیک نیتی سے یہ بُرا کام کیا کرتے تھے۔ اس طرح کے لوگوں میں ایک شخص غلام خلیل کوفے میں تھا۔ یہ زاہد ، عابد ، متقی اور گوشہ نشین شخص تھا۔ یہ ظاہری شکل وصورت کی وجہ سے عوام میں مقبول تھا

www.sirat-e-mustaqeem.com

۔جب مرا تو عراق کے لوگوں نے بازار بند کر دیے۔

(قانون الموضوعات و الضفعاء ، محمد طاهر بن علی)

اس شخص نے فضائلِ اَوراد و وظائف کی احادیث گھڑیں۔خود اعتراف کیا:

''میں نے ان احادیث کو اس لیے وضع کیا ہے ، تا کہ لوگوں کے دل رقیق (نرم) ہو سکیں۔''

(1) ایک ڈھیٹ جھوٹا:

مسجد رصافہ میں ایک جھوٹا واعظ تھا۔اور تھا بھی بہت ڈھیٹ۔ایک مرتبہ منبر پر واعظ کر رہا تھا۔مسجد میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت یحیٰی بن مَعین جیسے بزرگ محدث موجود تھے۔اُس نے ان دو بزرگوں کے نام سے جھوٹی حدیث سنائی۔

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنبَل وَيَحْيٰى بِنْ مَعِيْنُ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاق عَنْ قَتَادہ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَلَقَ اللّٰهُ ، مِنْ كُلِّ كَلِمَةٍ طَيْرًا ، مِنْقَارُهُ مِنْ ذَهَبٍ ، وَرِيْشَهُ مِنْ مَرْجَان .

(جامع الاصول ابن اثیر)

''جس نے لَا اِلٰہ الا اللّٰہ کہا تو اللہ اُس کے ہر کلمے سے ایک چڑیا پیدا کرے گا ، جس کی چونچ سونے کی اور بال و پر مرجان کے ہوں گے۔''

وعظ کے بعد ان بزرگوں نے مل کر اُس سے پوچھا کہ ہم نے تو تم سے کوئی روایت نہیں کی ، تم کیوں ہمارا نام استعمال کر رہے ہو؟ اُس ڈھیٹ نے فوراً کہا: کہ اب دنیا میں صرف ایک احمد بن حنبل ہے؟ اور ایک یحیٰی بن مَعین ہے؟

(2) عاشورا کے روزے کی ترغیب کے لیے جھوٹی حدیث:

مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عِبَادَة سِتِّين سَنَة .

(المنار المنيف ، لابن القيم الجوزی)

''جس نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا ، اللہ اُس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت لکھے گا۔

(معلوم ہونا چاہیے کہ اس روایت کا راوی حبیب کذّاب ہے)

www.sirat-e-mustaqeem.com

زھد وتصوف کے سبب وضعِ حدیث

بعض لوگ نہایت زاہد وعابد تھے ، لیکن علمِ حدیث میں بہت کمزور تھے۔صحیح احادیث اور ضعیف وموضوع اَحادیث میں امتیاز کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے ۔ یہ بہت ساری بے سند کمزور روایتیں لوگوں میں عام کیا کرتے تھے۔چنانچہ بڑے علماء نے ان کے علم کو ہمیشہ تشکیک کی نظر سے دیکھا۔چند محدثین کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن تابعی استاد امام مالکؒ (المتوفی 133ھ) کا قول:

''ہمارے بہت سے بھائی وہ ہیں ، جن کی دعاؤں کی برکت کے ہم امیدوار ہیں ، لیکن کسی معاملے میں شہادت دیں تو ہم ان کی شہادت قبول نہ کریں۔'' (الکفایۃ فی علم الروایۃ)

حضرت امام مالکؒ (المتوفی 179ھ) کا قول:

''میں نے ان (مسجدِ نبوی کے) ستونوں کے نزدیک ستر راویوں کو پایا ، مگر ان سے حدیث نہیں لی ، اگر چہ ان کو بیت المال کا امین بنا دیا جاتا تو وہ امانت دار ثابت ہوتے ، مگر وہ اس عظیم کام (روایتِ حدیث) کے اہل نہ تھے۔'' (الکفایۃ)

حضرت یحییٰ بن سعید القطان (المتوفی 198ھ) کا قول:

''میں ایک لاکھ دینار کی امانت کے لیے جس آدمی کو صحیح سمجھتا ہوں ، ایک حدیث کے لیے اس کو امین نہیں سمجھتا۔'' (الکفایۃ) یعنی یہ آدمی مال ودولت کے بارے میں تو امانت دار ہے ، لیکن علمِ حدیث میں اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

امام جلال الدین سیوطیؒ کا قول:

اَلْوَاضِعُوْنَ اَقْسَامٌ ، اَعْظَمُهُمْ ضَرَرًا قَوْمٌ يَنْسِبُوْنَ اِلَى الزُّهْدِ وَضَعُوْهُ حِسْبَةً . (تدریب الراوی)

''حدیث گھڑنے والوں کی مختلف قسمیں ہیں ، مگر ان میں سے زیادہ نقصان پہنچانے والے وہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

لوگ ہیں ، جن کو زاہد سمجھا جاتا ہے ، جو اجر اخرت کی نیت سے حدیث گھڑتے ہیں۔"

فقیروں اور صوفیوں کے لیے دو جھوٹی حدیثیں:

(1) اَلْجُلُوْسُ مَعَ الْفُقَرَاءِ بِالتَّواضِعِ هُوَ اَفْضَلُ الْجِهَادِ . (كَشفُ الْخِفَاء)

"فقراء کے ساتھ عاجزی اختیار کرتے ہوئے بیٹھنا ، افضل جہاد ہے۔"

(2) اَلسَّلاَمَةُ فِى الْعُزْلَةِ . (المقاصد الحسنة)

"گوشہ نشینی میں عافیت ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کو صوفی ثابت کرنے کے لیے جھوٹی حدیث:

(3) حَضرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَجلِس فُقَرَاء وَ رَقَصَ حَتّٰى شَقَّ قَمِيصَهٗ

(موضوعات کبیر)

"رسول اللہ ﷺ ، فقراء کی مجلس میں تشریف لے آئے اور (نعوذ باللّٰہ) رقص کیا ، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی قمیض پھاڑ لی۔"

اولیاء اور صوفیاء کے مختلف درجات کے ثبوت کے لیے جھوٹی حدیثیں:

اہل تصوف نے اپنے بزرگوں کو مختلف درجات میں تقسیم کیا۔ اُنہیں مختلف نام دیے ، پھر ان ناموں کو نعوذ باللّٰہ ، رسول اللہ ﷺ سے منسوب جھوٹی حدیثوں میں سند عطا کی۔

چنانچہ مشہور محدث حضرت ابن قیم الجوزیہ (المتوفی 751ھ) فرماتے ہیں:

(4) اَحَادِيْثُ الْاَبْدَالِ وَالْاَقْطَابِ وَالْاَغْوَاثِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْاَوْتَادِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ". (المنار المنيف)

"(صوفیاء کی مختلف قسموں یعنی) ابدال ، قطب ، غوث ، نقیب ، نجیب اور اوتاد کے بارے میں بیان کردہ تمام احادیث باطل ہیں۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

(5) اَلْأَبْدَالُ فِي هٰذِهِ الْاُمَّةِ ثَلٰثُوْنَ ، مِثْلَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ .

''حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح ، اس اُمت میں تیس ابدال ہیں۔''

مشہور محدث علامہ سخاویؒ (المتوفیٰ 902ھ) کہتے ہیں:

اَلْاَبْدَالُ لَهٗ طُرُقٌ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ .

(المقاصد الحسنة)

''ابدال کے بارے میں ، مختلف طرق سے کئی مرفوع روایتیں پائی جاتی ہیں ، جو حضرتِ انسؓ تک پہنچتی ہیں ، لیکن یہ تمام کی تمام ضعیف ہیں۔''

خرقۂ صوفیہ کے بارے میں جھوٹی احادیث:

صوفیہ کے خرقے کے بارے میں بھی حدیثیں گھڑی گئیں۔مشہور محدث علامہ سخاویؒ کہتے ہیں:

لَيْسَ الْخِرْقَةِ الصُّوْفِيَّةِ وَكَوْنَ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ الْبسها مِنْ عَلِيٍّ .

(موضوعات کبیر)

''نہ تو خرقۂ صوفیہ کا وجود ہے ، اور نہ کبھی حضرت علیؓ نے حضرت حسنؒ بصری کو خرقہ (پھٹا ہوا چوغا) پہنایا تھا۔''

لَا تَطْعَنُوْا عَلٰى اَهْلِ التَّصَوُّفِ وَالْخِرَقِ .　　　　(کشف الخفاء)

''اہلِ تصوف اور اہلِ خرقہ پر طعن نہ کرو !''

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

حصولِ شہرت ومقبولیت کے لیے وضع حدیث

ایک زمانے میں محدث کی عزت ہوا کرتی تھی ، یہ لوگ مرجع خلائق ہوتے تھے ، لوگ سفر کر کے اُن سے احادیث سیکھنے کے لیے دور دراز سے آتے۔ ان سے حسد کی وجہ لوگ سستی شہرت کے لیے حدیثیں گھڑتے۔

(1) ایک (بظاہر دین دار) آدمی نے چودہ حدیثیں گھڑیں ، پھر یہی لوگوں کو سنایا کرتے تھا۔ پھر ایک اور حدیث گھڑی ، اس طرح پندرہ ہوگئیں۔ کسی نے پوچھا: یہ حدیثیں کہاں سے ہاتھ آئیں؟ (گھر بیٹھے) فرمایا: مِنْ رِزْقِ اللهِ عزّوجلّ "یہ تو رزق خداوندی ہے"۔

(الكفاية فى علم الرواية)

(2) مَيْسَرَةُ بنُ عبد رَبِّهٖ ایک وَضّاع (بہت بڑا گھڑنے والا) تھا ، لیکن عوام میں اس قدر مقبول تھا کہ اس کی موت پر اہلِ بغداد نے سوگ میں بازار بند کر دیئے۔ (تدریب الراوی)

سنسنی خیزی پھیلانے کے لیے جھوٹی حدیثیں

بعض افراد ایسے تھے ، جو غیر معقول واقعات اور عجیب و غریب لطیفے بیان کر کے لذت دہن اور لذت گوش کا سامان فراہم کرتے تھے۔ ان کی گفتار سے گرمیِ محفل بڑھتی تھی۔ یہ محض لطیفہ گو اور مزاح نگار نہ تھے ، بلکہ معاشرے میں محدث کی حیثیت سے ممتاز مقام کے حامل بھی ہوگئے تھے۔ ان میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے۔

- ابو علی موسیٰ بن رضا۔
- عباس بن ولید۔
- علی بن علی اللہبی۔
- قاسم بن بہرام۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

اس طرح کے چٹکلوں اور لطیفوں پر مبنی چند جھوٹی حدیثیں ملاحظہ فرمایئے۔

(1) اِنَّ لِلّٰہِ دِیکاً عَنُقُہٗ تَحْتَ الْعَرْشِ وَرِجْلَاہُ فِی تَخُوْمِ الْاَرْضِ

(تذکرہ الموضوعات)

"اللہ کا ایک مرغا ہے ، جس کی گردن اللہ کے عرش کے نیچے اور پاؤں زمین کے نیچے ہیں۔"

(2) لَا تَجَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی لِلْجَبَلِ طَارَتْ لِعَظْمَتِہٖ سِتَّۃُ اَجْبُلٍ وَقَعَتْ ثَلٰثَۃٌ بِمَکَّۃَ وَثَلٰثَۃٌ بِالْمَدِیْنَۃِ . (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ)

"جب اللہ نے طور کے پہاڑ پر جلوہ کیا تو اس کی عظمت کی وجہ سے ، وہ چھ پہاڑیوں میں بٹ گیا ، تین مکے میں گرے ، تین مدینے میں۔"

(3) خُلِقَ الْوَرْدُ الْاَحْمَرُ مِنْ عَرَقِ جِبْرِیْلَ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ ، وَخُلِقَ الْوَرْدُ الْاَبْیَضُ مِنْ عَرَقِی ، وَخُلِقَ الْوَرْدُ الْاَصْفَرُ مِنْ عَرَقِ الْبُرَاقِ.

(سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ و الموضوعۃ)

"سرخ گلاب شب معراج حضرت جبریلؑ کے پسینے سے پیدا کیا گیا ، سفید گلاب میرے پسینے سے پیدا کیا گیا اور پیلا گلاب براق کے پسینے سے پیدا کیا گیا۔"

تلاوتِ قرآن کی ترغیب کے لیے جھوٹی حدیثیں

نیک نیتی سے جھوٹی حدیثیں گھڑنے والوں میں ایسے لوگ بھی شامل تھے ، جو چاہتے تھے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت کریں، چنانچہ انہوں نے ہر سورت کی فضیلت میں حدیثیں گھڑنی شروع کیں۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں:

اَمَّا الْحَدِیْثُ الطَّوِیْلُ فِیْ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ سُوْرَۃً سُوْرَۃً فَاِنَّہٗ مَوْضُوْعٌ" .　(تدریب الراوی للسیوطی)

"وہ طویل حدیث ، جو قرآن کی الگ الگ سورتوں کی فضیلت میں بیان کی جاتی ہے ، وہ یقیناً موضوع یعنی گھڑی ہوئی ہے۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابن شقیق کہتے ہیں:

ابی بن کعبؓ کے حوالے سے مروی حدیث ، جس میں سورتوں کا اجر بیان ہوا ہے ، اُسے زندیقوں نے گھڑا ہے۔

ایک جھوٹے نوح بن مریم کا اعتراف:

''جب میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کی فقہ اور ابن اسحاقؒ کی مغازی میں زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں تو میں قرآن کی سورتوں کی فضیلت میں حدیثیں وضع کرنے لگا'' (جامع الاصول فی احادیث الرسول۔لابن اثیرؒ)

سورۃ یٰسٓ کی فضیلت میں جھوٹی حدیث:

اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْب" وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ مَنْ قَرَأَهَا فَكَأَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ عَشَرَ مَرَّات . (سلسلة الاحاديث الضعيفه والموضوعه)

''ہر چیز کا دل ہوتا ہے ، قرآن کا دل یٰسٓ ہے ، جس نے یٰسٓ پڑھی ، گویا اُس نے دس مرتبہ قرآن پڑھا''

جھوٹی حدیثوں کی معرفت کے لیے مفید عربی کتابیں

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف کا نام
1	الاباطيل و المناكير	علامه حسين بن ابراهيم الجوز قاني
2	الاثار المرفوعة في اخبار الموضوعه	مولانا عبدالحي فرنگي محلي
3	تدريب الراوي	علامه جلال الدين سيوطي
4	تذكرة الموضوعات	علامه محمد طاهر بن علي الفتني
5	تذكرة الموضوعات	علامه محمد بن طاهر المقدسي
6	سلسلة الاحاديث الضعيفه و الموضوعة	محمد ناصر الدين الباني

www.sirat-e-mustaqeem.com

7	السُّنّۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی	علامہ مصطفیٰ السباعیؒ
8	لسان المیزان	ابن حجر عقلانیؒ
9	منھاج السنّۃ	ابن تیمیہؒ
10	میزان الاعتدال	شمس الدین ذہبیؒ
11	الالی المصنوعہ	جلال الدین سیوطیؒ
12	موضوعاتِ کبیر	محمد علی قاریؒ
13	جامع الاصول فی احادیث الرسول	ابن الیرؒ
14	المنار المنیف	ابن القیم الجوزیؒ
15	الکفایہ فی علم الروایہ	خطیب بغدادیؒ
16	کشف الخفاء	خطیب بغدادیؒ
17	المقاصد الحسنہ	محمد بن عبدالرحمن سخاوی
18	تدریب الراوی	جلال الدین سیوطیؒ

جھوٹی حدیثوں کی معرفت کے لیے مفید اُردو کتابیں

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف کا نام
1	فتنۂ وضعِ حدیث	مولانا محمد سعود عالم قاسمی ناظم دینیات ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
2	حدیث کا درایتی معیار	مولانا محمد تقی امینی قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی
3	ضعیف اور موضوع روایات	مولانا محمد یحییٰ گوندلوی ساہووالہ ، سیالکوٹ

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ ...... جھوٹی حدیثیں

1- رسول اللہ ﷺ نے امتِ مسلمہ کو ، جھوٹی حدیثیں گھڑ کر آپ ﷺ سے منسوب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ سختی سے روکتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ ایسا شخص دوزخی ہوگا۔

2- حسد اور بدنیتی کی وجہ سے بھی حدیثیں گھڑی گئیں اور نیک نیتی سے بھی حدیثیں گھڑی گئیں۔

3- جھوٹی حدیثوں کے گھڑے جانے کے بہت سے اسباب ہیں۔ محدثین نے صحیح اور حسن روایات کو ضعیف اور جھوٹی روایات سے ممیز اور ممتاز کرنے کے لیے عظیم الشان تحقیقی کام کیا ہے ، جس پر وہ پوری اُمت کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔

4- ہر مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے قرآن مجید اور پھر صحیح اور حسن احادیث کا علم حاصل کرے۔ جس حدیث اور جس سنت پر وہ عمل کرنا چاہتا ہے ، اُس کے بارے میں اسے یہ یقین حاصل کر لینا چاہیے کہ یہ فی الواقع رسول اللہ ﷺ کا قول یا عمل ہے۔

5- جھوٹی حدیثوں کی معرفت ضروری ہے ، ورنہ اندیشہ ہے کہ انسان رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ، آپؐ سے منسوب کردہ غلط اور جھوٹی کسی حدیث پر ایمان لا کر عمل کر بیٹھے۔

سوالات

1- جھوٹی حدیثوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کس طرح خبردار کیا ہے؟

2- جھوٹی احادیث کے گھڑے جانے کے کیا اسباب اور محرکات تھے؟ ایک ایک مثال دیجیے۔

3- جھوٹی احادیث کی معاشرے میں ترویج و اشاعت سے کیا کیا خرابیاں پھیلتی ہیں؟

4- جب صحیح اور حسن احادیث وافر تعداد میں موجود ہیں اور عوام میں جھوٹ کا چلن بھی عام ہو تو ایسے میں ایک مخلص داعی اور مبلغ کو کیا کرنا چاہیے؟

www.sirat-e-mustaqeem.com

تیرہواں باب

صِحّت کے اعتبار

سے

کتبِ حدیث کے طبقات

www.sirat-e-mustaqeem.com

صِحَّت کے اعتبار سے کتب حدیث کے طبقات

محدثین نے روایات کی صحت وقوت کے لحاظ سے، تمام کتب حدیث کو، چار طبقات پر تقسیم کیا ہے۔

کتبِ حدیث کا پہلا طبقہ

1. صحیح بخاری.................... امام بخاری (المتوفیٰ 256ھ)
2. صحیح مسلم........................امام مسلم (المتوفیٰ 261ھ)
3. مؤطا امام مالک.................. امام مالک (المتوفیٰ 179ھ)

کتب حدیث کا دوسرا طبقہ

مندرجہ ذیل کتابوں کے بعض راوی ، ثقاہت کے اعتبار سے، پہلے طبقے کے راویوں سے، کم تر درجہ رکھتے ہیں۔لیکن ان کو بہرحال ، قابل اعتماد مانا جاتا ہے ۔

4۔سنن نسائی.....نسائی میں ضعیف حدیثیں سب سے کم ہیں۔امامِ نسائی (303ھ)
5. جامع ترمذی.................... امام ترمذی (المتوفیٰ 279ھ)
6۔سنن ابی داؤد.................... امام ابو داؤد (المتوفیٰ 275ھ)

کتب حدیث کا تیسرا طبقہ

مندرجہ ذیل کتابوں میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی روایات موجود ہیں لیکن قابل اعتماد روایات کا عنصر غالب ہے۔

7. سنن ابنِ ماجہ........................ امام ابن ماجہ (المتوفیٰ 273ھ)
8. سنن دارمی........................ امام دارمی (المتوفیٰ 255ھ)
9. مسندِ احمد........................ امام احمد (المتوفیٰ 241ھ)
10. صحیح ابنِ خزیمہ.................... امام خزیمہ (المتوفیٰ 311ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

11.	صحیح ابن حبان.....................	امام ابن حبان	(المتوفیٰ 354ھ)
12.	مستدرک للحاکم	امام حاکم	(المتوفیٰ 405ھ)
13.	سنن بیھقی	امام بیھقی	(المتوفیٰ 458ھ)
14.	سنن دار قطنی	امام دارقطنی	(المتوفیٰ 385ھ)
15.	کتب طبرانی	امام طبرانی	(المتوفیٰ 360ھ)
16.	تصانیف طحاوی.....................	علامہ طحاوی	(المتوفیٰ 321ھ)
17.	مسند شافعی........................	امام شافعی	(المتوفیٰ 204ھ)

کتبِ حدیث کا چوتھا طبقہ

مندرجہ ذیل تالیفات ، رطب ویابس کا مجموعہ ہیں۔جھوٹی اور من گھڑت روایات بھی ، ان میں بکثرت موجود ہیں واعظین ،مورخین ، اصحابِ تصوف ، اورمتاخرین فقہا ، کا سہارا یہی کتابیں ہیں ۔ان کتابوں کی تختی سے چھان بین کرنا ضروری ہے۔

18.	تصانیف ابن جریر طبری	(المتوفیٰ 310ھ)
19.	کتب خطیب بغدادی	(المتوفیٰ 463ھ)
20.	تصانیف ابو نعیم اصفہانی	(المتوفیٰ 430ھ)
21.	تصانیف ابن عساکر	(المتوفیٰ 371ھ)
22.	تصانیف دیلمی صاحبِ فردوس	(المتوفیٰ 509ھ)
23.	تصانیف کامل ابن عدی	(المتوفیٰ 365ھ)
24.	تصانیف ابن مردویہ	(المتوفیٰ 410ھ)
25.	تصانیف واقدی	(المتوفیٰ 207ھ)ابن سعد کے استاد

www.sirat-e-mustaqeem.com

کتب حدیث کی قسمیں

1- جَامِع : (جمع جَوَامِع)

جامع ، حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں تمام موضوعات پر حدیثیں موجود ہوں۔ بالخصوص عقائد، احکام ، رقاق ، آدابِ طعام و شرب ، تفسیر و تاریخ و سیرت ، قیام و قعود و سفر ، مناقب و مثالب اور باب الفتن وغیرہ ، جیسے

a- الجَامِع المُسْنَد الصَّحِيح مِنْ امور رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسُنَنِهِ وَاَيَّامِهِ (صحیح البخاری)

b- جامع ترمذی

2- مُسْنَد: (جمع مَسَانِيد)

مسند میں احادیث، صحابہ کرامؓ کے ناموں کے حروف تہجی کے اعتبار سے بالترتیب جمع کی جاتی ہیں۔ ان میں صحابہؓ کا حسب و نسب اور ان کی اسلامی خدمات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پھر ان سے مروی احادیث درج کی جاتی ہیں۔ جیسے

a- مسند امام احمد بن حنبل (المتوفیٰ 241 ھ)

b- مسند ابی داؤد طیالسی (المتوفیٰ 204 ھ)

c- مسند بقی بن مخلد (المتوفیٰ 296 ھ)

3- مُعْجَم : (جمع مَعَاجِم)

معجم میں احادیث، بہ ترتیبِ حروفِ تہجی ، شیوخ ، بلدان اور قبائل کے ناموں کے لحاظ سے درج کی جاتی ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

a- معجم کبیر لطبرانی (المتوفیٰ 360 ھ)

b- معجم متوسط لطبرانی

c- معجم صغیر لطبرانی

4- مُسْتَدرِک: (جمع مستدرکات)

مستدرک ، حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق احادیث جمع کی جائیں جو اصل مصنف کی کتاب میں موجود نہ ہوں۔ جیسے

مستدرک حاکم علی الصحیحین (امام حاکم نیشاپوری المتوفیٰ 405 ھ)

اس کتاب میں امام حاکم نے امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط کے مطابق احادیث جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

5- مُسْتَخرِج: (جمع مستخرجات)

مستخرج میں حدیث کا عالم کسی دوسرے مصنف کی کتاب میں درج احادیث کو اپنی سند سے بیان کرتا ہے۔ اس طرح یہ دوسری سند پہلی سند سے کسی مرحلے پر جا کر مل جاتی ہے۔ جیسے

a- مستخرج ابی بکر اسماعیل علی صحیح البخاری.

b- مستخرج ابی عوانہ علی صحیح مسلم. (المتوفیٰ 316 ھ)

c- مستخرج ابی علی طوسی علی الترمذی.

d- مستخرج محمد بن عبدالمالک بن ایمن علی سنن ابی داؤد.

6- مُصَنَّف :

مُصَنَّف میں ہر صحابیؓ کی روایات کو فقہی ابواب کی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا جاتا ہے۔ جیسے

مُصَنَّف عبدالرزاق (المتوفیٰ 211 ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

صحیح احادیث کہاں مل سکتی ہیں ؟

1. صحیح بخاری

یہ امام بخاری (256ھ) کی تالیف ہے۔

اس کتاب کا پورا نام الجامع المُسنَد الصَّحیح من امورِ رسولِ اللهِ ﷺ وَسُنَنِهٖ وَاَیَّامِهٖ ہے۔

صحیح البخاری کے بارے میں کہا گیا کہ:

> "اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللهِ صَحِیْحُ الْبُخَارِیِّ"
> (قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب ، امام بخاریؒ کی صحیح ہے)

امام بخاری نے سولہ (16) سال کے عرصے میں ، اس کتاب کو مکمل کیا۔

a۔ صحیح البخاری میں تعلیقات کے ساتھ، کل احادیث کی تعداد (9,082) ہے۔تعلیقات سے مراد وہ حدیثیں ہیں ، جن کی سند میں بعض راویوں کا ذکر حذف کر دیا گیا ہو۔

b۔ مکرر احادیث کے ساتھ، روایات کی کل تعداد سات ہزار دو سو پچھتر (7,275) ہے۔

c۔ تکرار کے بغیر احادیث کی تعداد، علامہ قاسم الرفاعی کی تحقیق اور ترقیم کے مطابق دو ہزار تین سو ساٹھ (2,360) ہے۔

d۔ صحیح البخاری میں 22 ثلاثیات ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

2۔صحیح مسلم

یہ امام مسلمؒ (261ھ) کی تالیف ہے۔صحیح مسلم میں ،اَحادیث کی کل تعداد (7,275) ہے۔حسنِ ترتیب کے اعتبار سے ،صحیح مسلم صحیح بخاری سے افضل ہے۔لیکن راویوں کی چھان بین کے سلسلے میں امام بخاریؒ کا معیار، امام مسلم کے معیار سے بلند ہے۔صحیح مسلم میں تعلیقات بہت کم ہیں۔مسلم کا طرز ادا صحیح بخاری کی بہ نسبت زیادہ واضح اور قریب الفہم ہے۔

علامہ محمد فواد عبدالباقی نے حال ہی میں جو نسخہ شائع کیا ہے ، اس میں احادیث کی تعداد ، حذفِ مکررات کے بعد، تین ہزار تینتیس (3,033) ہے۔اور مکررات کے ساتھ ان کی تعداد پانچ ہزار سات سو ستتر (5,777) ہے۔

نوٹ: امام بخاری اور امام مسلم کو " شیخین " کہتے ہیں۔ وہ حدیث جس کی تخریج امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے کی ہو، اُسے "مُتَّفَق" عَلَیْهِ " کہتے ہیں ۔ ان کی تعداد دو ہزار تین سو چھبیس (2,326) ہے۔جزوی اختلافات کو مدنظر رکھا جائے تو یہ تعداد کم ہو کر ایک ہزار نو سو چھ (1,906) رہ جاتی ہے۔

اَللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَان

علامہ محمد فواد الباقیؒ نے" اللؤ لؤ و المرجان " کے نام سے ان تمام حدیثوں کو جمع کر دیا ہے جو صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں مشترک ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ اللؤلؤ والمرجان میں درج" مُتَفِق" عَلَیه " اَحادیث کی تعداد ، ایک ہزار نو سو چھ (1,906) ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

3. مُوَطّا امام مالکؒ

یہ کتاب (130ھ اور 140ھ) کے درمیان لکھی گئی ۔امام مالک کا انتقال 179ھ میں ہوا۔مؤطا میں امام مالک نے کل 1,720 روایات جمع کی ہیں۔جن میں سے مرفوع 600 ، مرسل 222 اور موقوف 617 اور اقوالِ تابعین 275 ہیں ۔ دوسرے لفظوں میں مؤطا امام مالک میں، احادیثِ رسول ﷺ کے علاوہ صحابہؓ ، تابعین اور تبع تابعین کے فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ چونکہ موطا حدیث کی خالص کتاب نہیں ہے اور اس میں صحابہ اور تابعین کے فتاویٰ بھی شامل ہیں۔اس لیے عام طور پر اسے صحاح ستہ میں شامل نہیں کیا جاتا۔ ورنہ مؤطا کی احادیث بخاری و مسلم کی احادیث کی ہم پلہ ہیں اور کیوں نہ ہوں؟ یہ ایک صدی پہلے لکھی گئی ہیں۔احادیث دو یا تین واسطوں سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جاتی ہیں۔مؤطا میں چالیس (40)" ثُنایات " ہیں۔یعنی حدیث صرف دو (2) واسطوں سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جاتی ہے۔

مُؤطّا کے لغوی معنی ''روندا ہوا'' کے ہیں۔ یعنی جس پر عام علماء اور اکابر چلے ہوں یا جن پر سب نے اتفاق کیا ہو۔ چار مشہور فقہاء میں سے یہ اعزاز صرف امام مالکؒ کو حاصل ہے کہ حدیث کی کتاب خود ان کے قلم سے ہے ، جبکہ مسند ابوحنیفہؒ، مسند شافعیؒ اور مسند احمدؒ ان کے شاگردوں کے قلم سے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا قول ہے کہ امام شافعیؒ کی " کتابُ الاُم" اور امام محمدؒ کی " کتاب الآثار" کی فقاہت ، مُؤطا امام مالکؒ ہی کی دین ہے۔

عباسی خلفاء، مہدی (168ھ)، ہادی (170ھ)، ہارون الرشید (194ھ)، امین (198ھ) اور مامون (218ھ) نے مؤطاًّ امام مالک کے لیے بغداد سے حجاز کا سفر کیا۔ موطا امام مالک کی کئی شرحیں لکھی گئیں۔ جن میں خطابیؒ، قاضی عیاضؒ ، سیوطیؒ، زرقانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کی شرحیں مشہور ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

صِحاح سِتّہ

بخاری ،مسلم ،ابوداؤد ، نسائی ، ترمذی اورابن ماجہ کوعام طور پر"صحاح سِتّہ" (چھ صحیح کتابیں) کہا جاتا ہے ۔ لیکن یہ بات یاد رکھیے کہ ان چھ(6) کتابوں میں سے صرف امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے صحیح احادیث ہی کا التزام کیا ہے۔

بقیہ چار کتابیں سننِ اربعہ کہلاتی ہیں۔

سُنَنِ اَرْبَعَہ کے بارے میں اہم نوٹ

سننِ اربعہ یعنی بقیہ چار (4) کتابوں میں ، صحیح ،حسن اورضعیف ہرقسم کی حدیثیں شامل ہیں۔ ان چار(4) کتابوں کو تَغلِیباً (Predominantly)، صِحَاح کہا جاتا ہے ۔ کیوں کہ ان کا 'غالب حصہ' صحیح حدیثوں پر مشتمل ہے۔ (صحاح ستہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان تمام کتابوں کی ساری حدیثیں صحیح ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صحیح ترین کتب حدیث ہیں ، جن پراعتبار کیا جاسکتا ہے اوران کی غالب تعداد صحیح احادیث پر مشتمل ہے۔)

بعض علماء نے سنن ابن ماجہ کے بجائے سنن دارمی کو صحاح ستہ میں شامل کیا ہے۔ سنن دارمی میں منکر و شاذ روایتیں بہت کم ہیں۔ اس کی سندیں عالی ہیں اوردارمی کی ثُلاثیات ، بخاری کی ثُلاثیات سے زیادہ ہیں۔

مؤطا امام مالک کے بارے میں پہلے بتایاجاچکا ہے کہ اس کی حدیثیں بخاری ومسلم کی حدیثوں کے ہم پلہ ہیں ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

4۔ سنن نسائی

یہ امام نسائی (303ھ) کی تالیف ہے۔سنن نسائی میں کل پانچ ہزار سات سو اٹھاون (5,758) احادیث ہیں۔شیخ عبدالفتاح ابو غدہ نے شرح سیوطی اور حاشیہ سندھی کے ساتھ تحقیق اسے آٹھ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

سنن نسائی میں ضعیف احادیث کی تعداد سب سے کم ہے ۔ اور تحقیق البانیؒ کے مطابق اس میں کوئی موضوع حدیث نہیں ہے۔ ناصر الدین البانیؒ نے صحیح نسائی اور ضعیف نسائی کو الگ الگ شائع کر دیا ہے۔اس کے اعداد وشمار نیچے دیے جا رہے ہیں۔جس کے مطابق سنن نسائی میں 92% سے زیادہ احادیث صحیح ہیں۔

1- صحیح سنن النسائی (الالبانی) میں صحیح احادیث کی تعداد	5,296
a- ضعیف کی تعداد : 224 b- ضعیف جداً کی تعداد : 6 c- متفرق ضعیف کی تعداد : 217 d- موضوع احادیث کی تعداد : Nil 2- ضعیف سنن النسائی (الالبانی) میں ضعیف احادیث کی کل تعداد	447
صحیح اور ضعیف احادیث کی کل تعداد	5,743

www.sirat-e-mustaqeem.com

5- سنن ترمذی

یہ امام ترمذیؒ (279ھ) کی تالیف ہے۔سنن ترمذی میں اَحادیث کی تعداد علامہ عزت عبداللہ عباس کی تحقیق وترقیم کے مطابق تین ہزار نوسو تریسٹھ (3,963) ہے۔

امام ترمذیؒ صحیح احادیث کے ساتھ گو حسن اور ضعیف روایات بھی نقل کرتے ہیں لیکن ہر حدیث کا ، ساتھ ساتھ درجہ بھی بیان کر دیتے ہیں اور ضعف کی وجہ پر روشنی بھی ڈالتے ہیں۔

امام ترمذیؒ صحابہ کرامؓ ،تابعین اور فقہائے اسلام کے مختلف اقوال اور فتاویٰ بھی نقل کر دیتے ہیں۔

شیخ ناصر الدین البانیؒ نے صحیح اور ضعیف احادیث کو الگ الگ شائع کر دیا ہے۔جس کے مطابق سنن ترمذی میں 80% سے زیادہ احادیث صحیح ہیں۔

1- صحیح سنن الترمذی (الالبانی) میں صحیح احادیث کی تعداد	3,402
a- ضعیف کی تعداد : 551 b- ضعیف جداً کی تعداد : 32 c- متفرق ضعیف کی تعداد : 232 d- موضوع احادیث کی تعداد : 17 2- ضعیف سنن الترمذی (الالبانی) میں ضعیف احادیث کی کل تعداد	832
صحیح اور ضعیف احادیث کی کل تعداد	4,234

www.sirat-e-mustaqeem.com

6- سنن ابی داوٗد

یہ امام ابوداوٗدؒ (275ھ) کی تصنیف ہے۔یہ کتاب فقہی اور قانونی مسائل کا بہترین ماخذ ہے۔

ان میں کل چار ہزار آٹھ سو (4,800) احادیث ہیں۔جیسا کہ خود امام ابو داوٗد نے فرمایا ہے۔ لیکن مکرر روایات کے ساتھ ابوداوٗد میں احادیث کی کل تعداد پانچ ہزار ایک سو بیاسی (5,182) ہے۔

خود امام ابوداوٗد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب میں کوئی ایسی حدیث درج نہیں کی ، جو تمام علمائے حدیث کے نزدیک قابلِ ترک ہو۔امام صاحب ضعیف روایتوں کے ضعف کی تشریح بھی کر دیتے ہیں۔

شیخ البانیؒ نے صحیح اور ضعیف احادیث کو الگ الگ شائع کر دیا ہے۔جس کے اعداد و شمار یہ ہیں۔جس کے مطابق سنن ابی داوٗد میں 78% سے زیادہ احادیث صحیح ہیں۔

1- صحیح سنن ابی داود (الالبانی) میں صحیح احادیث کی تعداد	4,147
a- ضعیف کی تعداد : 773 b- ضعیف جداً کی تعداد : 6 c- متفرق ضعیف کی تعداد : 346 d- موضوع احادیث کی تعداد : 2 2- ضعیف سنن ابی داود (الالبانی) میں ضعیف احادیث کی کل تعداد	1,127
صحیح اور ضعیف احادیث کی کل تعداد	5,274

www.sirat-e-mustaqeem.com

7- سنن ابن ماجة

یہ امام ابن ماجہؒ (273ھ) کی تالیف ہے۔ علامہ محمد فواد عبد الباقیؒ کی تحقیق کے مطابق ابن ماجہ میں احادیث کی تعداد چار ہزار تین سو اکتالیس (4,341) ہے۔

ان میں سے تین ہزار دو (3,002) احادیث کتبِ خمسہ (بخاری، مسلم، نسائی، ابی داؤد، اور ترمذی) میں بھی موجود ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں، زوائد کی تعداد ایک ہزار تین سو انتالیس (1,339) ہے۔

ان زوائد میں سے چار سو اٹھائیس (428) احادیث صحیح، چھ سو تیرہ (613) ضعیف، ننانوے (99) بہت زیادہ ضعیف اور بعض محدثین کے نزدیک اٹھتر (78) روایتیں موضوع (یعنی جھوٹی) ہیں۔ جبکہ علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق کے مطابق موضوع احادیث کی تعداد صرف (41) ہے اور اس کی 80% سے زیادہ احادیث صحیح ہیں۔

1- صحیح سنن ابن ماجہ (الالبانی) میں صحیح احادیث کی تعداد	3,542
a- ضعیف کی تعداد : 624 b- ضعیف جداً کی تعداد : 108 c- متفرق ضعیف کی تعداد : 103 d- موضوع احادیث کی تعداد : 41 2- ضعیف سنن ابن ماجہ (الالبانی) میں ضعیف احادیث کی کل تعداد	876
صحیح اور ضعیف احادیث کی کل تعداد	4,418

www.sirat-e-mustaqeem.com

دیگر کتب احادیث

8- سنن دارمی

یہ امام دارمی (255ھ) کی تالیف ہے۔ بعض علماء نے اسے صحاحِ ستہ میں شامل کیا ہے۔ اور ابن ماجہ کو اس سے فروتر قرار دیا ہے۔ سنن دارمی میں ، منکر و شاذ روایتیں بہت کم ہیں۔ اس کی سندیں عالی ہیں۔ اور دارمی کی ثلاثیات، بخاری کی ثلاثیات سے زیادہ ہیں۔

9- صحیح ابن خُزَیْمة

یہ حضرت امام ابنِ خزیمہؒ (311ھ) کی تصنیف ہے۔ حال ہی میں صحیح ابن خزیمہ ، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی کی تحقیق ، تعلیق اور تخریج کے ساتھ ، چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں کل تین ہزار اٹھتر (3,078) احادیث ہیں۔ ابن خزیمہ کی احادیث صحت کا اعلیٰ معیار رکھتی ہیں۔ صحیح ابن خزیمہ کا معیار صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم سے بلند ہے ۔

10- صَحیح ابن حِبّان

یہ حضرت امام ابن حبانؒ (354ھ) کی تصنیف ہے۔ جو ابن خزیمہؒ کے شاگرد تھے ۔ امام ابن حبان ابن خزیمہ کے مقابلے میں کچھ نرمی سے کام لیتے ہیں۔ علامہ علاؤ الدین علی ابن بلبان (739ھ) نے اس کی تدوین و تحسین کی۔ صحیح ابن حبان میں کل سات ہزار چار سو اڑتالیس (7,448) احادیث ہیں۔ ابن بلبان کی " الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان " دس جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔ صحیح ابن حبان کا معیار مستدرک حاکم سے بلند ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ صحیح ابن حبان کی بیشتر حدیثیں صحیح ابن خزیمہؒ سے لی گئی ہیں۔ دراصل صرف تین سو ایک حدیثیں (301) صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ میں مشترک ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

11-مُسْنَدِ احمد

یہ امام احمد بن حنبلؒ (241ھ) کی تالیف ہے۔مُسْنَد دراصل اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں ،احادیث کو (موضوعات کے بجائے) اَسمائے صحابہؓ کی ترتیب سے جمع کیا جاتا ہے۔ مُسْنَد کی جمع مَسَانِیْد ہے۔ مسندِ احمد میں تقریباً چالیس ہزار روایتیں ہیں۔اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو ان کی تعداد تقریباً اٹھائیس ہزار رہ جاتی ہے۔ نئے شائع شدہ مرقم نسخوں میں ان کی تعداد ستائیس ہزار چھ سو چونتیس (27,634) ہے۔

12۔مُسْتَدرِک حاکم

مستدرک حاکم ، امام محمد بن عبداللہ حاکم (405ھ) کی تالیف ہے ۔ انہیں حاکم اس لیے کہتے ہیں کہ یہ نہ صرف عالم تھے، بلکہ اپنے علاقہ کے حکمران بھی تھے۔اس میں بلا تکرار چار ہزار احادیث ہیں ۔لیکن کل احادیث کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر (7, 275) ہے۔امام حاکم (405 ھ) تساہل سے کام لیتے ہیں۔اس لیے اس کا درجہ صحیح ابن خزیمہ اور پھر صحیح ابن حبان کے بعد آتا ہے ۔

حافظ شمس الدین ذہبیؒ (748 ھ) نے مستدرک کا جائزہ لیا ہے ۔ چنانچہ مستدرک حاکم کی حدیثوں کو ، امام ذھبیؒ کی تنقیح کے بعد ہی قبول کیا جاتا ہے۔

13۔ سُنَنِ دارِ قُطنی

یہ امام دار قطنی (385ھ) کی تالیف ہے، جو فن جرح و تعدیل کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ حافظ ابن صلاحؒ اور امام سیوطیؒ نے سنن دار قطنی کو صحاح ستہ کے بعد مستند ترین کتاب قرار دیا ہے۔امام دار قطنی بھی اپنی سنن میں ہر حدیث کے ساتھ ، اس کی صحت اور ضعف کی صراحت کرتے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

14۔ سنن بَیُہَقی

یہ امام بیہقیؒ (458ھ) کی تالیف ہے۔ان کا پورا نام احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ بن عبداللہ ہے۔ بیہق ، نیشاپور کے قریب واقع ایک گاؤں کا نام ہے، جس سے یہ منسوب ہیں۔ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ کے شاگرد تھے۔مسلکاً شافعی تھے۔حدیث اور عللِ حدیث پر پوری مہارت رکھتے تھے۔ متضاد حدیثوں کو جوڑنے اور جمع کرنے کا ملکہ اور تفقہ انہیں حاصل تھا۔

15۔ مِشکوٰۃ المَصَابِیح

مشکوٰۃُ المَصَابِیح دراصل احادیث کا وہ مجموعہ ہے ، جس میں مختلف کتابوں سے حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے حضرت حسین بن مسعود بغویؒ (516ھ) نے "مصابیح السُّنّہ" کے نام سے یہ کتاب مرتب کی۔ اس کے ہر باب میں دو فصلیں تھیں۔ پہلی فصل میں بخاری اور مسلم کی اور دوسری فصل میں ترمذی ، سنن ابی داؤد ، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کی احادیث جمع کی گئی تھیں۔

اس کے تقریباً دو سو سال بعد، حضرت ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری (743ھ) نے اس کے ہر باب میں تیسری فصل کا اضافہ کیا۔اور اس کا نام" مشکوٰۃ المصابیح " رکھا۔

یاد رہے کہ تیسری فصل میں صحیح، حسن، ضعیف، موضوع، ہر قسم کی روایات موجود ہیں۔

عصر حاضر کے مشہور محدث علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (1420ھ) کی تحقیق کے ساتھ تین جلدوں میں شائع ہونے والے نئے ایڈیشن میں ، کل چھ ہزار دو سو پچاسی (6,285) احادیث ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

صحیح اَحادیث کے مراتب

صحیح احادیث کو مختلف مراتب میں تقسیم کیا گیا ہے ۔

پہلا درجہ سب سے اعلیٰ اور آخری درجہ سب سے ادنیٰ سمجھا جاتا ہے۔

1۔ وہ صحیح حدیث ، جس کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے روایت کیا ہو ۔

2۔ وہ صحیح حدیث ، جسے صرف امام بخاری نے روایت کیا ہو۔

3۔ وہ صحیح حدیث ، جسے صرف امام مسلم نے روایت کیا ہو۔

4۔ وہ صحیح حدیث ، جو شرائطِ شیخین (بخاری و مسلم) پر پوری اترتی ہو ، لیکن صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہ ہو۔

5۔ وہ صحیح حدیث ، جو شرائط بخاری پر پوری اترتی ہو ، لیکن صحیح البخاری میں نہ ہو۔

6۔ وہ صحیح حدیث ، جو شرائط مسلم پر پوری اترتی ہو ، لیکن صحیح مسلم میں نہ ہو۔

7۔ وہ صحیح حدیث ، جو ابن خزیمہ اور ابن حبّان کے نزدیک صحیح ہو ، لیکن شیخین (بخاری و مسلم) کی شرط پر پوری نہ اترتی ہو۔

✵✵✵✵✵✵✵

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت امام بخاریؒ (194ھ تا 256ھ)

حضرت امام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری 194ھ میں پیدا ہوئے۔ اور 256ھ میں سمرقند کے قریب ایک گاؤں خرتنک میں وفات پائی ۔ امام بخاریؒ نے ، طلب حدیث میں ، دو مرتبہ ملک شام اور مصر کا دورہ کیا۔ چار مرتبہ بصرہ گئے۔کئی مرتبہ کوفہ اور بغداد کا سفر کیا ۔

آپ نے بے مثال حافظہ پایا تھا۔دس سال کی عمر سے پہلے حدیثیں یاد کرنا شروع کر دیں ۔ ایک ہزار سے زائد استادوں سے حدیثیں لکھیں۔آپ کو ایک لاکھ صحیح احادیث اور دو لاکھ غیر صحیح حدیثیں یاد تھیں (یہاں یہ بات یاد رکھیے کہ محدثین کی اصطلاح میں ، مختلف سند رکھنے والی ، ایک ہی متن کی روایتوں کو ، الگ الگ حدیث سمجھا جاتا ہے) صحیح بخاری آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ صحیح بخاری کو آپ نے تالیف کے بعد ،اپنے وقت کے بڑے بڑے محدثین کے سامنے پیش کیا۔جن میں حضرت امام احمد بن حنبل ، حضرت یحییٰ بن معین اور حضرت ابن المدینی شامل ہیں۔ سب نے آپ کی کتاب کو پسند کیا ۔

"محمد بن سلیمان ابن فارس نے کہا ، میں نے امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے " میں نے رسول ﷺ کو خواب میں دیکھا جیسے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس سے میں مکھیاں اڑا رہا ہوں تو میں نے اس خواب کی تعبیر بعض تعبیر بتانے والوں سے پوچھی۔ انہوں نے کہا کہ تم رسول ﷺ پر سے جھوٹ کو اڑا دو گے (یعنی ان روایتوں کو جو لوگ خود گھڑ کر آپؐ سے منسوب کرتے ہیں)۔اس خواب نے مجھے اس کتاب کی تالیف پر مستعد کیا"۔

"محمد بن یوسف فربری نے کہا امام بخاری کہتے تھے:"میں نے اس کتاب میں کوئی حدیث نہیں لکھی ، جب تک غسل نہیں کیا اور دو رکعتیں نہیں پڑھیں"۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

امام بخاریؒ کا فقہی مسلک

علامہ سبکیؒ اور ابن حجرؒ نے امام بخاری کو شافعی کہا ہے ، جبکہ حافظ ابن القیمؒ انہیں حنبلی قرار دیتے ہیں۔ بعض علماء نے انہیں مجتہدِ مطلق کہا ہے۔

امام بخاریؒ کے مشہور استادوں میں سے چند کے نام یہ ہیں

اسحٰق بن راھویہ (238ھ) ، علی بن مدینی
ضحاک بن مخلد ۔ (212ھ) ، عبیداللہ بن موسیٰ عبسی (213ھ) ،
عبدالقدوس بن حجاج خولانی (212ھ) اور محمد بن عبداللہ انصاری

آپ کے مشہور شاگرد یہ ہیں

امام ترمذیؒ (279ھ) ، امام مسلمؒ (261ھ)
ابراہیم بن اسحٰق الحری (215ھ) اور محمد بن احمد دولابی

کئی ہزار طلبہ نے آپ سے صحیح بخاری کا درس لیا۔ صحیح بخاری کی جمع و تالیف میں آپ نے ، سولہ (16) سال صرف کیے۔ صحیح بخاری کی اسی (80) سے زائد شرحیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل بہت مشہور ہیں۔

1۔ فتح الباری......حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (852ھ)
2۔ عمدۃ القاری .....بدرالدین عینیؒ (855ھ)
3۔ ارشادالساری.....علامہ قسطلانیؒ

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

امام بخاری (256 ھ) کا شجرۂ روایت

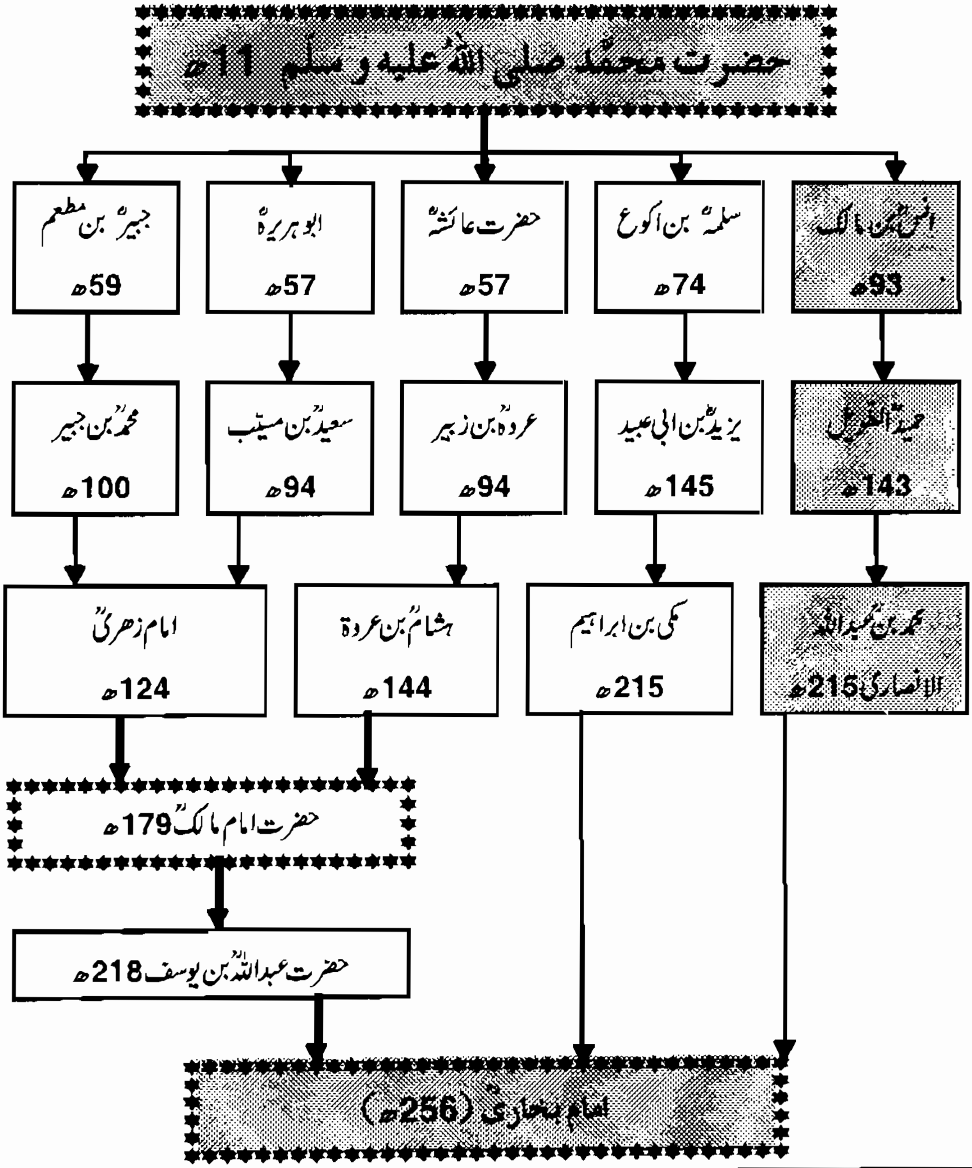

مندرجہ بالا چارٹ (Chart) پر غور کیجئے۔ پانچ (5) سندوں میں سے، امام بخاری سے، رسول اللہ ﷺ تک، دو (2) سندیں، تین (3) واسطوں پر مشتمل ہیں۔ اور بقیہ تین (3) سندیں، رسول اللہ ﷺ تک، پانچ (5) واسطوں پر مشتمل ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت امام مسلم (204ھ تا 261ھ)

امام مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیساپوری بھی امام بخاری کی طرح حدیث کے بہت بڑے استاد ہیں۔ 204ھ میں بمقام نیساپور پیدا ہوئے ۔ علم کی طلب میں ،عراق ، حجاز ، شام اور مصر کا دورہ کیا ۔امام بخاری کے استادوں سے بھی فیض حاصل کیا ۔

آپ کی تالیف ''صحیح مسلم '' کا درجہ ،صحیح البخاری کے بعد ہے۔ صحیح مسلم کی پندرہ سے زیادہ شرحیں لکھی گئیں ۔ سب سے زیادہ مشہور شرح امام نووی (676ھ) کی ہے۔

امام مسلمؒ کا فقہی مسلک

امام بخاریؒ کی طرح امام مسلمؒ کو بھی اکثر علماء نے شافعی قرار دیا ہے۔لیکن بعض مسائل میں امام مسلمؒ نے امام شافعیؒ سے اختلاف بھی کیا ہے۔صحیح بات یہ ہے کہ وہ امام بخاریؒ کی طرح خود مجتہد تھے۔

امام مسلم کے اساتذہ میں سے مندرجہ ذیل مشہور ہیں

سعید بن منصور	(227ھ)	ابو مصعب	(242ھ)
امام احمد بن حنبلؒ	(241ھ)	عمرو بن سواد	(245ھ)
حرملہ بن یحیٰ	(244ھ)	یحیٰ بن یحیٰ	(233ھ)
امام اسحاق بن راھویہؒ	(238ھ)		

آپ کے نامور شاگرد یہ ہیں

امام ترمذیؒ	(279ھ)	ابو حاتم رازی	(277ھ)
موسیٰ بن ہارونؒ	(274ھ)	ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق	(276ھ)
محمد بن عبدالوہاب الفراء	(272ھ)	علی بن حسین	(261ھ)
حسین بن محمد بن زیاد	(289ھ)		

امام مسلم نے 261 ھ میں بمقام نیساپور وفات پائی ۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت امام مالک بن انسؒ (93ھ تا 179ھ)

امام مالک بن انسؒ بمقام مدینة المنورہ 93ھ میں پیدا ہوئے۔اور 86 سال کی عمر میں بمقام مدینہ 179ھ میں وفات پائی ۔آپ عالمُ المدینه اور امام دارالھجرہ کہلاتے ہیں۔ مؤطا آپ کی تالیف ہے۔جس کی تصنیف وتہذیب میں چالیس سال لگے۔مؤطاامام مالک میں ، رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے علاوہ، صحابہ اور تابعین کے اقوال اور آثار بھی موجود ہیں۔ مؤطاامام مالک کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں جن میں علامہ ابن البرؒ (463ھ) ، جلال الدین سیوطیؒ (911ھ)، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (1,176ھ) کی شرحیں مشہور ہیں۔ چونکہ امام مالک کا زمانہ ، نبی کریم ﷺ سے بہت نزدیک ہے۔اس لیے مؤطا کی سندوں میں بہت کم واسطے پائے جاتے ہیں۔

آپ کے مشہور استاد حسبِ ذیل ہیں

حضرت ربیعة الرائے (136ھ)،

زید بن اسلم (136ھ)، نافع (117ھ)،

شریک بن عبداللہ (140ھ)، زہری (124ھ)،

ابوالزناد (130ھ)، سعید بن ابی سعید المقبری (120ھ)،

حمید الطّویل (142ھ)

آپ کے مشہور شاگرد یہ ہیں

امام شافعیؒ (204ھ)، محمد بن حسن شیبانی شاگرد امام ابوحنیفہؒ (189ھ)

عبداللہ بن مبارکؒ (181ھ) اور عبداللہ بن وہب (197ھ)

امام مالک کے بعض رفقاء اور معاصرین نے بھی آپ سے کسبِ فیض کیا۔

امام اوزاعیؒ (157ھ شام) ، امام ثوریؒ (161ھ بصرہ) ،

سفیان بن عیینہؒ (198ھ) ، لیث بن سعدؒ (175ھ مصر) ،

ابن جریجؒ (150ھ) ، شعبہ بن حجاجؒ (170ھ)،

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلاصہ ...... صِحّت کے اعتبار سے کتب حدیث کے طبقات

1- احادیث کی سب سے مستند کتاب ، صحیح البخاری ہے۔

2- صحیح البخاری کے بعد ، سب سے مستند کتاب صحیح مسلم ہے۔

3- موطا امام مالکؒ کی مرفوع حدیثیں بھی ، بخاری و مسلم کے ہم پلہ ہیں۔

4- صحاحِ ستہ (6 صحیح) میں ، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ ، بقیہ چار (4) کتابیں (a) سنن نسائی ، (b) سنن ابی داؤد ، (c) سنن ترمذی اور (d) سنن ابن ماجہ ہیں۔

5- صحاح ستہ (6 صحیح) کی ساری حدیثیں صحیح نہیں ہیں ، البتہ بخاری اور مسلم میں صرف صحیح حدیثوں کا التزام کیا گیا ہے۔

6- سُنَن اربعۃ (ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ) کو تغلیباً صحاح ستہ میں شامل کیا جاتا ہے ، کیونکہ ان کتابوں کی حدیثوں کی غالب اکثریت ، صحیح احادیث پر مشتمل ہے۔

7- بعض احادیث کی کتابیں ایسی بھی ہیں ، جن میں رطب اور یابس ، صحیح اور غلط ، سب کچھ موجود ہے۔ان کتابوں کی سختی سے چھان بین ضروری ہوتی ہے۔

8- مشکوٰۃ المصابیح احادیث کا ایک اچھا اور مفید مجموعہ ہے۔ اس کتاب میں ہر موضوع پر ایک باب ہے اور ہر باب کی تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث ہیں ، جن پر سو فیصد اعتماد کیا جا سکتا ہے۔دوسری فصل میں ، سنن اربعۃ کی احادیث ہیں ، جن میں زیادہ تر صحیح ہیں۔تیسری فصل میں صحیح ، حسن ، ضعیف ، موضوع ہر قسم کی روایات موجود ہیں۔

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

سوالات

1- صحت کے اعتبار سے احادیث کی کتابوں کے چار (4) طبقات بیان کیجیے اور ہر طبقے کی چند کتابوں کا ذکر کیجیے۔

2- جامع ، مسند ، معجم ، مستدرک ، مستخرج اور مصنف سے کیا مُراد ہے؟

3- محمد ناصرالدین البانیؒ کی تحقیق کے مطابق ، سُننِ اربعۃ میں سے کون سی کتاب میں ، زیادہ صحیح اَحادیث پائی جاتی ہیں؟ اور کون سی کتاب میں ، ضعیف اَحادیث کی تعداد زیادہ ہے؟

4- صحیح اَحادیث کے مراتب کیا ہیں؟

5- امام بخاریؒ کے حالاتِ زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

6- امام مسلمؒ کے حالاتِ زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

7- امام مالکؒ کے حالاتِ زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھیے۔

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

● چودھواں باب

راویوں کے مراتب

www.sirat-e-mustaqeem.com

راویوں کے مراتب

راویوں کے کل بارہ مراتب ہیں۔جن میں سے چھ (6) تعدیل کے اور چھ (6) جرح کے ہیں۔

تعدیل کی تعریف: "تعدیل" سے مراد ، حدیث کے راویوں کی عدالت کی توثیق ہے۔اس توثیق کے چھ درجے ہیں۔ پہلے دو (2) درجے اعلیٰ ، دوسرے دو (2) درجے اوسط اور تیسرے دو (2) درجے اَدنیٰ توثیق کا اظہار کرتے ہیں۔

جرح کی تعریف: "جــرح" سے مراد حدیث کے راویوں پر تنقید اور اعتراض کرنا ہے۔بعض پر ہلکی جرح، بعض پر سخت جرح اور بعض پر سخت ترین الفاظ میں جرح کی گئی ہے۔اس کے بھی چھ مراتب ہیں۔ پہلے دو مرتبوں میں ہلکی جرح ثابت ہوتی ہے۔دوسرے دو میں اس سے شدید تر اور آخری دو میں شدید ترین ہے۔اس آخری اور شدید ترین جرح کی روشنی میں راوی، دجّال ،وضّاع اور کذّاب قرار پاتا ہے۔

تعدیل کے چھ (6) مراتب اور اُن کے الفاظ

تعدیل کے دو اعلیٰ درجے پہلے، دوسرے، اور تیسرے درجے کے راویوں کی حدیثیں قابلِ حجت یعنی قابلِ استدلال ہیں۔اگرچہ کہ ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت حاصل ہے۔تعدیل میں سب سے اونچا درجہ صحابہؓ کا ہے۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے راویوں کی عدالت کے سلسلے میں سب سے پہلے صحابہؓ کو رکھا ہے۔

صحابی کی تعریف: صحابیؓ وہ شخص ہے ، جس نے رسول ﷺ سے ملاقات کی ہو اور جس کا انتقال اسلام پر ہوا ہو (اگرچہ درمیانی عرصے میں ارتداد کی حالت گزری ہو)۔

اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ:

"اَلصَّحَابَةُ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمْ كُلُّهُمْ عَدُولٌ"

یعنی تمام صحابہؓ عادل ہیں ، چاہے وہ فتنوں کے دور (یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانے) میں ، ملوث ہی کیوں نہ ہوئے ہوں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

صحابہ کی عدالت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی صحابیؓ، رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے سلسلے میں دانستہ کذب کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔ فتنوں کے دور میں ، صحابہؓ کے طرزِ عمل کو ایسا اجتہاد سمجھا جائے گا ، جس کے غلط ہونے پر ایک اجر بہر حال موجود ہے اور صحیح ہونے پر دو اجر ہیں۔

صحابہؓ حاملینِ شریعت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے لیے انہیں منتخب فرمایا۔ صحابہ کے زمانے کو رسول اللہ ﷺ نے خَیرُ القُرون (بہترین زمانہ) قرار دیا۔ لہٰذا تمام صحابہؓ کو علمِ حدیث کے سلسلے میں 'عادِل' تصور کیا جائے گا۔

1- پہلے درجے کا راوی

یہ قابلِ حُجّت اور اعلیٰ درجے کا راوی ہے۔ اس کی توثیق میں " اَفعَلُ " (اِسم تفضیل) کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔ یا اعلیٰ درجے کے الفاظ سے اس کی توثیق کی جاتی ہے۔ مثلاً

a- فُلان" أَثْبَتُ النَّاسِ (فلاں شخص سب سے زیادہ ثقاہت کا حامل ہے)

b- اَوثَقُ النَّاسِ (لوگوں میں سب سے زیادہ ثقہ ہے)

c- فُلان" إِلَيْهِ الْمُنْتَهٰى فِي التَّثَبُّت (فلاں شخص پختگی میں اپنی انتہا پر ہے)

2- دوسرے درجے کا راوی

یہ راوی قابلِ حُجّت یعنی قابلِ استدلال ہوتا ہے ، اور اس راوی کی توثیق کے لیے دو (2) صفات استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً

a- ثِقَة" ثِقَة" (بہت ہی قابلِ اعتماد) b- ثِقَة" ثَبت" (قابلِ اعتماد اور پختہ)

c- مُتقِن" مُتقِن" (ماہر و مضبوط) d- ثِقَة" حَافِظ" (قابلِ اعتماد اور ذہین)

تعدیل کے دو اوسط درجے:

3- تیسرے درجے کا راوی

یہ راوی بھی قابلِ حُجّت یعنی قابلِ استدلال ہوتا ہے ، لیکن اس راوی کی توثیق کے لیے صرف ایک (1) لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے

www.sirat-e-mustaqeem.com

a- ثِقَۃ" (قابلِ اعتماد)   b- حُجَّۃ" (قابلِ حجت)
c- ثَبت" (پختہ)   d- مُتقِن" (ماہر)
e- عَدْل" (عادل)

4- چوتھے درجے کا راوی

(چوتھے اور پانچویں درجے کے راویوں کی احادیث قابلِ حُجَّت نہیں ہوتی ہیں ، لیکن پہچان اور تفتیش کے لیے بطور جائزہ ان کا ذکر کیا جا رہا ہے۔)

یہ راوی ناقابلِ حُجَّت یعنی ناقابلِ استدلال ہوتا ہے ، لیکن اس کی روایتوں کو لکھا جاتا ہے ، اور ان کی جانچ کی جاتی ہے۔ اس درجے کے راوی کی توثیق کے لیے 'عدالت' کو تسلیم کیا جاتا ہے، لیکن اس میں "ضَبط" (قوتِ حافظہ) شامل نہیں ہوتی۔ مثلاً

a- صَدُوْق" (بہت سچا)
b- مَحَلُّہُ الصِّدْق (سچائی پر قائم)
c- صَدُوْق" سَیِّئُ الْحِفظ (سچا لیکن حافظے میں کمزور)
d- صَدُوْق" یَھِمُ یا لَہٗ اَوْھَام" (سچا ہے لیکن وہم کا شکار یا اوہام کا شکار)
e- یُخْطِئُ (غلطیاں کرتا ہے)
f- لَابَأْسَ بِہٖ (اس میں کوئی خرابی نہیں)
g- لَیْسَ بِہٖ بَأْس" (اس میں کوئی خرابی نہیں)

تعدیل کے دو ادنیٰ درجے:

5- پانچویں درجے کا راوی

یہ راوی بھی ناقابلِ حجت یعنی ناقابلِ استدلال ہوتا ہے ، لیکن اس کی روایتیں لکھی جاتی ہیں اور ان کی تفتیش کی جاتی ہے۔ راوی کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، جن میں کوئی توثیق کی علامت نہیں ہوتی۔ مثلاً

a- فُلَان" شَیْخ" (فلاں آدمی شیخ ہے)
b- رَوَی عَنْہُ النَّاسُ (لوگ ان سے روایت کرتے ہیں)

www.sirat-e-mustaqeem.com

6- چھٹے درجے کا راوی

چھٹے درجے کے راویوں کی احادیث بھی قابل حجت نہیں سمجھی جاتیں۔ انہیں لکھا جاتا ہے لیکن تفتیش کے لیے ان کا جائزہ نہیں لیا جاتا، کیوں کہ اس درجے میں راوی کے حافظے کی خرابی کا معاملہ پوری طرح واضح ہوتا ہے۔ یہ درجہ اگرچہ تعدیل کا آخری درجہ ہے لیکن جرح کے قریب ہے مثلاً

a- فُلان" صَالِحُ الْحَدِيثِ (فلاں حدیث کے معاملے میں مناسب طرزِ عمل رکھتا ہے)

b- فُلان" يُكْتَبُ حَدِيثُهُ (فلاں آدمی کی حدیث لکھی جاتی ہے)

جرح کے چھ (6) مراتب اور اُن کے الفاظ

جرح کے دو ادنیٰ درجے:

ساتویں اور آٹھویں درجے کے راویوں کی حدیثیں ناقابلِ حجت ہوتی ہیں لیکن ان احادیث کو صرف اعتبار یعنی تحقیق و تفتیش اور چھان پھٹک کے لیے لکھا جاتا ہے۔

7- ساتویں درجے کا راوی

ساتویں درجے میں راوی کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جن سے نرم رویے کا استدلال کیا جاتا ہے۔ یہ جرح کا پہلا درجہ ہے۔ جیسے

a- فُلان" لَيِّنُ الحَدِيثِ (فلاں شخص حدیث میں نرم رویہ اختیار کرتا ہے)۔

b- فِيهِ مَقَال" (اس راوی کے متعلق باتیں کہی گئی ہیں)۔

8- آٹھویں درجے کا راوی

آٹھویں درجے کے راوی کی روایت بھی ناقابلِ حجت یعنی ناقابلِ استدلال ہوتی ہے۔ یہ جرح کا دوسرا درجہ ہے۔ آٹھویں درجے کے راوی کے لیے کچھ اس طرح کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

a- فُلان" لَا يُحْتَجُّ بِهِ (فلاں کی روایت ناقابل حجت ہوتی ہے)۔

b- لَهُ مَنَاكِير" (فلاں شخص کے پاس منکر روایات ہیں)۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

c- ضَعِیف" (یہ شخص بہت کمزور ہے)۔

جرح کے دو اوسط درجے:

نویں ، دسویں ، گیارہویں ، اور بارہویں درجے کے راویوں کی حدیثیں نہ تو قابلِ حجت ہوتی ہیں ، اور نہ لکھی جاتی ہیں ، اور نہ ان کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

9- نویں درجے کا راوی

یہ جرح کا تیسرا درجہ ہے۔ نویں درجے کے راوی کے لیے کچھ اس طرح کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

a- فُلَان" لَا یُکْتَبُ حَدِیثُهُ (فلاں شخص کی حدیث نہیں لکھی جاتی)

b- لَا تَحِلُّ الرِّوَایَةُ عَنْهُ (اس آدمی سے روایت کرنا جائز نہیں ہے)

c- ضَعِیف" جِدًّا (یہ شخص بہت ہی کمزور ہے)

d- وَاهٍ بِمَرَّةٍ (بالکل واہی تباہی)

10- دسویں درجے کا راوی

دسویں درجے کے راوی پر جرح اور تنقید زیادہ شدید ہوتی ہے۔اس پر جھوٹ کا اتہام اور الزام ہوتا ہے۔ یہ جرح کا چوتھا درجہ ہے۔ اس درجے کے راوی کے لیے مندرجہ ذیل قسم کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

a- فُلَان" مُتَّهَم" بِالْکَذِبِ (فلاں پر جھوٹ کا اتہام ہے)

b- فُلان" مُتَّهَم" بِالْوَضْعِ (فلاں پر حدیث گھڑنے کا الزام ہے)

c- یَسْرُقُ الْحَدِیثَ (یہ شخص حدیثیں چراتا ہے)

d- سَاقِط" (یہ شخص ناقابل اعتبار ہے)

e- مَتْرُوک" یا مَتْرُوکُ الْحَدِیثِ (اس شخص کی حدیثوں کو ترک کر دیا گیا ہے)

f- لَیْسَ بِثِقَةٍ (یہ شخص قابلِ اعتماد نہیں ہے)

جرح کے دو اعلیٰ درجے:

(آخری دو (2) درجوں میں سخت ترین تنقید کی جاتی ہے)

www.sirat-e-mustaqeem.com

11- گیارھویں درجے کا راوی

یہ جرح کا شدید تر پانچواں درجہ ہے۔ یہ راوی ناقابلِ حُجت ہوتا ہے۔ نہ اس کی روایت کی کتابت کی جاتی ہے اور نہ ہی یہ قابلِ اعتبار ہوتا ہے۔ راوی کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جن میں راوی کے جھوٹے ہونے کی صراحت موجود ہوتی ہے۔ مثلاً

a- کَذَّاب" (یہ بہت بڑا جھوٹا ہے۔)

b- دَجَّال" (یہ بہت بڑا فریبی ہے۔)

c- وَضَّاع" (یہ بہت بڑا جعل ساز اور حدیثوں کا گھڑنے والا ہے)

d- یَکْذِبُ (یہ جھوٹ بکتا ہے۔)

e- یَضَعُ (جعل سازی کرتا ہے۔)

f- یَضَعُ الحَدِیْثَ (یہ حدیث گھڑتا ہے۔)

12- بارھویں درجے کا راوی

یہ راوی پر جرح اور تنقید کا چھٹا اور آخری درجہ ہے۔ اس میں راوی کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو اس کے جھوٹ اور جعل سازی کی بلندی و انتہا کی صراحت و وضاحت کرتے ہیں۔

a- فُلَان" أَکْذَبُ النَّاسِ (فلاں سب سے بڑا جھوٹا ہے۔)

b- اِلَیْهِ الْمُنْتَهٰی فِی الْکَذِبِ (اس کی ذات پر جھوٹ کی انتہا ہے۔)

c- هُوَ رُکْنُ الْکَذِبِ (وہ جھوٹ کا رکنِ رکین ہے۔)

d- هُوَ مَنْبَعُ الْکَذِبِ (وہ جھوٹ کا منبع ہے۔)

خلاصہ ...... راویوں کے مراتب

1- حدیث کے بارے میں یہ تعین کرنے کے لیے یہ حدیث ، صحیح ہے یا حسن ، ضعیف ہے یا موضوع ، راویوں کے حالات کا جاننا ضروری ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

2- راویوں پر تنقید اور اعتراض کو (Criticism, Objections, Disapproval) جَرح کہتے ہیں۔

3- راویوں کی تصدیق ، تائید ، توثیق اور تصویب کو علمِ حدیث کی اصطلاح میں تَعدیل (Approval) کہتے ہیں۔

4- تَعدیل کے چھ (6) مراتب ہیں۔

5- جَرح کے بھی چھ (6) مراتب ہیں۔

مشق

1- لائبریری جا کر حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی کتاب تقریب التھذیب تلاش کیجیے ، اور دس (10) ایسے راوی تلاش کیجیے ، جن پر جَرح ہوئی ہے ، جن کے لیے جَرح کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

2- لائبریری جا کر حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی کتاب تقریب التھذیب تلاش کیجیے ، اور دس (10) ایسے راوی تلاش کیجیے ، جن کی تَعدیل ہوئی ہے ، جن کے لیے تَعدیل کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

بیان حدیث میں احتیاط کیجیے

(بلا حوالہ، بلا سند باتوں کے اظہار سے بچیے)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ

(مسلم ، المقدمة ، باب 3 ، حديث 7)

"آدمی کو یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کردے"

www.sirat-e-mustaqeem.com

پندرہواں باب

تاریخِ روایتِ اَحادیث

www.sirat-e-mustaqeem.com

تاریخِ روایتِ اَحادیث

اسلامیات کے ابتدائی طالب علم کے لیے یہ بات بڑے تجسس کی حامل ہوتی ہے کہ فقہ کے چار مشہور اماموں کا زمانہ کون سا ہے؟ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ اور دیگر محدثین کب پیدا ہوئے؟ اس وقت کس کا دورِ خلافت تھا؟ خلفائے راشدین کے کیا کارنامے تھے؟ مسلمانوں میں قرآن وسنت سے فکری انحراف کا آغاز کب سے ہوا؟ باطل فرقے کب وجود میں آئے؟ اور علمِ حدیث کی میراثِ روایت، کس طرح تواتر کے ساتھ ثقہ افراد کے ذریعے نسل درنسل صحابہؓ، تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد کے محدثین میں منتقل ہوتی گئی؟

چنانچہ ذیل میں صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، اور ان کے بعد آنے والے علمائے حدیث کے حالات اختصار کے ساتھ دیئے جارہے ہیں۔ قوسین میں ان کی تاریخ وفات درج ہے۔ اور کہیں کہیں مختصر تعارف بھی۔ ہر صدی کے محدثین کو الگ الگ رکھا گیا ہے۔ سنِ وفات کی تاریخی ترتیب ہی کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ کس طرح اس امت نے، آخری رسول حضرت محمد صلّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (11ھ) کے فرمان ''مجھ سے روایت کرو'' ﴿حَدِّثُوا عَنِّی﴾ (مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب 17، حدیث 1259) کی تعمیل میں پہلے دور ہی سے حدیثوں کو یاد رکھا اور لکھا، اور اگلی نسلوں تک پہنچایا اور دوسرے دور میں راویوں کی چھان بین کی صحیح اور غلط کو ممیّز کیا اور کتابوں میں محفوظ کر کے احتیاط کے ساتھ اگلی نسلوں تک پہنچایا۔

سب سے پہلے آپ اگلے صفحہ پر دیئے گئے چارٹ کی مدد سے ان فقہاء، محدثین اور خلفاء کے ادوار کا سرسری جائزہ لیجیے، اس کے بعد ان کی مجمل تفصیلات ملاحظہ فرمائیے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی ۔ایک نظر میں

واقعہ	سن بعثت	عمر رسول ﷺ
پیدائش	9ربیع الاول	----
والدہ کا انتقال	----	6 سال
دادا کا انتقال	----	8 سال
حضرت خدیجہؓ (چالیس سالہ) سے شادی	----	25 سال
نبوت کے منصب پر سرفرازی اور فرضیتِ نماز	----	40 سال
خفیہ دعوت کا تین سالہ دور	1 تا 3 بعثت	43-40 سال
علی الاعلان دعوت کا آغاز	3 بعثت (اواخر میں)	43 سال
مخالفت کا پہلا دور (استہزاء اور پروپیگنڈہ)	3 تا 5 بعثت	45-43 سال
ہجرتِ حبشہ	رجب 5 بعثت	45 سال
شدید مخالفت کا دوسرا دور	5 تا 7 بعثت	47-45 سال
شعبِ ابی طالب میں تین سال کی محصوری	یکم محرم ۔7 بعثت	47 سال
وفاتِ ابو طالب	رجب 10 بعثت	50 سال
وفات حضرت خدیجہؓ (65 سال کی عمر میں)	رمضان ۔10 بعثت	50 سال
حضرت سودہؓ سے نکاح	شوال ۔10 بعثت	50 سال
سفرِ طائف	شوال ۔10 بعثت	50 سال
حضرت عائشہؓ سے نکاح	شوال ۔11 بعثت	51 سال
معراج اور فرضیت نمازِ پنجگانہ	27 رجب ۔12 بعثت	52 سال
قتل کی سازش اور مدینہ کی طرف ہجرت	صفر ۔14 بعثت	53 سال

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ کی مدنی زندگی ۔ ایک نظر میں

واقعہ	افرادی قوت	سن ہجری	عمر رسول ﷺ
مکے سے مدینہ ہجرت ، قبا آمد		ربیع الاول 1ھ	53 سال
مہاجرین وانصار میں مواخات		پہلی سہ ماہی 1ھ	53 سال
غزوۂ بدر	313 افراد	رمضان 2ھ	54 سال
یہودی قبیلے بنوقینقاع کا محاصرہ اور جلاوطنی		شوال 2ھ	55 سال
غزوۂ احد	700 افراد	شوال 3ھ	56 سال
واقعۂ رجیع اور واقعہ بئرمعونہ		صفر 4ھ	57 سال
غزوۂ بنونضیر ۔ یہودی قبیلے کی جلاوطنی		ربیع الاول 4ھ	57 سال
غزوۂ احزاب		شوال 5ھ	58 سال
یہودی قبیلے بنو قریظہ کا خاتمہ		ذوالحجہ 5ھ	58 سال
معاہدۂ حدیبیہ ۔ بیعتِ رضوان	1,400 افراد	ذوالقعدہ 6ھ	59 سال
غزوۂ خیبر	1,400 افراد	محرم 7ھ	60 سال
عمرۂ قضاء		ذوالقعدہ 7ھ	60 سال
غزوۂ فتح مکہ	10,000 افراد	10 رمضان 8ھ	61 سال
غزوۂ تبوک	30,000 افراد	رجب 9ھ	62 سال
حجۃ الوداع	1,24,000 افراد	ذوالحجہ 10ھ	62 سال
وفات		12 ربیع الاول 11ھ	63 سال

www.sirat-e-mustaqeem.com

حیاتِ حضرت ابوبکر صدیق ؓ ۔ ایک نظر میں

(مُدّتِ خلافت: 11 تا 13 ھ سوا دو سال)

اہم واقعات	سن	حضرت ابوبکرؓ کی عمر
پیدائش (ولادتِ رسول ﷺ کے دو سال بعد خاندان بنی تیم میں)	----	----
قبولِ اسلام (مردوں میں سب سے پہلے اسلام لے آئے)	1 نبویؐ	37 سال
ہجرتِ حبشہ کے لیے نکلے مگر ابن دغنہ نے روک کر اپنی امان میں لے لیا	5 نبویؐ	42 سال
آپ کے ذریعے کئی لوگ مسلمان ہوئے، کئی غلاموں کو آزاد کیا۔	1 تا 13 نبویؐ	36 تا 49 سال
رسول ﷺ کے ساتھ ہجرتِ مدینہ (ثانی اثنین کا لقب قرآنی)	ربیع الاول 1ھ	50 سال
واقعۂ افک، مِسطَح بن اُثاثہ کی کفالت سے دستبرداری اور اجراء	شعبان 6ھ	56 سال
تبوک کے موقع پر اپنا پورا مال فی سبیل اللہ پیش کیا	رجب 9ھ	59 سال
رسول ﷺ نے امیرِ حج کی حیثیت سے تقرر کیا۔	ذوالقعدہ 9ھ	59 سال
وفاتِ رسول ﷺ اور بیعتِ خلافتِ حضرت ابوبکرؓ	ربیع الاول 11ھ	61 سال
وفاتِ حضرت ابوبکر صدیق ؓ	جمادی الثانی 13ھ	63 سال

www.sirat-e-mustaqeem.com

دورِ حضرت ابوبکر صدیقؓ۔ اہم کارنامے (ربیع الاول 11ھ تا جمادی الثانی 13ھ)

	سن	ابوبکرؓ کی عمر
فتوحات حضرت ابوبکر صدیقؓ:		
1- فتحِ موتہ (شام کی جانب)۔ اسامہؓ بن زیدؓ سالار لشکر	11ھ	61 سال
2- فتحِ ایران: اُبُلّہ (بصرہ) اور کاظمہ (کویت) کی طرف۔ خالدؓ بن ولید	12ھ	62 سال
3- کسکر، امغیشیا، حیرہ، انبار، عین التمر اور دومۃ الجندل کی فتح۔ (خالدؓ بن ولید)	12ھ	62 سال
4- دمشق کی جانب یزیدؓ بن ابی سفیانؓ کے ساتھ 3,000 افواج کو روانہ کیا۔	13ھ	63 سال
5- حمص (شام) کی جانب ابوعبیدہؓ بن الجراحؓ کو روانہ کیا۔ تعداد تین ہزار (3,000)	13ھ	63 سال
6- اُردن کی جانب شرحبیلؓ بن حَسَنَہ کو روانہ کیا	13ھ	63 سال
7- غزہ (فلسطین) کی جانب عمروؓ بن العاص کو روانہ کیا۔ تعداد تین ہزار (3,000)	13ھ	63 سال
منکرین زکوٰۃ کے خلاف جنگ:		
بنوعبس اور بنو ذبیان کے خلاف خود حضرت ابوبکرؓ نے جنگ کی	11ھ	61 سال
مرتدین کے خلاف جنگ:		
1۔ بحرین میں نعمان بن منذر کو، حضرت علاءؓ بن حضرمی نے قتل کیا۔	12ھ	62 سال
2۔ عُمان اور دبئی میں لقیط بن مالک کو، حضرت حذیفہؓ بن محصن نے قتل کیا۔	12ھ	62 سال
3۔ اہلِ کندہ (یمن) کے مرتدین کو، حضرت زیاد بن لبید نے زیر کیا۔	12ھ	62 سال
4۔ بنی سلیم اور عرفجہ کی طرف، حضرت طریفہؓ کو روانہ کیا	12ھ	62 سال
جھوٹے مدعیانِ نبوت کا استیصال:		
1۔ مسیلمہ کذاب کا خاتمہ (جنگِ یمامہ۔ ریاض کے پاس)۔ عکرمہؓ بن ابی جہل، شرحبیلؓ بن حسنہ، خالدؓ بن ولید اور وحشیؓ بن حرب نے حصہ لیا)	12ھ	62 سال
2۔ اَسوَد عَنسی کذاب کا قتل (یمن، حضرموت)	12ھ	62 سال
3۔ طلیحہ بن خویلد اسدی کذاب شام فرار ہوگیا۔ پھر مسلمان ہوا (بنی اسد وغطفان)	12ھ	62 سال
جمع و ترتیبِ قرآن ۔ مصحفِ صدیقی (حضرت زید بن ثابتؓ کی نگرانی میں)	13ھ	63 سال

www.sirat-e-mustaqeem.com

حیاتِ حضرت عمر فاروق ؓ - ایک نظر میں (مدّتِ خلافت: 13 تا 23 ھ - 10 سال)

اہم واقعات	سن	حضرت عمرؓ کی عمر
پیدائش (بعثت سے 26 سال پہلے)	——	——
رسول ﷺ کی منصبِ نبوت پر سرفرازی	1 نبوی	26 سال
قبولِ اسلام	7 نبوی	33 سال
خانۂ کعبہ میں علی الاعلان نماز پڑھی اور 'فاروق' کا لقب پایا	7 نبوی	33 سال
ہجرتِ مدینہ	ربیع الاول 1ھ	39 سال
اذان کے لیے رائے دی اور اس پر اتفاق ہوا	1 ھ	39 سال
غزوۂ احد میں ابوسفیان کے نعروں کا جواب دیا	شوال 3ھ	41 سال
حدیبیہ میں غیرتِ ایمانی کا اظہار کیا	ذوالقعدہ 6ھ	45 سال
وفاتِ رسول ﷺ	ربیع الاول 11ھ	50 سال
حضرت ابوبکرؓ کے انتقال پر، [illegible] خلافت عمرؓ [illegible]	جمادی الثانی 13ھ	53 سال
فتوحات اور دورِ حکمرانی - ساڑھے دس سال	13ھ تا 23ھ	53 سے 63 سال
پارسی غلام ابو اللؤلؤ کے ہاتھوں شہادت	یکم محرم 24ھ	63 سال

www.sirat-e-mustaqeem.com

فتوحاتِ دورِ حضرت عمر فاروقؓ (مدتِ خلافت: 13 تا 23 ہجری ۔ 10 سال چھ ماہ)

فتوحات دورِ عمرؓ	سپہ سالار	سن	حضرت عمرؓ کی عمر
فتح بویب ایرانیوں کی شکست	مثنیٰ بن حارثہ شیبانی	14ھ	54 سال
فتح دمشق (شام)	ابوعبیدہ بن الجراحؓ (خالد بن ولیدؓ)	14ھ	54 سال
قادسیہ کی 3 روزہ جنگ (عراق)	(سعدؓ بن ابی وقاص، خالد بن ارقط)	14ھ	54 سال
فتح اردن	ابوعبیدہ بن الجراحؓ	ذوالقعدہ 14ھ	54 سال
فتح و صلح حمص (شام)	ابوعبیدہ بن الجراحؓ	ذوالقعدہ 14ھ	54 سال
فتح یرموک (ایک لاکھ شامی ہلاک)	ابوعبیدہ بن الجراحؓ	رجب 15ھ	55 سال
فتح مدائن (دجلہ عبور کیا)	سعد بن ابی وقاصؓ	16ھ	56 سال
بیت المقدس کی فتح	عمروؓ بن العاص	16ھ	56 سال
جلولاء (عراق) پر قبضہ	ہاشمؓ بن عتبہ + قعقاعؓ	16ھ	56 سال
تکریت (عراق) پر قبضہ	عبداللہ بن غنمؓ	17ھ	57 سال
خوزستان (ایران) پر قبضہ	ابوموسیٰ اشعریؓ	17ھ	57 سال
عظیم فتح نہاوند (ایران) (فتح الفتوح)	نعمان بن مقرن بعدازاں نعیم بن مقرن	18ھ	58 سال
قیساریہ (شام) کی فتح	امیر معاویہؓ	19ھ	59 سال
اصفہان کی فتح (ایرانی سپہ سالار شہریار کے قتل کے بعد صلح)	عبداللہ بن عبداللہؓ	21ھ	61 سال
فتح مصر (فسطاط کی فتح)	عمروؓ بن العاص	21ھ	61 سال
اسکندریہ (مصر) کی تسخیر	عبادہؓ بن صامت	21ھ	61 سال
ہمدان (ایران) اور طبرستان کی فتح	نعیم بن مقرن	22ھ	62 سال
طرابلس (لیبیا) کی فتح	عمروؓ بن العاص	22ھ	62 سال
فتح آذربائیجان	عتبہ بن فرقد / حذیفہؓ	22ھ	62 سال
صلح آرمینیا	سراقہؓ بن عمرو / عبدالرحمٰن	22ھ	62 سال
خراسان کی فتح (ایران پر مکمل کنٹرول)	احنف بن قیس تابعی	22ھ	62 سال
صلح فارس	ساریہ بن زنیم کنانی	23ھ	63 سال
فتح کرمان و سیستان	سہیل بن عمرو، عاصم بن عمرو	23ھ	63 سال
فتح مکران (سندھ)	حکم بن عمرو تغلبی	23ھ	63 سال

www.sirat-e-mustaqeem.com

حیاتِ حضرت عثمان غنیؓ ۔ ایک نظر میں

(مُدّتِ خلافت: 24 تا 35 ھ ۔ 12 سال)

اہم واقعات	سن	حضرت عثمانؓ کی عمر
پیدائش (بعثت سے 34 سال پہلے)	—	—
قبولِ اسلام	1 نبویؐ	34 سال
ہجرتِ حبشہ (اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کرنے والے پہلے شخص)	5 نبویؐ	42 سال
ہجرتِ مدینہ	ربیع الاول 1ھ	47 سال
بئر رومہ (مدینہ) کی خریداری اور وقف	1ھ	48 سال
حضرت رقیہؓ کے بعد اُمِ کلثومؓ بنتِ رسولؐ سے شادی (ذوالنورین لقب)	2ھ	49 سال
حدیبیہ میں سفارت کی خدمات (بیعتِ رضوان)	ذیقعدہ 6ھ	54 سال
غزوۂ تبوک میں، بیس ہزار سے زائد فوج کے اخراجات ادا کیے	رجب 9ھ	56 سال
وفاتِ رسول اللہ ﷺ	ربیع الاول 11ھ	58 سال
وفاتِ حضرت ابوبکرؓ	جمادی الثانی 13ھ	60 سال
شہادتِ عمرؓ اور بیعتِ خلافت عثمانؓ	محرم 24ھ	70 سال
فتحِ افریقہ (الجزائر و مراکش)	26ھ	72 سال
فتحِ قبرص (پہلا بحری حملہ)	28ھ	74 سال
عظیم الشان بحری جنگ	31ھ	77 سال
مدینہ پر باغیوں کی شورش اور اصلاح کی کوششیں	35ھ	82 سال
کنانہ بن بِشر، عَمرو بن الحمق اور سودان بن حمران کے ہاتھوں شہادت	ذی الحجہ 35ھ	82 سال

www.sirat-e-mustaqeem.com

حیاتِ حضرت علیؓ ۔ ایک نظر میں (مدّتِ خلافت: 35 تا 40 ھ ۔ 4 سال 9 ماہ)

اہم واقعات	سن	حضرت علیؓ کی عمر
پیدائش (بعثت سے دس سال قبل)	—	—
بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا	1 نبوی	11 سال
ہجرت کی رات، رسول اللہ ﷺ کی جگہ سوئے	13 بعثت	23 سال
ہجرتِ مدینہ اور تعمیرِ مسجد میں حصہ لیا	1ھ	23 سال
غزوۂ بدر میں عَلَم برداری، انفرادی مقابلوں میں شمولیت اور فتح	رمضان 2ھ	24 سال
بنتِ رسولؐ حضرت فاطمہؓ سے نکاح اور رخصتی	2ھ-3ھ	24-25 سال
صلحِ حدیبیہ (معاہدے سے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ مٹانے سے انکار)	ذیقعدہ 6ھ	28 سال
غزوۂ خیبر (عَلَم برداری اور فتح)	محرم 7ھ	29 سال
وفاتِ رسول ﷺ و خلافتِ ابوبکرؓ	ربیع الاول 11ھ	33 سال
وفاتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ	جمادی الثانی 13ھ	36 سال
شہادتِ عمرؓ اور بیعتِ خلافتِ حضرتِ عثمانؓ	محرم 24ھ	46 سال
بیعتِ خلافت۔ امیر معاویہؓ کا انکار	ذی الحجہ 35ھ	58 سال
دارالخلافہ کی مدینہ سے کوفہ (عراق) منتقلی	35ھ	58 سال
جنگِ جمل	36ھ	59 سال
جنگِ صفین کا آغاز	37ھ	60 سال
واقعہ تحکیم اور خارجی فرقہ کی بنیاد	صفر 37ھ	60 سال
خارجیوں کے خلاف معرکۂ نہروان	38ھ	61 سال
بحری راستے سے ہندوستان (کوکن) پر حملہ	39 ھ	62 سال
ابنِ ملجم خارجی کے ہاتھوں شہادت بمقام کوفہ (نجف)	رمضان 40ھ	63 سال

www.sirat-e-mustaqeem.com

دورِ رسالت

حضور ﷺ 0-11ھ

الخلفاء الراشدین

ابوبکرؓ	11-13ھ
عمرؓ	13-23ھ
عثمانؓ	23-35ھ
علیؓ	35-40ھ

دورِ بنی امیہ

امیر معاویہؓ	40-60ھ
یزید	60-64ھ
عبدالملک	65-86ھ
ولید	86-96ھ
عمر بن عبدالعزیز	99-101ھ
ہشام	105-125ھ
مروان ثانی	127-132ھ

دورِ بنی عباس

سفاح	132-137ھ
منصور	137-158ھ
مہدی	158-168ھ
ہادی	168-170ھ
ہارون الرشید	170-194ھ
امین	194-199ھ
مامون عباسی	199-219ھ
معتصم	219-228ھ
واثق	228-233ھ
متوکل عباسی	233-247ھ
معتز	251-256ھ
معتمد عباسی	256-278ھ

خلفاء ، فقہاء اور محدثین ایک نظر میں

رسول اللہ ﷺ (11ھ)

کوفہ اسکول

علیؓ (40ھ)
ابن مسعودؓ (32ھ)

شریحؒ (78ھ)
علقمہؒ (62ھ)
مسروقؒ (63ھ)

ابراہیم نخعیؒ (96ھ)
شعبیؒ (104ھ)
حمادؒ (104ھ)

امام ابو حنیفہؒ (150ھ)

زفرؒ (158ھ) — ابو یوسفؒ (183ھ) — محمدؒ (189ھ)

مدینہ اسکول

ابن عمرؓ (73ھ) ابو ہریرۃؓ (57ھ)
جابرؓ (78ھ) انسؓ (93ھ)

عروۃؒ (94ھ) سعید بن مسیبؒ (94ھ)
سالمؒ (106ھ) نافعؒ (117ھ)
زہریؒ (124ھ)

امام مالکؒ (179ھ)

امام شافعیؒ (204ھ) — امام محمدؒ (189ھ) — ابن مبارکؒ (181ھ)

امام احمد بن حنبلؒ (241ھ)

امام بخاریؒ (256ھ) — امام مسلمؒ (261ھ) — امام ابوداؤدؒ (275ھ) — امام ترمذیؒ (279ھ) — امام ابن ماجہؒ (273ھ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

خلفاء ، فقہاء اور محدثین ایک نظر میں

پچھلے صفحے پر آپ نے ایک چارٹ (CHART) ملاحظہ کیا۔ اس کے اہم نکات نوٹ کیجیے اور تاریخِ اسلام کی عظیم شخصیات کے ادوار کو ذہن نشین کر لیجیے۔

1- رسول اللہ ﷺ کا دورِ حکومت ، 0 تا ربیع الاوّل 11 ھ ہے۔

خلافتِ راشدہ

2- حضرت ابو بکرؓ کا دورِ حکومت ، ربیع الاوّل 11ھ تا جمادی الثانی 13ھ ہے۔

3- حضرت عمرؓ کا دورِ حکومت ، ربیع الثانی 13ھ سے یکم محرم 24ھ تک ہے۔

4- حضرت عثمانؓ کا دورِ حکومت ، محرم 24ھ سے ذی الحجہ 35ھ تک ہے۔

5- حضرت علیؓ کا دورِ حکومت ، ذی الحجہ 35ھ سے رمضان 40ھ تک ہے۔

6- 40ھ میں خلافتِ راشدہ کا اختتام ہو گیا اور شخصی ، خاندانی اور موروثی خلافت کا آغاز ہوا۔

خلافتِ بنی اُمیّہ اور خلافتِ بنی عباسؓ

7- 40ھ سے 132ھ تک پورے 92 سال تک ، بنی اُمیہ کے خاندان نے حکومت کی۔

8- 132ھ سے 656ھ تک پورے 524 سال ، بنو عباس نے حکومت کی۔ ان کا پہلا خلیفہ سفّاح تھا۔ آخری خلیفہ مُعتَصِم باللہ کو ہلاکو خان نے قتل کر دیا۔

فقہ کے چار مشہور امام

9- امام مالکؒ 93ھ میں پیدا ہوئے اور 179ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ امام مالکؒ نے علم مدینے کے تابعین (عروۃؒ ، سعید بن مسیبؒ ، نافعؒ ، زہریؒ وغیرہ) سے حاصل کیا اور انہوں نے مدینے میں مقیم صحابہؓ (ابن عمرؓ ، ابو ہریرہؓ وغیرہ) سے علم حاصل کیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

10- امام ابو حنیفہؒ 80ھ میں پیدا ہوئے اور 150ھ میں انتقال فرمایا۔ امام ابو حنیفہؒ کے علم کی بنیاد کوفی تابعین (قاضی شریحؒ ، علقمہؒ ، مسروقؒ وغیرہ) اور کوفی صحابہ بالخصوص حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات پر منحصر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے بنواُمیہ کا دور بھی دیکھا اور بنو عباس کا بھی۔

11- امام شافعیؒ 150ھ میں پیدا ہوئے اور 204ھ میں انتقال فرمایا۔ یہ بنو عباس کا دورِ خلافت تھا۔ امام شافعیؒ نے ابتداء میں امام مالکؒ سے مدنی روایات علم حاصل کیا۔ پھر بغداد جا کر عراقی روایات کا علم حاصل کیا۔ امام شافعیؒ مدنی مکتبۂ فقہ اور عراقی مکتبۂ فقہ کو جمع کرنے والے ہیں۔ پھر یہ مصر گئے اور مصر میں ملنے والی احادیث کی روشنی میں اپنے نئے مکتب کی بنیاد رکھی۔ مصر میں انتقال فرمایا۔

12- امام احمد بن حنبلؒ نے 241ھ میں وفات پائی۔ ان کا زمانہ بھی بنو عباس کی خلافت کا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ابتداء میں امام شافعیؒ سے استفادہ کیا۔ مشہور علمائے حدیث امام احمد بن حنبلؒ ہی کے شاگرد ہیں۔ مسند احمد ان کی مشہور تصنیف ہے۔

حدیث کے مشہور امام

13- روایت حدیث اور کتابتِ حدیث کا کام ، رسول اللہ ﷺ کے بعد مسلسل جاری وساری رہا، لیکن کتابی اعتبار سے تدوینِ حدیث کا زیادہ تر کام 140ھ سے 270ھ کے درمیان ہوا۔

14- امام احمد بن حنبلؒ کے شاگردوں میں ، مندرجہ ذیل مشہور محدثین شامل ہیں۔

(a)	امام بخاریؒ :	پیدائش 194ھ	...... وفات 256ھ
(b)	امام مسلمؒ :	پیدائش 204ھ	...... وفات 261ھ
(c)	امام ابوداؤدؒ :	پیدائش 202ھ	...... وفات 275ھ
(d)	امام ترمذیؒ :	پیدائش 209ھ	...... وفات 279ھ
(e)	امام ابن ماجہؒ :	پیدائش 209ھ	...... وفات 273ھ

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول ﷺ کے تحریری حکم نامے

- **حضرت محمد رسول اللہ ﷺ (المتوفیٰ 11ھ) :**

رسول اللہ ﷺ نے 7ھ میں اپنے کاتبین سے خود خطوط لکھوا کر مختلف سلاطین کو بھیجے۔ان میں قیصرِ روم، پرویز (شاہِ ایران)، نجاشی (شاہِ حبشہ)، مقوقس (شاہِ مصر)، منذر بن ساویٰ (شاہِ بحرین)، شاہِ عمان، وغیرہ شامل ہیں۔حضرت ابو شاہ یمنیؓ کو، فتحِ مکہ کے موقع پر دیے گئے خطبے کو قلم بند کرنے کا حکم دیا (صحیح بخاری)۔رسول ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو ایک صحابی کے قتل پر دیت کا تحریری حکم جاری کیا۔(بخاری و مسلم)۔مختلف قبائل کے نام دیت کے مسائل لکھوا کر ارسال کیے (مسلم) ایک صحابی کو محاذِ جنگ پر بھیجتے وقت خط لکھوا کر دیا اور حکم دیا کہ اس خط کو وہاں پہنچ کر کھولا جائے اور تمام مجاہدین میں پڑھ کر سنایا جائے (بخاری)۔ہجرت کے بعد مدینے کے یہودیوں کے ساتھ 53 دفعات پر مشتمل ایک معاہدہ تحریر کرایا (ابن ہشام)۔اپنے دو غلام حضرت رافعؓ اور حضرت علائیؓ کو آزاد کر کے آزادی کا تحریری پروانہ عطا فرمایا (مسند احمد)۔5ھ میں بنو غطفان ، 6ھ میں قریش سے (صلحِ حدیبیہ) اور 9ھ میں اکیدر بن عبدالملک سے تحریری معاہدے کیے (طبرانی، ابن سعد)۔حضرت معاذؓ بن جبل کو اُن کے بیٹے کے انتقال پر ایک تحریری تعزیت نامہ یمن روانہ کیا (مستدرک حاکم)۔ایک صحابی ہلال بن حارث مزنیؓ کو زمین کے لیے تحریری حکم جاری فرمایا۔

ایک انصاری صحابی نے رسول ﷺ سے کہا: ”میں آپ ﷺ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں ، مگر یاد نہیں رکھ سکتا۔“ تب رسول ﷺ نے فرمایا: ﴿اِسْتَعِنْ بِيَمِيْنِکَ وَاَوْمَأَ بِيَدِهٖ اِلَى الْخَطِّ﴾ ”اپنے ہاتھ سے مدد لو اور پھر ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ لکھ لیا کرو“ (ترمذی)۔فتحِ مکہ کے دوسرے دن خطبے میں رسول ﷺ نے فرمایا: ﴿وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ﴾ ”جو حاضر ہیں وہ اُن لوگوں تک میری احادیث پہنچادیں ، جو حاضر نہیں ہیں۔(بخاری)

بنو عبدالقیس کے وفد کو رسول ﷺ نے احکام بتانے کے بعد کہا: ﴿اِحْفَظُوْهُ وَاَخْبِرُوْهُ مَنْ وَرَاءَ کُمْ﴾ ” ان باتوں کو یاد کر لو ، اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو جا کر بتاؤ۔“ (بخاری و مسلم)

اَسمائے صحابہؓ بہ ترتیبِ تاریخِ وفات

دورِ خلافت حضرت ابوبکرؓ 11 تا 13ھ

- **حضرت ابو بکرؓ (المتوفیٰ جمادی الثانی 13ھ) :**

پہلے خلیفۂ راشد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد بس دو سال تین ماہ بقیدِ حیات رہے۔ یہی عرصہ ان کی خلافت کا ہے۔ اِن کے دور میں مرتدین اور منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد ہوا۔ جھوٹے انبیاء کا استیصال ہوا۔ اس لیے آپ سے حدیثوں کی روایت کم ہوئی ہے۔ رسول ﷺ سے عمر میں صرف دو سال چھوٹے تھے۔ 61 سال کی عمر میں خلیفہ بنے اور 63 سال کی عمر میں انتقال کیا۔

دورِ خلافت حضرت عمرؓ (13 تا 23ھ)

- **حضرت سعدؓ بن عبادہ ساعدی خزرجی انصاری رئیس خزرج (المتوفیٰ 15ھ):**

حضرت سعدؓ بن عبادہ نے اَحادیث لکھیں۔ ان کے بیٹے قیسؓ بن سعد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد کی کتاب پائی (مسند احمد) ان سے قیسؓ کے علاوہ ابنِ عباسؓ اور سعید بنؒ مسیب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ حضرت سعدؓ نے رسول ﷺ سے خود احادیث سن کر ایک صحیفہ مرتب کیا تھا۔ (ترمذی)

- **حضرت معاذؓ بن جبل خزرجی انصاری (المتوفیٰ 18ھ):**

رسول اللہ ﷺ نے یمن کا قاضی اور معلم مقرر کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے شام کا حاکم مقرر فرمایا۔ طاعون عمواس میں 36 سال کی عمر تھی کہ انتقال فرمایا۔ آخری وقت میں بھی حدیثیں بیان کیں۔ ان سے جو نیئر صحابہ عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

- **حضرت اُبیؓ بن کعب خزرجی (المتوفیٰ 29ھ) :**

بنونجار سے تھے۔ حافظِ قرآن تھے۔ رسول اللہؐ کے زمانے میں فتویٰ دینے کا اعزاز انہیں حاصل

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے۔قراءت میں مہارت تھی۔بڑے صحابہ بھی ان کے درسِ حدیث میں شرکت فرماتے۔

- **حضرت عمرؓ (شہادت یکم محرم 24ھ):**

دوسرے خلیفۂ راشد ہیں۔ساڑھے 10 سال حکومت کی۔63 سال کی عمر میں ایک غیر مسلم پارسی غلام ابو اللؤلؤ نے شہید کیا۔رسول ﷺ سے 13 سال چھوٹے تھے۔رسول ﷺ کے انتقال کے وقت عمر 49-50 سال تھی۔ان سے عشرۂ مبشرہ اور صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت روایت کرتی ہے۔حضرت عمرؓ کے پاس 'احادیث کا ایک مجموعہ' موجود تھا ، جس میں زکوٰۃ وصدقات کے احکامات درج تھے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت عمرؓ کی یہ کتاب خود پڑھی تھی۔(موطا امام مالکؒ)

دورِ خلافت حضرت عثمانؓ (23 تا 35ھ)

- **حضرت عبداللہؓ بن مسعود (المتوفیٰ 32ھ):**

بدری صحابی ہیں۔848 احادیث روایت کیں۔کوفہ کے قاضی مقرر کیے گئے تھے۔حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں کوفہ کے بیت المال کے ذمے دار تھے۔پھر یہ کوفہ سے مدینہ آ گئے۔ مدینے ہی میں وفات پائی۔علقمہؒ، مسروقؒ ، اور قاضی شریحؒ ان کے مشہور شاگرد ہیں۔ان کے پاس بھی رسول ﷺ کی احادیث تحریری طور پر موجود تھیں۔حضرت معنؒ کہتے ہیں کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک کتاب نکالی اور حلف اٹھاتے ہوئے کہا کہ یہ میرے والد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔(جامع بیان العلم)

- **حضرت عثمانؓ (شہادت ذو الحجۃ 35ھ):**

تیسرے خلیفۂ راشد ہیں۔ رسول ﷺ کی وفات کے وقت 58 سال کے تھے۔ 24ھ میں شہادت عمرؓ کے بعد 70 سال کی عمر میں خلیفہ بنائے گئے۔ 12 سال حکومت کی اور 82 سال کی عمر میں ناحق شہید کیے گئے۔ان سے ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔حضرت عثمانؓ کے پاس

www.sirat-e-mustaqeem.com

احادیث کا ایک مجموعہ صحیفۂ عثمان موجود تھا ، اس میں زکوٰۃ کے جملہ احکام درج تھے۔(بخاری)

دورِ خلافت حضرت علیؓ (35 تا 40ھ)

- **حضرت علیؓ** نے (قتلِ عثمانؓ کی وجہ سے) حرمِ رسول ﷺ کی بے حرمتی کے بعد، 35ھ میں دارالخلافہ مدینے سے کوفہ (عراق) منتقل کر دیا۔

- **حضرت ابو رافعؓ القبطي المصری (المتوفیٰ 36ھ):**

رسول ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسول ﷺ نے انہیں احادیث لکھنے کی اجازت دی تھی اور ان کے پاس احادیث کا صحیفہ موجود تھا۔ (ابن سعد)

- **حضرت سہلؓ بن حنیف الاوسي الانصاری (المتوفیٰ 38ھ):**

بدری صحابی ہیں۔ حضرت علیؓ نے انہیں مدینہ میں اپنا جانشین بنایا تھا۔ فارس کے حاکم بھی رہے۔ ان کے بیٹے ان سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں انتقال کیا۔ رسول اللہ ﷺ اور زید بن ثابتؓ انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی نمازِ جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی۔

- **حضرت علیؓ (شہادت رمضان 40ھ):**

چوتھے خلیفۂ راشد ہیں۔ رسول ﷺ سے عمر میں 30 سال چھوٹے تھے۔ رسول ﷺ کے انتقال کے وقت ان کی عمر صرف 33 سال تھی۔ 35ھ میں شہادتِ عثمانؓ کے بعد 58 سال کی عمر میں خلیفہ بنائے گئے۔ 63 سال کی عمر میں ابنِ ملجم خارجی نے شہید کیا۔ کوفے کے قریب نجف میں دفن کیے گئے۔ ان سے ایک بڑی جماعت نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ حضرت علیؓ کے پاس احادیث کا ایک ضخیم مجموعہ موجود تھا، جس میں زکوٰۃ، حرمتِ مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور کے نکات درج تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

رسول ﷺ نے حضرت علیؓ کو زکوٰۃ کے مسائل پر ایک صحیفہ لکھوا کر دیا تھا۔ (مسند احمد)

دورِ خلافت حضرت امیر معاویہؓ (40 تا 60ھ)

- **حضرت امیر معاویہؓ:** مشہور صحابی حضرت امیر معاویہؓ فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ کتابتِ وحی کا شرف حاصل کیا۔ کوفے سے دارالخلافہ دمشق (شام) منتقل کردیا۔ رجب 60ھ میں جب کہ ان کی عمر 80 کے قریب تھی ، انتقال فرمایا۔

- **ام المومنین حضرت حفصہؓ بنتِ عمرؓ (المتوفیٰ 45ھ):**

حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کی بیٹی ہیں اور رسول ﷺ کی زوجہ ہیں۔ رسول ﷺ کے انتقال کے وقت ان کی عمر 28 سال تھی۔ والد کے انتقال کے وقت 41 سال کی تھیں۔ حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت میں 62 سال کی تھیں کہ 45ھ میں انتقال فرمایا۔ ان سے 60 احادیث منقول ہیں۔ ان سے ان کے بھائی ابنِ عمرؓ اور بھتیجے سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب وغیرہ کے علاوہ صحابہ اور تابعین کی ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

- **حضرت حسنؓ بن علیؓ (پیدائش 3ھ۔ المتوفیٰ 50ھ):**

حضرت علیؓ کے بعد پانچویں خلیفہ ہوئے۔ 7-6 ماہ خلافت کر کے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہوگئے۔ مرویات کی تعداد 13 ہے۔ اِن سے حضرت عائشہؓ ، حسن بن حسنؓ، عکرمہؒ اور محمد بن سیرینؒ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

- **حضرت عَمرو بن حزمؓ خزرجی (المتوفیٰ 51ھ):**

بنونجار کے خاندان سے خزرجی انصاری صحابی ہیں۔ 61 سال کی عمر میں 51ھ میں انتقال کیا۔ رسول ﷺ نے 20 سال کے اس نوجوان کو 10ھ میں نجران کا گورنر بنایا تو حضرت ابی بن کعبؓ سے طہارت، نماز، زکوٰۃ، عشر، حج، عمرہ، جہاد، غنیمت اور جزیہ کے احکام پر مشتمل تحریری یادداشتیں لکھوا کر دیں۔ رسول ﷺ کے یہ احکام ان کے ہاں سرکاری دستاویز کے طور پر محفوظ تھے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، دارمی)

- **حضرت ابو ایوب انصاریؓ خالد بن یزید خزرجی (المتوفیٰ 52ھ):**

بنونجار کے خاندان سے خزرجی انصاری صحابی۔ میزبانِ رسول ﷺ ہیں۔ تمام غزوات میں شریک

www.sirat-e-mustaqeem.com

رہے۔حضرت علیؓ نے جب کوفے کو دارالخلافہ بنایا تو حضرت ابوایوبؓ کو مدینے میں جانشین بنایا۔ خوارج کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔صرف ایک حدیث سننے کے لیے مدینے سے مصر کا سفر کیا، اور مصر کے گورنر حضرت عقبہ بن عامر جہنیؓ سے حدیث سن کر مدینہ واپس لوٹے۔رومیوں کے خلاف جنگ میں شرکت کی اور اِسی موقع پر انتقال کیا۔تدفین رومی سرزمین پر ہوئی ، جو قسطنطنیہ کے قریب ہے۔آج کل یہ ترکی کے شہر استنبول کا حصہ ہے۔

- **حضرت وائل بن حُجرؓ:**

حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں انتقال کیا۔رسول ﷺ نے حضرت امیر معاویہؓ سے نماز ، زکوٰۃ ، نکاح ، سود ، شراب وغیرہ کے احکام لکھوا کر حضرت وائلؓ کو دیئے تھے۔(طبرانی) حضرموت کے رئیس تھے۔

- **حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ (المتوفی 54ھ):**

یمن کے رہنے والے تھے۔360 احادیث روایت کیں۔کوفے کے امیر رہے۔ایران کے کئی شہر فتح کیے۔حضرت عمرؓ نے انہیں بصرہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔مکہ میں انتقال فرمایا۔

- **حضرت سمرہ بن جندبؓ (المتوفیٰ 54ھ):** غطفانی ہیں۔احد میں اپنے سے بڑے لڑکے کو پچھاڑ کر شرکت کی۔بصرہ میں حاکم کی منصب پر فائز رہے۔خوارج کے سخت خلاف تھے۔ 64 سال کی عمر میں 54ھ میں انتقال کیا۔حضرت سمرہؓ بھی رسول ﷺ کی احادیث کو لکھ کر اپنے بیٹوں کو بھیجا کرتے تھے۔ حدیث کے حافظ اور کثیر الروایت تھے (الاستیعاب) ایک مرتبہ ان کے ایک موقف کی ، حضرت ابی بن کعبؓ نے بذریعۂ خط توثیق کی (مسند احمد)

- **ام المومنین حضرت عائشہؓ بنتِ ابوبکرؓ (المتوفیٰ 58ھ):**

حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی ، مکے میں رسول ﷺ سے نکاح ہوا ، ہجرت کے بعد رخصتی ہوئی۔رسول ﷺ کے انتقال کے وقت 20 سال کی تھیں۔67 سال کی عمر تھی کہ 58ھ میں انتقال فرمایا۔آپؓ نے 2,210 احادیث روایت کیں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ، اپنے بھانجے عروہؒ بن زبیر اور اپنے بھتیجے قاسمؒ بن محمد بن ابوبکر کے علاوہ ،کئی دیگر لوگوں بشمول مسروقؒ، عمرہؒ، صفیہؒ، نے اِن سے روایتیں لیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت کردہ احادیث کو ، حضرت عروہؒ بن زبیر نے لکھ لیا تھا۔(تہذیب التہذیب)

www.sirat-e-mustaqeem.com

● حضرت ابو ھریرۃؓ (المتوفیٰ 58ھ):

5,374 احادیث روایت کیں۔سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ حافظے کے انتہائی قوی تھے۔رسول اللہ ﷺ نے آپ کو چادر بچھانے کا حکم دیا تھا،رسولؐ نے انہیں چادر میں لپیٹ کر دعا کی تھی۔جس کے بعد حافظہ مزید پختہ ہوگیا۔ان سے ان کے شاگرد حضرات ابو صالح سمانؒ، ابوسلمہؒ ، ابوعلقمہؒ، الاعرجؒ،ابویونسؒ، عجلانؒ ، ہمام بن منبہؒ، سعید بن میبّبؒ اور دیگر لوگوں نے احادیث روایت کیں۔ حضرت ابوھریرۃؓ 28 سال کی عمر میں ، جنگِ خیبر کے موقع پر 7ھ میں مسلمان ہوئے۔اور 78 سال کی عمر میں 58ھ میں انتقال کیا۔ فضل بن حسن بن عمرو کہتے ہیں:''ان کے والد حسن بن عمروؒ حضرت ابوھریرۃؓ کے شاگرد تھے۔حضرت ابوھریرۃؓ ، رسول ﷺ کے انتقال کے بعد ، حافظے میں محفوظ احادیث لکھ لیا کرتے تھے۔''

حضرت ابوھریرۃؓ کی کتاب کی ایک نقل ، حضرت عمر بن عبدالعزیز (م 101ھ) کے والد ، عبدالعزیز بن مروان (م 80ھ) گورنر مصر کے پاس بھی موجود تھی۔(بخاری) مسند ابوھریرہ کا ایک نسخہ آج بھی جرمنی کے کتب خانے میں موجود ہے،جو امام ابن تیمیہؒ (م 728ھ) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔(مقدمہ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی)

حضرت ابو ہریرۃؓ کے ایک شاگرد بشیر بن نہیکؒ تابعی نے احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا اور اسے اپنے استاد کو سنا کر تصدیق کرائی تھی۔(جامع بیان العلم)

حضرت ابو ہریرۃؓ کے شاگرد حضرت ہمام بن منبہؒ تابعی (پیدائش 40ھ۔المتوفیٰ 132ھ) نے اپنے استاد کی روایات کو لکھ لیا تھا۔اس کا نام صحیفہ صحیحہ تھا۔اس کے قلمی نسخے برلن اور دمشق کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اس صحیفے کی تمام احادیث کو شامل کرلیا ہے۔اس صحیفے کی بیشتر روایات بخاری اور مسلم میں بھی ملتی ہیں۔اس میں 318 روایات ہیں۔ڈاکٹر حمید اللہ نے اسے الگ سے حیدر آباد دکن سے شائع کردیا ہے۔

ساتویں باب میں آپ حضرت ابو ہریرۃؓ کے نامور شاگرد تابعین اور اُن کے شاگرد نامور تبع تابعین کا نقشہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

دورِ خلافت یزید بن معاویہؓ (60 تا 64ھ)

- **حضرت قیس بن سعد بن عبادہ خزرجی انصاریؓ (المتوفیٰ 60ھ):**

خزرج کے سردار حضرت سعدؓ بن عبادہ کے بیٹے ہیں۔حضرت سعدؓ دورِ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔انہوں نے رسول ﷺ کی احادیث لکھیں۔آپ کے بیٹے حضرت قیسؓ اسی کتاب سے روایت کرتے تھے۔ (مسند احمد) امیر بننے کے بعد مصر کے منبر پر رسول ﷺ کی احادیث بیان کیں۔(مسند احمد) حضرت انسؓ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

- **حضرت امیر معاویہؓ (المتوفیٰ رجب 60ھ):**

ابوسفیانؓ کے بیٹے تھے اور بنوامیہ سے تعلق تھا۔فتحِ مکہ کے بعد 8ھ میں 27 سال کی عمر تھی کہ والد کے ساتھ اسلام لے آئے۔کچھ دن کتابتِ وحی کی خدمت بھی انجام دی۔رسول ﷺ کے انتقال کے وقت 29 سال کے تھے اور حضرت علیؓ سے 5 سال چھوٹے تھے۔حضرت عمرؓ نے دمشق کا حاکم بنایا۔حضرت عثمانؓ نے انہیں پورے شام کا حاکم بنایا۔شہادتِ عثمانؓ کے بعد قصاص کا مطالبہ کیا اور حضرت علیؓ کی بیعت سے انکار کیا۔5 سال تک حضرت علیؓ سے برسرِ پیکار رہے۔شہادتِ علیؓ کے بعد پانچویں خلیفہ حضرت حسنؓ کی دستبرداری کے بعد پورے عالمِ اسلام کے خلیفہ بن گئے۔اپنے دورِ حکومت میں خوارج کا استیصال کیا۔ان سے 163 روایتیں مروی ہیں۔4 متفق علیہ ہیں۔اس کے علاوہ 4 بخاری اور 5 مسلم میں موجود ہیں۔انتقال سے پہلے اپنے بیٹے یزید کو خلافت کے لیے نامزد کیا۔78 سال کی عمر تھی کہ رجب 60ھ میں انتقال فرمایا۔

- **حضرت حسین بن علیؓ (پیدائش 4ھ۔شہادت محرم 61ھ):**

حضرت حسینؓ ، حضرت علیؓ کے چھوٹے بیٹے ہیں ان سے حضرت ابوہریرہؓ ، بیٹے علی زین العابدین ، بیٹیاں فاطمہ بنتِ حسین اور سکینہ بنتِ حسین نے روایت کی ہے۔ والد کے انتقال کے وقت 40ھ میں 35 سال کے تھے۔حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت (40 تا 60ھ) میں مدینے ہی میں رہے۔حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے یزید کی بیعت نہیں کی۔56 سال کی عمر تھی کہ کربلا (عراق) میں شہید کیے گئے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- **ام المومنین حضرت ام سلمہؓ (المتوفیٰ 63ھ):**

حضرت ام سلمہؓ مخزومی ہیں۔ چچازاد بھائی ابو سلمہؓ سے نکاح ہوا۔ ابوسلمہؓ احد میں زخمی ہوئے۔ ابو سلمہؓ نے 4ھ میں انتقال کیا، پھر رسول ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا۔ رسول ﷺ کے انتقال کے وقت 32 سال کی تھیں۔ واقعۂ حرہ کے بعد 63ھ میں یزید کا دورِ حکومت تھا کہ 84 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ سے 378 احادیث مروی ہیں۔ ابنِ عباسؓ اور ابو ہریرہؓ بھی ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ ان سے حضرت حسن بصریؒ کی والدہ خیرہ، عبدالرحمان بن ابوبکرؓ، اسامہ بن زیدؓ، نافعؒ، عروہؒ وغیرہ نے روایت کی۔

- **یزید بن معاویہؓ (پیدائش 26ھ۔ المتوفیٰ ربیع الاول 64ھ):**

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے بیٹے کو رجب 60ھ میں جانشین بنایا تھا۔ اس نے 3 سال 9 مہینے حکومت کی۔ 34 سال کی عمر تھی کہ خلیفہ بنایا گیا۔ 38 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کے دور میں کربلا کا افسوسناک واقعہ 10 محرم 61ھ کو پیش آیا۔ علاوہ ازیں 63ھ میں واقعۂ حرہ پیش آیا۔ یزید کی شامی فوجوں نے مدینۂ منورہ کو 3 دن تک لوٹا اور اکابر و اشراف قریش اور انصار کو قتل کیا۔

- **حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن عاص (المتوفیٰ 65ھ):**

فاتحِ مصر حضرت عمروؓ بن عاص کے بیٹے ہیں۔ والد سے پہلے اسلام لے آئے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے لکھنے کی اجازت بھی دے دی تھی۔ آپ سے کئی روایات مروی ہیں۔ ان کے ہاں احادیث کا جو صحیفہ صحیفہ صادقہ کے نام سے موجود تھا، اُس میں ایک ہزار احادیث تھیں (ابن اثیر)۔ یہ پورا صحیفہ، مسند امام احمد بن حنبل میں موجود ہے۔ بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ صحیفہ صادقہ میں پانچ ہزار تین سو چوہتر (5,374) احادیث موجود تھیں، غالبًا یہ مختلف سندوں پر مشتمل تھیں۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص اس صحیفے میں دیکھ کر لوگوں کو جوابات دیا کرتے تھے۔ رسول ﷺ نے انہیں حکم دیا۔ ﴿اُكْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ﴾ (سنن ابی داود، کتاب العلم، باب 3 حدیث 3648) "لکھو! اُس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔" حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو، حضرت ابوھریرہؓ نے خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ احادیث لکھنے میں مجھ سے بہتر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

www.sirat-e-mustaqeem.com

دورِ خلافت عبدالملک بن مروان اموی (65 تا 86ھ)

- **حضرت عبد اللہؓ بن عباسؓ (پیدائش 10 نبوی۔ المتوفیٰ 68ھ):**

1,660 احادیث روایت کیں۔ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ فقہ اور تفسیر کے امام ہیں۔ حضرت عمرؓ کے مقرب تھے۔ حضرت علیؓ نے انہیں کوفے کا گورنر مقرر کیا۔ طائف میں انتقال کیا۔ حضرات عکرمہؒ، مجاہدؒ، عطاءؒ، سعیدؒ بن جبیر وغیرہ ان کے مشہور شاگرد ہیں۔ رسول ﷺ کی احادیث کو حضرت عبداللہؓ بن عباس تختیوں، چمڑوں، کپڑوں اور کاغذ پر لکھ لیا کرتے تھے۔ ان کے پاس احادیث کی کتب موجود تھیں (ترمذی)۔ سعیدؒ بن جبیر کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ انہی سے شاگردوں کو احادیث املاء کراتے تھے۔ ابن عباسؓ کے بعد ، یہ احادیث ان کے بیٹے علی بن عبد اللہ بن عباسؓ کے پاس محفوظ رہیں۔ ابنِ عباسؓ کے انتقال کے وقت ان کے پاس ایک اونٹ کے بوجھ برابر کتابیں موجود تھیں۔ (ابن سعد)

- **حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ بن خطاب (المتوفیٰ 73ھ):**

2,630 احادیث روایت کیں۔ ان سے حضرات نافعؒ، طاؤسؒ، مجاہدؒ، بیٹے سالمؒ، سعیدؒ بن المسیب ، حسن بصریؒ، ابنِ سیرینؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول ﷺ کی احادیث کو املاء کراتے تھے اور اُن کے شاگرد حضرت نافعؒ تابعی لکھتے جاتے تھے (سنن دارمی)۔

- **حضرت ابو سعیدؓ الخدری الخزرجي الانصاری (المتوفیٰ 74ھ):**

1,170 احادیث روایت کیں۔ مکہ میں وفات پائی۔ آپ کے حلقۂ درس میں شاگردوں کی کثرت ہوتی۔ حضرت ابنِ عباسؓ نے اپنے بیٹوں کو ان کے پاس حدیثیں سننے کے لیے بھیجا۔ (مسند احمد)

- **حضرت جابرؓ بن عبداللہ خزرجي انصاری (المتوفیٰ 78ھ)**

18 سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ ان کے والد شہیدِ احد ہیں۔ رسول ﷺ کی وفات کے وقت 31 سال کے تھے۔ 94 سال کی عمر پائی۔ 1,540 احادیث روایت کیں۔ حضرات

www.sirat-e-mustaqeem.com

عطاء، حسن بصری ، مجاہد ، قتادہ ، شعبی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

حضرت جابرؓ کی احادیث کو اُن کے شاگردوں حضرت وہبؒ بن منبہ اور سلیمانؒ بن قیس یشکری البصری (م 80ھ) نے لکھ لیا تھا۔ (تہذیب التہذیب) عبداللہ بن اُنیسؓ سے ایک حدیث سننے کے لیے اونٹ خرید کر ایک مہینے تک شام کا سفر کیا (الادب المفرد ۔ بخاری) مسجدِ نبوی میں درس دیتے۔ حضرت جابرؓ کے پاس مناسکِ حج کے موضوع پر احادیث کا ایک مجموعہ موجود تھا (صحیح مسلم)

دورِ خلافت خلیفہ ولید بن مروان بن محمد اموی (86 تا 96ھ)

- **حضرت انسؓ بن مالک خزرجی انصاری (المتوفیٰ 93ھ):**

بنو نجار سے تھے۔ 2,286 احادیث روایت کیں۔ خادمِ رسول ﷺ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت ابن عمرؓ، امام زہری، قتادہ، حمید الطّویل، حسن بصریؒ، ربیعہ، ابن سیرین وغیرہ بے شمار شاگردوں نے ان سے روایت کی ہے۔ حضرت انسؓ کے پاس بھی رسول ﷺ کی احادیث تحریری طور پر موجود تھیں۔ وہ اپنے شاگردوں کو اپنی بیاض دکھاتے کہ یہ حدیثیں میں نے نہ صرف رسول ﷺ سے سُنیں بلکہ آپؐ کو سنا کر توثیق بھی کرالی (مستدرک حاکم)۔ انتقال کے وقت عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ بصرہ میں انتقال کیا۔

کبارِ تابعین

- **حضرت علقمہؒ بن قیس نَخَعی تابعی (المتوفیٰ 62ھ):**

علقمہ رسول ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ، عمرؓ، علیؓ، حذیفہؓ، ابو الدرداءؓ وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ کوفے کے فقیہ تابعی ہیں۔ امام شعبیؒ کے علاوہ ان کے اپنے بھانجے ابراہیم نخعیؒ اور بھتیجے اسودؒ بن یزید ان کے خاص شاگرد ہیں۔

- **حضرت مسروقؒ بن اجدع تابعی (المتوفیٰ 63ھ):**

مسروق یمنی ہمدانی ہیں۔ حضرت علیؓ ، عمرؓ ، اور ابن مسعودؓ کے شاگرد ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ کے دور میں مدینہ پہنچے۔ قاضی شریحؒ ان سے فیصلوں میں مدد لیا کرتے تھے۔ اموی دور میں قاضی رہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

کوفے میں قیام کیا ، پھر قزوین چلے گئے۔

- **حضرت قاضی شریحؒ تابعی (المتوفیٰ 78ھ):**

قاضی شریحؒ یمنی تھے، یا یمنیوں کے حلیف عجمی تھے۔حضرت علیؓ ،عمرؓ، اور ابن مسعودؓ کے شاگرد ہیں۔بصرہ کے حافظینِ حدیث میں شمار ہوتا تھا۔امام شعبیؒ ،ابن سیرینؒ ،مجاہدؒ اور ابراہیم نخعیؒ ان کے شاگرد ہیں۔حضرت عمرؓ نے انہیں کوفے کا قاضی مقرر کیا۔عمر 100 سال سے زائد پائی۔پیدائشی طور پر اطلس تھے ، یعنی داڑھی مونچھ سے بے نیاز تھے۔

- **حضرت سعیدؒ بن مسیّب قریشی تابعی (پیدائش 14ھ۔المتوفیٰ 93ھ):**

رئیس التابعین کہلاتے ہیں۔حضرت ابوھریرۃؓ ، زیدؓ بن ثابت اور حضرت عائشہؓ کے شاگرد ہیں۔حضرت عثمانؓ سے بھی روایت کی۔ چالیس حج کیے تھے۔ ان کے شاگرد علیؒ بن زید، بکیرؒ، سلیمؒ بن حیان، امام زہریؒ وغیرہ بے شمار ہیں۔

- **حضرت عروہؒ بن زبیر تابعی (پیدائش 22ھ۔المتوفیٰ 94ھ):**

حضرت زبیر بن عوامؓ کے بیٹے ۔حضرت ابوبکرؓ کے نواسے،حضرت اسماءؓ کے بیٹے اور حضرت عائشہؓ کے بھانجے ہیں ، زیادہ تر اپنی خالہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرۃؓ اور زید بن ثابتؓ سے بھی روایات کی ہیں۔انہوں نے بھی احادیث لکھ لی تھیں۔ان کے بیٹے ہشام بن عروہ بھی بہت بڑے محدث ہیں۔

- **حضرت علیؒ بن حسینؓ زین العابدین تابعی (پیدائش 38ھ۔المتوفیٰ 94ھ):**

حضرت حسینؓ کے بیٹے ہیں۔واقعۂ کربلا کے وقت بیمار تھے ، 23 سال کی عمر تھی۔اپنے والد اور مدینہ کے دیگر علماء یعنی ابنِ عباسؓ ، عائشہؓ ، ام سلمہؓ ، ابورافعؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹوں حضرت محمد الباقرؒ اور حضرت زیدؒ بن علی شہید کے علاوہ ، ان کے شاگردوں طاؤسؒ، زھریؒ، ہشام وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

- **حضرت ابو سلمہؒ تابعی (المتوفیٰ 94ھ) :**

حضرت ابوسلمہؒ عبداللہ بن عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے بھتیجے ہیں۔فقہائے مدینہ میں شمار ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃؓ ، ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے شاگرد ہیں۔ان سے امام زہریؒ، یحیٰی بن کثیرؒ اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

شعبیؒ نے روایت کی ہے۔

- حضرت سعیدؒ بن جبیر تابعی (پیدائش 45ھ۔شہادت 95ھ) :

کوفے میں مقیم تھے۔ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ کے شاگرد ہیں۔حجاج بن یوسف نے انہیں شہید کیا۔ حضرت سعید بن جبیرؒ ، اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کردہ احادیث کو تحریری طور پر مرتب کرتے تھے۔(مسند دارمی)

- حضرت ابراھیم بن یزید نَخَعِی (پیدائش 46ھ۔المتوفیٰ 96ھ):

ابراہیم نخعیؒ ، اپنے چچا علقمہؒ اور اپنے ماموں مسروقؒ کے شاگرد ہیں۔کوفہ کے مشہور فقہاء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ان سے اعمشؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے استاد حمادؒ بن سلیمان نے روایت کی ہے۔

- حضرت ابو صالح ذکوان السمان الزیات تابعی (المتوفیٰ 101ھ):

تیل ، گھی وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔حضرت ابو ہریرہؓ اور ابوسعید خدریؓ کے شاگرد ہیں۔ان سے اعمشؒ، سہیلؒ بن ابی صالح وغیرہ نے روایت کی ہے۔

دوسری صدی ہجری کے علمائے حدیث

دورِ خلافت حضرت عمرؒ بن عبدالعزیزؒ بن مروانؒ (99ھ تا 101ھ)

- حضرت امام عامرؒ بن شرحبیل شعبی تابعی(پیدائش 17ھ۔ المتوفیٰ 104ھ):

امام شعبیؒ ، حضرت علیؓ وعلقمہؒ ومسروقؒ کے شاگرد ہیں۔500 صحابہ کو دیکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ ان سے ایک بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

دورِ خلافت ہشام اموی 105ھ تا 125ھ

- حضرت طاؤسؒ بن کیسان تابعی (المتوفیٰ 105ھ):

حضرت زید بن ثابتؓ و عائشہؓ و علیؓ کے شاگرد ہیں۔ فارسی الاصل مدائنی ہیں۔ مکہ میں وفات پائی۔ امام زہریؒ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔حضرت طاؤسؒ نے دیت کے بارے

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا (بیہقی)۔

- **حضرت سالمؒ بن عبداللہ بن عمر تابعی (المتوفیٰ 106ھ):**

حضرت عمرؓ کے پوتے تھے۔اپنے والد ابن عمرؓ ، ابوھریرہؓ ، عائشہؓ اور ابوایوب انصاریؓ وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ان سے عمرو بن دینارؒ ، امام زھریؒ ، حمید الطویلؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔

- **حضرت قاسمؒ بن محمد بن ابی بکر تابعی (پیدائش 37ھ۔ المتوفیٰ 106ھ):**

حضرت ابوبکرؓ کے پوتے تھے۔ بہت بڑے عالم اور محدث ہیں۔حضرت عائشہؓ کے خاص شاگرد ہیں ، جو ان کی پھوپھی تھیں۔علاوہ ازیں ابنِ عمرؓ ، ابوھریرہؓ وغیرہ سے فیض اٹھایا۔امام شعبیؒ ، نافعؒ ، زھریؒ وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

- **حضرت عکرمہؒ مولیٰ ابنِ عباس تابعی (پیدائش 22ھ۔المتوفیٰ 107ھ) :**

حضرت عکرمہؒ ، ابن عباسؓ کے خاص شاگرد ہیں۔ تفسیر میں کمال حاصل تھا۔اصلاً بربری تھے۔ حضرت علیؓ ، ابوھریرہؓ ، ابن عمرؓ ، عمرو بن عاصؓ ، ابوسعید خدریؓ ، عائشہؓ ، معاویہؓ وغیرہ سے استفادہ کیا۔عکرمہؒ کے پیچھے شاگردوں کا ہجوم ہوتا۔

- **حضرت مجاھدؒ تابعی (پیدائش 21ھ۔المتوفیٰ 107ھ):**

قیس بن مخزومی کے غلام تھے۔غالباً 21ھ یا 22ھ میں پیدا ہوئے۔تفسیر کے سب سے بڑے عالم تھے۔حضرت عائشہؓ و ابوھریرہؓ و ابن عباسؓ ، علیؓ ،ابن عمرؓ،ابن زبیرؓ وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ان سے عطا ، عکرمہ،قتادہ اور اعمش وغیرہ نے روایت کی ہے۔

آخری صحابیؓ

- **حضرت ابو الطفیل عامرؓ بن واثلہ بن عبداللہ اللیثیؓ (3ھ تا 110ھ) :**

یہ رسول ﷺ کے وہ صحابی ہیں ، جنھوں نے سب سے آخر میں وفات پائی۔107 سال کی عمر پائی۔رسول ﷺ کے انتقال کے وقت 8 سال کے تھے۔یہ حضرات ابوبکر صدیقؓ ، عمرؓ ، علیؓ ، معاذ بن جبلؓ ، حذیفہؓ ، ابن مسعودؓ ، ابن عباسؓ ، زید بن ارقمؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔امام زھریؒ ، قتادہؒ ، عمرو بن دینارؒ وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔مکے میں دفن ہوئے۔

- **حضرت حسن بصریؒ تابعی (پیدائش 21ھ۔ المتوفیٰ 110ھ):**

حضرت حسن بصریؒ ، حضرت زید بن ثابتؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ان کے والدین بھی غلام

www.sirat-e-mustaqeem.com

تھے۔حضرت علیؓ سے ان کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ، انس بن مالکؓ ، ابن عباسؓ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ نے انہیں دودھ پلایا تھا۔مجاہد، ،عطا، طاؤس،حمید الطویل،قتادہ وغیرہ بے شمار شاگرد ہیں۔

- حضرت محمدؒ بن سیرین تابعي (پیدائش 33ھ۔المتوفیٰ 110ھ) :

حضرت ابنِ سیرینؒ ، حضرت انسؓ کے غلام تھے۔حضرت زید بن ثابتؓ ،انس بن مالکؓ و حذیفہؓ کے شاگرد ہیں۔ان سے ہشام ، عوف اور سالم الخیاط نے روایت کی ہے۔ 33ھ میں پیدا ہوئے۔امام شعبی،قتادہ،اوزاعی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

- حضرت مکحولؒ بن عبدالله دمشقي تابعي (المتوفیٰ 113ھ):

حضرت مکحولؒ ، عجمی النسل غالباً کابلی تھے۔دمشق میں قیام کیا۔شام کے مشہور فقیہ تابعی ہیں۔ حضرت انسؓ اور عبدالرحمٰن بن غنمؓ سے احادیث سنیں۔مکہ، مدینہ،کوفہ،بصرہ ، شام اور مصر جا کر سماعتِ حدیث کی۔امام زہری،ابن اسحٰق،امام اوزاعی وغیرہ کے استاد ہیں۔

- حضرت محمد بن علي الباقرؒ تابعي (پیدائش 57ھ۔المتوفیٰ 114ھ):

امام حسینؓ کے پوتے اور علی زین العابدینؒ کے بیٹے ہیں۔دادا کی شہادت کے وقت 3 سال کی عمر تھی۔حضرت جعفر الصادق کے والد ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بھی شاگرد ہیں۔ دادا،امام حسینؓ،امام حسنؓ،حضرت علیؓ،محمد بن حنیفہ،عبداللہ بن عباسؓ،حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔امام اوزاعیؒ،اعمش،ابن جریج،زہریؒ وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

- حضرت عطاؒ بن ابي رباح تابعي (پیدائش 27ھ۔المتوفیٰ 114ھ):

حضرت عطا یمن میں پیدا ہوئے۔غلام تھے۔حضرت عائشہؓ و ابن عباسؓ ، ابوہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ ان سے امام زہری، امام اوزاعی ، ابن جریج ،الاعمش ، ایوب سختیانی اور امام ابوحنیفہ نے روایت کی۔(تہذیب التہذیب)

- حضرت وهبؒ ابن منبه اليماني تابعي (پیدائش 34ھ ، المتوفیٰ 114ھ):

حضرت عبد الله بن عمروؓ ، ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ کے شاگرد ،یمن کے قاضی اور حاکم تھے۔ان کے بھائی ہمامؒ بن منبہ تھے۔صنعا میں وفات پائی۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- **حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرجؒ مدنی (المتوفیٰ 117ھ) :**

حضرت ابو ہریرہؓ کے شاگرد ہیں۔امام زہریؒ کے استاد ہیں۔

- **حضرت نافعؒ بن کاؤس یا ہرمز مولٰی عبداللہ بن عمر تابعی (المتوفیٰ 117ھ):**

حضرت نافعؒ ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے غلام اور شاگرد ہیں۔عجمی النسل تھے۔کئی صحابہ سے استفادہ کیا۔امام مالکؒ کے استاد ہیں۔ان کی سند سونے کی زنجیر (سلسلة الذهب) کہلاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بعض مکتوبات وغیرہ لکھوائے ، جنہیں حضرت نافعؒ نے تحریر کیا (دارمی)۔

- **حضرت قتادہؒ بن دعامہ تابعی (پیدائش 61ھ۔المتوفیٰ 118ھ):**

حضرت قتادہؒ، حضرت انسؓ اور دیگر صحابہؓ کے شاگرد ہیں۔تفسیر ، حدیث ، فقہ اور لغت کے امام ہیں۔حافظِ قرآن تھے۔ 12 سال حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں رہے۔ایوب سختیانیؒ وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

- **حضرت حمادؒ بن ابی سلیمان کوفي (المتوفیٰ 120ھ):**

حضرت حماد ، امام ابوحنیفہؒ کے استاد ہیں۔ سفیان ثوریؒ اور شعبہؒ نے ان سے روایت کی ہے۔

- **حضرت محمدؒ بن مسلم بن شهاب زهری تابعی (پیدائش 58ھ۔المتوفیٰ 124ھ):**

امام زہریؒ ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور حضرت انسؓ کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے زمانۂ طالبِ علمی ہی میں سنن اور آثارِ صحابہ قلمبند کر لیے تھے۔سعید بن المسیبؒ کی خدمت میں 20 سال رہ کر علم حاصل کیا۔ امام زہریؒ کے شاگردوں میں امام مالکؒ ، امام اوزاعیؒ ، سفیان بن عیینہؒ ، ابن جریجؒ ، شعیبؒ، لیثؒ ، معمرؒ وغیرہ ہیں ، جو ان سے روایت کرتے ہیں۔ امام زہری کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے احادیث جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔مدینے کے گورنر ابو بکر بن عمرو بن حزم نے انہیں ہدایت کی کہ حضرت عائشہؓ کی شاگرد حضرت عمرہ بنتِ عبدالرحمٰن اور حضرت عائشہؓ کے بھتیجے حضرت قاسم بن محمد کے پاس موجود احادیث کو لکھ لیا جائے (تہذیب التہذیب)۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

دورِ خلافت مروان بن محمد بن مروان اُموی (127 تا 132ھ)

● ابو اسحٰق عمرو بن عبداللہ السّبیعی التابعی الکوفی (المتوفیٰ 129ھ):
امام سبیعیؒ ، براءؓ بن عازب اور زیدؓ بن ارقم کے شاگرد ہیں۔ اَعمشؒ ، شعبہؒ اور امام ثوریؒ نے ان سے روایت کی ہے۔ ثقہ اور عابد ہیں۔

خاتمہ بنو امیہ ۔ آغاز دور خلافت بنو عباس (132ھ تا 656ھ)

● بنو عباس نے پہلے کوفہ (عراق) کو دارالخلافہ بنایا۔ پھر ایک نیا شہر بغداد (عراق) تعمیر کر کے اُسے دارالخلافہ کی حیثیت دی۔

● حضرت ھمام ابن منبه الیمانی الصنعانی (پیدائش 40ھ، المتوفیٰ 132ھ):
حضرات عبداللہ بن عمرؓ، عبد اللّٰہ بن زبیرؓ ، ابو ھریرۃؓ ، معاویۃؓ ، اور ابن عباسؓ کے شاگرد تھے۔ ان سے ان کے بھائی وہب بن منبہؒ اور معمر بن راشدؒ نے احادیث روایت کیں۔ انہوں نے احادیث کا ایک مجموعہ "صحیفہ صحیحہ" ترتیب دیا تھا۔ جو حال ہی میں دریافت ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ خوشی اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اس مجموعے کی ساری احادیث مختلف اسناد کے ساتھ مُسنَد امام احمد بن حنبلؒ (المتوفیٰ 241ھ) میں موجود ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ محدثین کی چھان بین پر کامل اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

● حضرت ربیعۃؒ بن ابی عبد الرحمٰن تابعی (المتوفیٰ 133ھ):
امام ربیعۃ الرائےؒ، حضرت انسؓ اور حضرت سائبؓ کے شاگرد ہیں۔ امام مالکؒ کے استاد اور مدینہ کے ممتاز فقیہ ہیں۔ امام مالکؒ کے علاوہ سفیان ثوریؒ وغیرہ نے بھی ان سے روایت کی ہے۔

● حضرت زیدؒ بن اسلم تابعی (المتوفیٰ 136ھ):
حضرت زیدؒ ، حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان سے امام مالکؒ ، سفیان ثوریؒ اور ابن عیینہؒ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

دورِ خلافت منصور عباسی (137ھ تا 158ھ)

- **حضرت عبد اللہ بن دینار** (المتوفیٰ 137ھ) :

حضرت عبداللہ بن دینار کی تاریخ وفات ابن حجرؒ نے 127ھ لکھی ہے۔(تہذیب التہذیب)
ابن عمرؓ ،انسؓ اور نافعؒ کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

- **حضرت عاصم بن سلیمان الاحول تابعی** (المتوفیٰ 142ھ) :

امام احولؒ کا بصری علماء میں شمار ہوتا ہے۔حضرات انسؓ ، عبداللہ بن سرجسؓ ، عکرمہؒ ، ابنِ سرینؒ،وغیرہ سے روایت کی ہے۔

- **سلیمان بن مہران الاعمش تابعی** (پیدائش 10 محرم 61ھ یوم کربلا۔المتوفیٰ 147ھ):

حضرت انس بن مالکؓ ، عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ اور ابوصالحؒ کے شاگرد ہیں۔کوفی روایات کا بیشتر دارومدار ، حضرت اعمشؒ ہی پر ہے۔

- **حضرت جعفر الصادق التابعی** (پیدائش 80ھ۔المتوفیٰ 148ھ):

حضرت جعفر الصادقؒ ، حضرت محمد بن علی الباقر کے بیٹے ہیں اور امام حسین کے پڑپوتے ہیں۔یحییٰ بن سعیدؒ،ابن جریجؒ ، امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، ابن عیینہؒ اور امام ابوحنیفہؒ نے ان سے روایت کی ہے۔

- **حضرت عبد الملک بن جریج** (پیدائش 80ھ۔المتوفیٰ 150ھ) :

ابن جریجؒ نے مکہ میں جمع وتدوینِ حدیث کا کام انجام دیا۔فقیہ تھے۔عطاءؒ، مجاہدؒ اور ابن ابی ملیکہؒ سے حدیث سنی ان سے کئی لوگوں نے روایت کی ہے۔احکام کی احادیث جمع کیں۔

- **محمد بن اسحٰق مدنی نزیل عراق** (۔المتوفیٰ 150ھ):

محمد بن اسحٰق امامِ مغازی ہیں۔بغدادی ہیں۔سیرت میں ایک بڑا نام۔احادیث واقوالِ رسول ﷺ کے بہت بڑے عالم۔امام زھریؒ کے خاص شاگرد ہیں۔

- **حضرت امام ابو حنیفہؒ** ،(80ھ تا 150ھ) :

مشہور امام فقہ، مجتہد مطلق بغداد میں انتقال فرمایا۔کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔البتہ حضرت انسؓ (93ھ) کو دیکھا تھا۔ مولانا گوہر رحمٰنؒ کی تحقیق کے مطابق یہ رؤیتاً تابعی ہیں۔علمِ حدیث کی سماعت عطاءؒ، محمد بن منکدرؒ ، نافعؒ، ہشام بن عروہؒ وغیرہ سے کی۔فقہ میں حضرت حماد بن سلیمانؒ کے شاگرد ہیں۔امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- **حضرت معمر بن راشدؒ (پیدائش 95ھ۔ المتوفیٰ 153ھ):**

اصلاً بصری ہیں ، لیکن یمن میں رہائش اختیار کر لی تھی۔یمن میں جمع اور تدوین حدیث کا کام انجام دیا۔یمن میں حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد حضرت ہمام بن منبہؒ (متوفیٰ 132ھ) سے استفادہ کیا۔اسی طرح بصرہ میں قتادہ سے اور رصافہ میں امام زھریؒ سے فیض حاصل کیا۔حضرت سفیان ثوریؒ ، عبدالرزاق بن ہمامؒ ، ابن جریجؒ وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ان کے شاگرد عبدالرزاق بن ہمام نے مختلف سندوں سے ان سے سن کر دس ہزار حدیثیں لکھیں۔

- **حضرت امام عبد الرحمٰن بن عمر الاوزاعیؒ (پیدائش 88ھ۔المتوفیٰ 157ھ):**

امام اوزاعیؒ شام کے مشہور قاضی اور فقیہ ہیں۔شام میں جمع وتدوین حدیث کا کام سرانجام دیا۔عطاءؒ اور زہریؒ وغیرہ سے حدیثیں سنیں۔ شام کے قاضی تھے۔مجتہد مطلق اور فقہ کے امام تھے۔ان کی فقہ شام اور اندلس میں رائج رہی۔چوتھی صدی ہجری میں امام شافعیؒ کی فقہ کے مقابلے میں ، ان کی فقہ کا چراغ بجھ گیا۔

دورِ خلافت مہدی عباسی 158ھ تا 168ھ

- **حضرت شعبہؒ بن حجاج (پیدائش 83ھ۔المتوفیٰ 160ھ):**

حضرت شعبہؒ کو امام ثوریؒ امیر المومنین فی الحدیث کہا کرتے تھے۔ ماہر حدیث تھے۔ان کے شاگرد حضرت یحییٰ بن سعید القطان نے ان سے علم حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس 10 سال گزارے۔

- **حضرت امام سفیان ثوریؒ کوفی تبع تابعی (پیدائش 97ھ۔المتوفیٰ 161ھ) :**

امام سفیان ثوریؒ ،امام ابوحنیفہؒ کے ہم عصر اور ہم شہر ہیں۔ خود فقہ کے امام اور مجتہد مطلق تھے۔کوفی تھے۔بصرہ میں وفات پائی۔ان کی زندگی میں کوفہ میں ان کا فقہی مذہب بھی رائج تھا۔امام اوزاعیؒ، ابن جریجؒ ،مالکؒ ، شعبہؒ ،ابن عیینہؒ اور فضیل بن عیاضؒ ان کے شاگرد ہیں۔ ان کے پاس بھی احادیث کا ایک مجموعہ موجود تھا۔

- **حضرت حماد بن سلمہؒ بصری (المتوفیٰ 167ھ):**

حمادؒ بصرہ کے علماء میں سے تھے۔حمید الطویلؒ کے بھانجے ہیں۔حضرت ثابتؒ، حمید الطویلؒ اور قتادہؒ سے روایت کی اور ان سے یحییٰ بن سعیدؒ،عبداللہ بن مبارکؒ اور وکیعؒ نے روایت کی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

دورِ خلافتِ خلیفہ ہارون الرشید عباسی (170-194ھ)

- **حضرت امام لیثؒ بن سعد تبع تابعی (پیدائش 93ھ۔المتوفیٰ 175ھ):**

لیثؒ فقہ کے امام ہیں۔مجتہد مطلق تھے۔ان کا فقہی مسلک اہل مصر میں رائج رہا۔عطاء، امام زہری ابن ابی ملیکہ وغیرہ سے حدیث سنی۔ عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

- **حضرت امام مالک بن انسؒ تبع تابعی (پیدائش 93ھ۔المتوفیٰ 179ھ):**

مؤلف مؤطا امام مالک مجتہد مطلق اور امام فقہ۔ 86 سال کی عمر میں انتقال کیا۔حضرت نافعؒ اور امام زہریؒ کے شاگرد ہیں۔موطا امام مالک 130ھ کے لگ بھگ مرتب کی گئی۔امام شافعیؒ، امام لیثؒ، امام محمدؒ، عبداللہ بن المبارکؒ جیسے بزرگوں کے علاوہ ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔امام مالکؒ کے شاگرد نافع بن عبداللہؒ نے 35 سال سے زائد عرصے کے لیے ان کے پاس صبح و شام تحصیلِ حدیث کے لیے حاضری دی۔امام شافعیؒ نے ان کے ہاں 11 سال گزارے۔

- **حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ (المتوفیٰ 181ھ):**

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے خراسان میں جمع و تدوینِ حدیث کا کام انجام دیا۔امام مالکؒ، امام ثوریؒ، شعبہؒ اور امام اوزاعیؒ سے سن کر روایت کی۔ان کے شاگردوں میں سفیان بن عینیہؒ اور یحییٰ بن معینؒ جیسے افراد شامل ہیں۔انہوں نے 1,100 محدثین سے علمِ حدیث حاصل کیا۔

- **حضرت امام ابو یوسفؒ (پیدائش 113ھ۔المتوفیٰ 182ھ):**

مشہور فقیہ اور خلافتِ عباسیہ کے چیف جسٹس تھے۔امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ کتاب الخراج کے مصنف ہیں۔شرعی احکام پر مشتمل احادیث و آثار کو جمع کیا۔

- **حضرت محمد بن حسن شیبانی (پیدائش 131ھ۔المتوفیٰ 189ھ) :**

مشہور فقیہ ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ کتاب الآثار کے مصنف ہیں۔شرعی احکام پر مشتمل

www.sirat-e-mustaqeem.com

احادیث و آثار کو جمع کیا۔

دورِ خلافت خلیفہ مامون عباسی (198 تا 218ھ)

- **حضرت سفیانؒ بن عیینه** (المتوفیٰ 198ھ):

حضرت سفیانؒ ، امام زہریؒ کے شاگرد ہیں۔کوفہ میں پیدا ہوئے۔مکہ میں وفات پائی۔70 حج کیے۔ ان سے امام شافعیؒ،امام احمدؒ ،امام ثوریؒ،شعبہؒ اور اعمشؒ وغیرہ نے روایت کی۔

تیسری صدی ہجری کے علمائے حدیث

- **امام شافعیؒ محمد بن ادریس تبع تابعي** (پیدائش 150ھ۔المتوفیٰ 204ھ):

مجتہدِ مطلق ، مشہور امام فقہ و حدیث قریشی ہیں۔امام مالکؒ سے مؤطا پڑھی۔امام مالکؒ کی وفات تک مدینہ میں رہے۔ بغداد، مکہ اور مصر کا سفر کیا۔مصر ہی میں وفات پائی۔ امام مالکؒ کے علاوہ سفیان بن عیینہؒ اور مسلم بن خالدؒ وغیرہ سے حدیث پڑھی۔امام شافعیؒ سے امام احمدؒ، ابوثورؒ، ابراہیم بن خالدؒ، ابوابراہیم مزنیؒ ، ربیع بن سلیمؒ وغیرہ نے حدیث روایت کی ہے۔

- **حضرت ابو داؤد طیالسیؒ** (پیدائش 133ھ۔ المتوفیٰ 204ھ):

امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ، امام احمدؒ اور ابوبکر بن ابی شیبہؒ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔آبائی وطن فارس تھا لیکن بصرہ میں آباد ہو گئے۔ان کی کتاب مسندِ طیالسي قدیم ترین مسند سمجھی جاتی ہے۔

- **حضرت عبد الرزاق بن حمام صنعانی** (پیدائش 126ھ۔المتوفیٰ 211ھ):

سفیان ثوریؒ ، ابن جریجؒ ، معمرؒ اور امام اوزاعیؒ وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ان کے شاگردوں میں امام احمدؒ ،اسحاق بن راہویہؒ وغیرہ شامل ہیں۔ مُصنَّف عبدالرزاق ان کی مشہور کتاب ہے۔

- **امام اسد بن موسیٰؒ اموی** (المتوفیٰ 212ھ):

حضرت اسد بن موسیٰؒ نے ،حضرات ابنِ ابی ذئبؒ ،لیثؒ بن سعد، شعبہؒ وغیرہ سے روایت کی۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- امام عبداللہ بن زبیر حُمَیدی مکی قریشی (المتوفیٰ 219ھ):

سفیان بن عیینہؒ اور امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں اور امام بخاریؒ کے استاد۔ صحیح بخاری میں ان کی روایت کردہ پچھتر (75) احادیث منقول ہیں۔مُسْنَد حُمَیدی ان کی مشہور ترین کتاب ہے۔

- حضرت ابو عبید قاسم بن سلامؒ (المتوفیٰ 224ھ):

ابو عبیدؒ ازد کے آزاد کردہ غلام ہیں۔خراسانی الاصل اور طرطوس کے قاضی تھے۔بغداد میں رہائش تھی، لیکن حج کرنے گئے اور حجاز میں انتقال کیا۔

دورِ خلافت خلیفہ واثق باللہ عباسی (227 تا 232ھ)

- امام سعیدؒ بن منصور بلخی (المتوفیٰ 227ھ):

اسماعیل بن علیہؒ، لیث بن سعدؒ اور سفیان بن عیینہؒ سے روایت کی۔امام احمدؒ، امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ان کی مشہور کتاب سنن ابی سعید ہے۔

- امام محمد بن صباح الدولابی البغدادی (المتوفیٰ 227ھ):

امام بخاریؒ کے استاد ہیں۔امام مسلمؒ اور امام ابوداؤدؒ نے بھی ان سے روایت کی ہے۔

- محمد بن سعد الهاشمي (پیدائش 168ھ۔المتوفیٰ 230ھ):

ابن سعدؒ بغداد میں رہے۔یہ واقدی کے کاتب تھے ، لیکن واقدی سے زیادہ ثقہ ہیں۔سیرت نگار، صحابہؓ اور تابعین کے حالاتِ زندگی لکھنے والے۔مؤلف طبقات ابن سعد۔

دورِ خلافت خلیفہ متوکل علی اللہ عباسی (232ھ تا 247ھ)

- حضرت یحییٰؒ بن مَعین (المتوفیٰ 233ھ):

حضرت یحییٰ بن معینؒ جرح وتعدیل کے امام ہیں۔ مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔علمِ حدیث کی طلب میں ساڑھے دس لاکھ درہم کی خطیر رقم خرچ کر ڈالی۔امام احمد بن حنبلؒ کے ہم عصر ہیں اور یہ ایک دوسرے کے خوشہ چین ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- حضرت ابو بکر عبد اللہ بن ابی شیبہؒ (پیدائش 159ھ۔المتوفیٰ 235ھ):

مؤلف مُسنَد ابو بکر بن ابی شیبہ ۔ انہوں نے نہ صرف صحابہ کی روایات کو الگ الگ مرتب کیا بلکہ فقہی موضوعات پر احادیث کو بھی جمع کیا۔

امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابن ماجہ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

- حضرت امام اسحٰقؒ بن راھویہ (پیدائش 161ھ۔المتوفیٰ 238ھ):

سفیان بن عیینہؒ ، عبداللہ بن مہدیؒ عبداللہ بن مبارکؒ اور وکیعؒ سے سنا اور ان سے بخاریؒ ،مسلمؒ ، ترمذیؒ ، ابوداؤدؒ وغیرہ نے روایت کی ۔ امام احمدؒ بن حنبل اور یحییٰ بن معینؒ جیسے بزرگوں نے ان سے استفادہ کیا۔

- امام ابو ثورؒ ابراھیم بن خالد الکلبی (المتوفیٰ 240ھ):

امام ابوثورؒ ، فقہ کے امام ہیں۔ بہت سارے مسائل میں امام شافعیؒ کے مذہب کی پیروی کی۔ لیکن خود مجتہد بھی تھے۔ بغداد میں ان کے فقہی مذہب کی پیروی کی جاتی تھی۔

- حضرت امام احمدؒ بن حنبل (المتوفیٰ 241ھ) :

مشہور مجتہد ، امام فقہ وحدیث ...مؤلف مُسنَد احمد ۔ 180ھ میں مسند لکھنے کا آغاز کیا۔ مسند میں بلا تکرار 27,634 احادیث ہیں ، اور تین سو (300) ثلاثیات ہیں۔

امام شافعیؒ ، یحییٰ بن سعیدؒ، ابن ہمامؒ، سفیان بن عیینہؒ، ابوداؤد طیالسیؒ، عبدالرحمان بن مہدیؒ وغیرہ سے استفادہ کیا۔ امام احمدؒ خود امام شافعیؒ کے شاگرد ہیں۔ صحاح ستہ کے مصنفین میں سے امام بخاریؒ، مسلمؒ اور ابوداؤدؒ ان کے شاگرد ہیں، جبکہ امام ترمذیؒ، نسائیؒ، اور ابن ماجہؒ نے ان سے بالواسطہ روایت کی ہے۔

- حضرت عبدؒ بن حمید ابو محمد عبد الحمید کشی (المتوفیٰ 249ھ):

جرجان کے قریبی قصبے کش کے متوطن تھے۔ امام مسلمؒ اور ترمذیؒ نے ان سے روایتیں نقل کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہیں۔ مسند عبد بن حمید کے قلمی نسخے موجود ہیں۔

- حضرت امام عبد الله دارمي (سمرقندی)(المتوفیٰ 255ھ):

مؤلف سنن دارمي ۔ امام مسلم ، امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے اپنی کتابوں میں ان کے مرویات درج کیے ہیں۔ عام محدثین کی طرح یہ بھی خود مجتہد تھے۔ اور قرآن وسنت کی پیروی کیا کرتے تھے۔ سنن دارمی کی ثلاثیات ، صحیح بخاری کی ثلاثیات سے زیادہ ہیں۔

زمانہ خلافت خلیفہ معتمد عباسی (256ھ تا 278ھ)

- حضرت امام بخاریؒ محمد بن اسمٰعیل (پیدائش 194ھ۔ المتوفیٰ 256ھ):

مؤلف صحیح البخاری ۔ امام بخاریؒ نے بغداد ، بصرہ ، خراسان، کوفہ، خوارزم، مکہ، مدینہ، عسقلان، حمص اور شام کے تقریباً تمام محدثین سے استفادہ کیا۔ ان کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار (1,000) سے زیادہ ہے۔

امام بخاری نے صحیح البخاری کا زیادہ تر حصہ مدینہ منورہ میں لکھا ہے۔

- حضرت امام مسلمؒ بن حجاج قشیری (پیدائش 204ھ۔ المتوفیٰ 261ھ):

مؤلف صحیح مسلم ۔ خراسان میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے رے، عراق، حجاز، مصر اور بغداد کے علاوہ بصرہ اور بلخ کے محدثین سے استفادہ کیا۔ امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ سے بھی فیض حاصل کیا۔

- حضرت امام ابن ماجہؒ محمد بن يزيد قزويني (پیدائش 209ھ۔ المتوفیٰ 273ھ):

مؤلف سنن ابن ماجه ۔ کئی ممالک کا سفر کیا۔ یہ صحاحِ ستہ کی آخری کتاب ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہؒ اور ابوبکر بن ابی الدنیاؒ بغدادی وغیرہ سے روایت کی۔ شاہ ولی اللہؒ نے انہیں حنبلی قرار دیا ہے۔

- امام ابو داؤدؒ سليمان بن اشعث السجستاني (پیدائش 202ھ۔ المتوفیٰ 275ھ):

مؤلف سنن ابي داؤد ۔ ان کے اساتذہ میں امام احمد بن حنبلؒ ، اسحاق بن راہویہؒ ، یحیٰ بن معینؒ جیسے لوگ شامل ہیں۔ امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ کو بھی آپ کی شاگردی کا شرف حاصل

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہے۔"سنن ابی داؤد" کا شمار حدیث کی اہم ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔ جس کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ فقہی مسائل میں امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کے ہم خیال تھے۔ بصرہ میں انتقال کیا۔

- **حضرت داود بن علی الظاهری (المتوفیٰ 275ھ):**

امام فقہ ظاھری ۔کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اسحاق بن راہویہؒ اور امام ابوثورؒ سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ پہلے امام شافعیؒ کے مقلد تھے، پھر اپنا مسلک ایجاد کیا۔ اور قرآن کے ظاہر اور حدیث کے ظاہر پر اپنے مسلک کی بنیاد رکھی۔ امام داؤد ظاہری قرآن ، سنت اور اجماع کے قائل تھے۔ لیکن قیاس کو نہیں مانتے تھے۔ ان کا انتقال بغداد میں ہوا۔ اور یہیں مدفون ہیں۔ ان کے مذہب کے سب سے بڑے مولف اور امام حضرت ابن حزمؒ الاندلسی (456ھ) ہیں۔ اندلس میں ظاہری مذہب کے چراغ کو مالکی مذہب نے گل کر دیا۔

- **ابن قتیبہ عبداللہ بن مسلم مروزی ثم دینوری (پیدائش 213ھ۔ المتوفیٰ 276ھ):**

ابنِ قتیبہ کے نام سے مشہور ہے ۔اہلِ سنت کے امام ہیں ۔ بغداد میں انتقال کیا ۔ تاویل مختلف الحدیث اور کتاب المعارف کے مصنف ہیں۔

- **حضرت امام ترمذیؒ ابو عیسیٰ (پیدائش 209ھ۔ المتوفیٰ 279ھ):**

مؤلف جامع ترمذی ۔ ان کے اساتذہ میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ بھی شامل ہیں۔ دریائے جیحون کے کنارے آباد شہر ترمذ میں پیدا ہوئے۔ بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ جامع ترمذی کے علاوہ شمائل ترمذی اور کتابُ العِلَل ان کی مشہور تصانیف ہیں۔ اکثر مسائل میں امام شافعیؒ کے ہم نوا ہیں ، لیکن خود بھی مجتہد تھے۔

- **حضرت ابو زرعہؒ عبدالرحمن بن عمرو الدمشقی (المتوفیٰ 281ھ):**

ابو زرعہؒ اپنے زمانے میں شام کے سب سے بڑے عالم تھے۔ امام احمد بن حنبل، ابی نعیم، آدم بن ابی ایاس ، سعید بن منصور وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں امام ابوداؤدؒ

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابن ابی حاتمؒ، ابن جوصاء اور طحاویؒ جیسے بزرگ شامل ہیں۔

- **حضرت ابو بکرؒ البزّار (المتوفیٰ 292ھ):**

امام البزّار بصری ہیں۔ لیکن وفات شام میں پائی۔ پنساری تھے۔ بغداد، اصفہان اور شام کا سفر کیا۔ ابوالقاسم طبرانی (م360ھ) ان کے شاگرد ہیں۔ مُسنَد بزّار ان کی تالیف ہے۔

چوتھی صدی ہجری کے علمائے حدیث

- **حضرت امام نسائی احمد بن شعیب (پیدائش 215ھ۔ المتوفیٰ 303ھ):**

مؤلف سنن نسائی۔ امام اسحاق بن راہویہؒ، بخاریؒ، ابوداؤدؒ وغیرہ سے بھی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ فقہ میں امام شافعی کے پیرو لیکن خود مجتہد بھی تھے۔ سنن نسائی کو بخاری اور مسلم کے بعد زیادہ صحیح سمجھا گیا ہے۔ خراسان وطن تھا۔ مصر میں ساکن ہوئے۔

- **امام ابو یعلی موصلیؒ احمد بن علی (پیدائش 207ھ۔ المتوفیٰ 307ھ):**

امام احمدؒ اور ابن معینؒ کے شاگرد اور ابنِ حبانؒ کے استاد ہیں۔

مُسنَد صغیر ابی یعلی کی مشہور کتاب ہے۔

زمانہ خلافت خلیفہ مقتدر عباسی (328ھ تا 330ھ)

- **حضرت محمد بن جریرؒ طبری (المتوفیٰ 310ھ):**

امام طبریؒ نے فقہ شافعی ، مالکی اور حنفی پر عبور حاصل کیا۔ پھر خود اپنے مذہب کی بنیاد رکھی۔ مجتہد مطلق تھے۔ ان کی تاریخ اور تفسیر بہت مشہور ہے۔ امام طبری کا فقہی مسلک پانچویں صدی ہجری تک بعض مقامات پر رائج رہا۔ اس کے بعد یہ فنا ہوگیا۔

- **حضرت محمد بن اسحٰقؒ ابن خزیمہ (پیدائش 223ھ۔ المتوفیٰ 311ھ):**

امام ابنِ خزیمہؒ ، امام ابن حبانؒ کے استاد ہیں۔ مؤلف صحیح ابن خُزَیمہ۔ امام مزنیؒ اور اسحٰقؒ بن راھویہ جیسے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ اجتہاد کے منصب پر فائز تھے۔ امام سیوطیؒ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کہتے ہیں: صحیح ابن خزیمہ کا مرتبہ ، صحیح ابن حبان سے زیادہ ہے۔

- حضرت ابو عوانه يعقوب بن اسحٰق اسفرائني (المتوفیٰ 316ھ):

مؤلف مُسنَد صحيح ابو عوانه۔ یہ کتاب صحیح مسلم کا استخراج ہے۔ ابو حاتم ، ابوزرعہ اور امام مسلم کے شاگرد ہیں۔ شافعی ہیں۔ تحصیلِ حدیث کے لیے بے شمار سفر کیے۔

- حضرت ابوجعفر طحاوی (پیدائش 239ھ۔ المتوفیٰ 321ھ):

مؤلف مصنف الطحاوی۔ امام شافعیؒ کے شاگرد امام مزنیؒ کے بھانجے تھے۔ پہلے شافعی تھے پھر حنفی ہو گئے۔ مشکل الآثار اور عقیدہ طحاویہ کے مرتب ہیں۔ مصر میں انتقال کیا۔

- حضرت عبد الرحمٰن بن ابي حاتم (المتوفیٰ 327ھ):

مشہور محدث ہیں۔

- حضرت ابو حاطب محمد ابن حِبّان (پیدائش 275ھ۔ المتوفیٰ 354ھ):

مؤلف صحیح ابن حِبّان۔ محمد بن اسحٰق ابو خزیمہ کے شاگرد ہیں۔ افغانی ہیں۔

- حضرت سليمان بن احمد طبراني (پیدائش 260ھ۔ المتوفیٰ 360ھ):

شافعی مجتہد تھے۔ مؤلف المعجم الکبیر ، الاوسط ، الصغیر۔ امام نسائیؒ اور ابوزرعہؒ کے شاگرد ہیں۔ ابونعیمؒ ان کے شاگرد ہیں۔ دریائے اردن سے متصل مقام طبریہ کے متوطن تھے۔

- حضرت ابن عدی (المتوفیٰ 365ھ):

مشہور محدث ہیں۔

- حضرت ابن عساکر ابو القاسم علي الدمشقي الشافعي (المتوفیٰ 371ھ):

مشہور محدث ہیں۔ التاریخ الکبیر دمشق ان کی مشہور کتاب ہے۔

- حضرت امام علي بن عمر دارقطني (پیدائش 306ھ۔ المتوفیٰ 385ھ):

مؤلف سنن دار قطني۔ دار قطن بغداد کے ایک محلّہ کا نام ہے۔ اسماء الرجال اور نقائصِ حدیث کے بہت بڑے عالم ہیں۔ ان کی کتاب صحاح کے بعد مستند ترین سمجھی گئی ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

پانچویں صدی ہجری کے علماء

- **حضرت امام حاکم** (پیدائش 321ھ۔ المتوفی 405ھ):

امام بیہقیؒ اور امام دارقطنیؒ کے شاگرد ہیں۔مؤلف المستدرک الصحیحین ۔اپنے علاقے کے حاکم تھے۔اور عالم دین بھی تھے۔امام بیہقی کے استاد ہیں۔حاکم کی صحیح حدیثوں کا معیار، ابن خزیمہ اور ابن حبان سے کم ہے۔

- **حضرت ابنِ مردویہ** (المتوفی 410ھ):

مشہور محدث ہیں۔

- **حضرت ابو نُعیم اصفهاني** (پیدائش 336ھ۔ المتوفی 430ھ):

ابو نُعیم اصفہانیؒ کے شاگردِ خاص خطیب بغدادیؒ ہیں ۔

مؤلف حلية الاولياء ، دلائل النبوة ۔فقہ میں شافعی اور کلام میں اشعری تھے۔

- **حضرت ابن حزم الاندلسي** (المتوفی 457ھ):مؤلف کتاب المحلّٰی..

ظاھری فقه کے مشھور امام ہیں ۔امام داود ظاہری (275ھ) کے پیرو ہیں۔بہت بڑے محدث اور فقیہ ہیں۔بعض معاملات میں ان کے ہاں تفرد پایا جاتا ہے۔لیکن ان کے ہاں بعض اصول بہت پختہ اور راسخ ہیں۔

- **حضرت امام بیهقي ابو بکر احمد بن حسین** (پیدائش 384ھ۔المتوفی 458ھ):

امام بیہقیؒ ، امام حاکمؒ کے شاگرد ہیں۔شافعی تھے۔نیشاپور میں انتقال کیا۔

مؤلف السنن الکبریٰ و السنن الصغریٰ .

- **حضرت خطیب بغدادی** (پیدائش 392ھ۔المتوفی 463ھ):

خطیب بغدادیؒ ابو نعیم اصفہانی کے شاگرد ہیں۔مؤلف الکفایه في علوم الروایه ۔شافعی اور اشعری تھے۔تاریخ بغداد ان کی مشہور کتاب ہے۔

- **حضرت ابن عبد البرؒ القرطبي الاندلسي** (پیدائش 368ھ۔ المتوفی 463ھ):

ابن عبد البرؒ مشہور محدث ہیں۔مؤطا امام مالک کی شرح التمهيد لکھی۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

مالکی تھے ، لیکن اندھے مقلد نہ تھے ۔اسماء الرجال پر ان کی کتاب استیعاب ہے۔

- محمد بن ابي نصر الحميدي الاندلسي (پیدائش 418ھ۔المتوفیٰ 488ھ):

بخاری اور مسلم کو جمع کیا۔مشہور محدث ہیں۔ابن حزم (م 457ھ) کے شاگرد ہیں۔ظاہری تھے۔

چھٹی صدی ہجری کے علماء

- حضرت امام غزالیؒ (المتوفیٰ 505ھ):

مجددِ اسلام اور متکلم ہیں۔علمائے اصول میں ان کا شمار ہوتا ہے۔احیاء العلوم ان کی مشہور کتاب ہے۔

- حضرت ديلمي (المتوفیٰ 509ھ):

مشہور محدث ہیں۔

- حضرت امام حسين بن مسعود البغوی خراساني (پیدائش 436ھ۔ المتوفیٰ 519ھ):

مؤلف تفسیر معالم التنزیل ، مَصَابِیحُ السُّنَّہ. تقریباً دو سو سال بعد خطیب العمریؒ تبریزی نے اضافہ کر کے اس کا نام مشکوٰۃ رکھا۔

- حضرت رزين بن معاويهؒ (المتوفیٰ 535ھ):

مؤلف تجرید الصحاح۔صحاحِ ستہ کو جمع کیا۔

- امام ابن العربيؒ (ابو بكر محمد بن عبدالله) (پیدائش 468ھ۔المتوفیٰ 543ھ):

احکام القرآن اور ترمذی کی شرح عارضة الاحوذی ان کی مشہور تصانیف ہیں۔مالکی ہیں۔

- حضرت قاضي عياض الاندلسي (پیدائش 446ھ۔المتوفیٰ 544ھ):

سیرت پر کتاب الشفاء ان کی مشہور کتاب ہے۔

- حضرت مرغيناني ابو الحسن برهان الدين علي (المتوفیٰ 592ھ):

مشہور حنفی فقیہ ہیں۔مؤلف الهدايه ۔

- عبد الرحمٰن بن علي ابن جوزی بغدادی (المتوفیٰ 597ھ):

امام ابن جوزیؒ حنبلی تھے۔واعظِ بغداد اور بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔جرح و تعدیل کے امام ہیں۔
موضوعات ، صفة الصفوة ، تبليس ابليس ، اخبار الاخيار اور منهاج الصادقين ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ساتویں صدی ہجری کے علماء

- **حضرت ابنِ صلاح ابو عمر عثمان بن عبدالرحمن (المتوفی 643ھ):**

مؤلف علوم الحدیث (معروف بہ مقدمہ) مشہور محدث ہیں۔ بغداد میں انتقال کیا۔ حدیث کے علاوہ اسماء الرجال ، تفسیر اور فقہ میں حاصل تھا۔

- **حضرت مقدسی عبدالغنی بن عبدالواحد (المتوفی 600ھ):**

مشہور محدث ہیں۔ اسماء الرجال پر سب سے اہم کتاب الکمال کے مصنف ہیں۔

- **ابن الیرؒ جزری (پیدائش 543ھ۔ المتوفی 606ھ):**

ابن اثیرؒ شافعی ہیں۔ موصل میں انتقال کیا۔ النهایه في غریب الحدیث کے علاوہ جامع الاصول ان کی مشہور کتب ہیں۔ صحاح ستہ کو جمع کیا۔

خاتمہ خلافت عباسیہ (656ھ۔1258ء)۔

ہلاکو خان نے آخری خلیفہ معتصم باللہ کو قتل کر دیا

- **حضرت حافظ عبدالعظیم منذری مصری (پیدائش 581ھ۔ المتوفی 656ھ):**

امام منذریؒ، ابن قدامہ حنبلیؒ کے شاگرد ہیں۔ عز الدین عبدالسلامؒ اور ابن دقیق العیدؒ کے استاد ہیں۔ مؤلف الترغیب والترهیب ۔ علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ نے تخریج کر کے صحیح ترغیب وترہیب اور ضعیف ترغیب وترہیب کے نام سے الگ الگ جلدوں میں شائع کیا ہے۔

- **حضرت امام یحییٰ بن شرف نووی شافعی . حورانی (المتوفی 676ھ):**

امام نوویؒ شارح صحیح مسلم اور مشہور محدث ہیں۔ ریاض الصالحین ، اربعین نووی اور کتاب الاذکار ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

آٹھویں صدی ہجری کے علماء

- **حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ (پیدائش 661ھ۔المتوفیٰ 728ھ):**

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ مجتہد، مجدد ، مجاہد ، ناقد ،محدث ، فقیہ،متکلم اور مفسر ہیں۔

- **حضرت ولي الدين خطيب التبريزیؒ (المتوفیٰ 737ھ):**

مؤلف مشکوٰۃ المصابیح ۔امام بغویؒ کی کتاب المصابیح السنہ میں تیسری فصل کا اضافہ کیا۔شافعی ہیں ۔ملاعلی قاریؒ (م 1014ھ) اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (م 1052ھ) اور مولانا عبیداللہ رحمانیؒ (م 1342ھ) نے مشکوٰۃ کی شرحیں لکھی۔

- **حضرت یوسف مِزّیؒ (المتوفیٰ 742ھ):**

مشہور محدث ہیں۔اسماءالرجال پر ان کی مشہور کتاب تهذيب الكمال ہے۔

- **حضرت ابن قدامه المقدسیؒ (المتوفیٰ 744ھ):**

مشہور محدث ہیں۔مؤلف المغني

- **حضرت حافظ شمس الدین ذهبیؒ (المتوفیٰ 748ھ):**

امام ذہبیؒ مشہور محدث ہیں۔ علم جرح وتعدیل کے ماہر ہیں۔اسماءالرجال پر تذکرۃ الحفاظ اور میزان الاعتدال ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

- **حضرت حافظ شمس الدین ابن قیّمؒ (پیدائش 691ھ۔المتوفیٰ 751ھ):**

حافظ ابن القیّمؒ حنبلی مجتہد ہیں۔زاد المعاد ، اعلام الموقعين وغیرہ ان کی مشہور کتب ہیں۔امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد مشہور محدث، مفسر ، فقیہ ہیں۔

- **حافظ عماد الدين ابن كثيرؒ شافعي (پیدائش 701ھ۔المتوفیٰ 774ھ):**

حافظ ابنِ کثیرؒ مشہور مفسّر ،محدث ،مورخ اور عالم دین ہیں اور امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد ہیں۔ان کی تفسیر اور تاريخ البدايه و النهايه اور جامع المسانيد مشہور ہے ، جو

www.sirat-e-mustaqeem.com

صحاح ستہ اور مسند احمد وغیرہ کی جامع ہے۔

- **حضرت امام شاطبیؒ (المتوفیٰ 790ھ):**

امام شاطبیؒ مشہور محدث ہیں۔علمائے اصول میں شمار ہوتا ہے۔مولف الموافقات۔

نویں صدی ہجری کے علماء

- **حضرت ابن حجر عسقلانی (پیدائش773ھ۔المتوفیٰ 852ھ):**

امیر المومنین فی الحدیث کہلاتے ہیں۔فقہ میں شافعی تھے۔امام سخاویؒ ان کے شاگرد ہیں۔مؤلف فتح الباری شرح صحیح البخاری۔بلوغ المرام وغیرہ وغیرہ۔

دسویں صدی ہجری کے مشہور علماء

- **حضرت محمد بن عبد الرحمٰن السخاویؒ (المتوفیٰ 902ھ):**

امام سخاویؒ مشہور محدث ہیں۔حافظ ابن حجرؒ کے شاگرد ہیں۔

- **حضرت جلال الدین سیوطی (المتوفیٰ 911ھ):**

شارح سنن نسائی وابن ماجہ وموطا۔مشہور مفسر، محدث، مورخ۔کئی علوم پر ان کی موجود ہیں۔

- **حضرت احمد بن محمد قسطلانیؒ (المتوفیٰ 923ھ):**

مشہور محدث اور شارح بخاری ہیں۔

- **شیخ علی متقیؒ (پیدائش885ھ۔ المتوفیٰ 975ھ):**

شیخ علی متقی ، ابنِ حجر مکیؒ ، محمد بن سخاویؒ وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ کنز العمّال فی سنن الاقوال و الافعال ان کی مشہور تصنیف ہے۔شیخ طاہر پٹنیؒ ان کے شاگرد ہیں۔

- **شیخ محمد طاہر پٹنیؒ (فتنی) (المتوفیٰ 986ھ):**

شیخ طاہر پٹنیؒ ، شیخ علی متقیؒ کے شاگرد ہیں۔پٹن (احمد آباد) کے متوطن تھے۔مغنی فی اسماء الرجال اور تذکرہ الموضوعات ، مجمع بحار الانوار ان کی مشہور کتابیں ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

گیارھویں صدی ہجری کے علماء

- **حضرت ملاعلی قاریؒ نور الدین بن سلطان (المتوفیٰ 1014ھ):**

مؤلف مرقاۃ المصابیح. مشکوٰۃ کی شرح لکھی۔ موضوع احادیث کو بھی انہوں نے جمع کیا۔

- **حضرت شیخ عبد الحق محدث دھلویؒ (المتوفیٰ 1054ھ) :**

شیخ عبدالحقؒ مشہور محدث ہیں۔ مشکوٰۃ کی شرح لکھی۔

- **شیخ محمد حیات سندھیؒ (المتوفیٰ 116ھ):**

گھوٹکی (سکھر) میں پیدا ہوئے۔ اور 1163ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ اور محمد بن اسمٰعیل یمانیؒ (صاحب سبل السلام) ان کے شاگرد ہیں۔

بارھویں صدی ہجری کے علماء

- **حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ (المتوفیٰ 1176ھ):** مفکر اسلام،

مجددِ اسلام ، محدث ، مفسر، مجتھد وفقیہ۔ (1762ء)

اگلے صفحے پر دیئے گئے چارٹ کا بغور مطالعہ فرمایئے۔ برصغیر ہندو پاک میں روایت حدیث اور تدریسِ حدیث کی سندوں کا سلسلہ حضرت شاہ ولی اللہؒ سے ملتا ہے۔ ان کے چاروں بیٹوں نے علمی نام کمایا۔ پوتے شاہ اسمٰعیل شہید بھی بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مجاہد بھی تھے۔ نواسے حضرت شاہ اسحٰقؒ بھی روایتِ حدیث اور تدریسِ حدیث کے سلسلے کی اہم کڑی ہیں۔

حنفی علمائے دیوبند اور علمائے اہلِ حدیث دونوں کا سلسلۂ حدیث شاہ ولی اللہ کے نواسے حضرت شاہ اسحٰقؒ سے جاملتا ہے۔

علمائے دیوبند، مولانا مملوک علیؒ اور شاہ عبدالغنی مجددیؒ کے واسطے سے اس سلسلے سے وابستہ ہیں، جبکہ علمائے اہلِ حدیث مولانا سید نذیر حسین بہاری کے واسطے سے اس سلسلے سے وابستہ ہیں۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ بھی ، مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلویؒ ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ، مولانا مظہر نانوتوی وغیرہ کے واسطے سے اس سلسلے سے جڑے ہوئے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

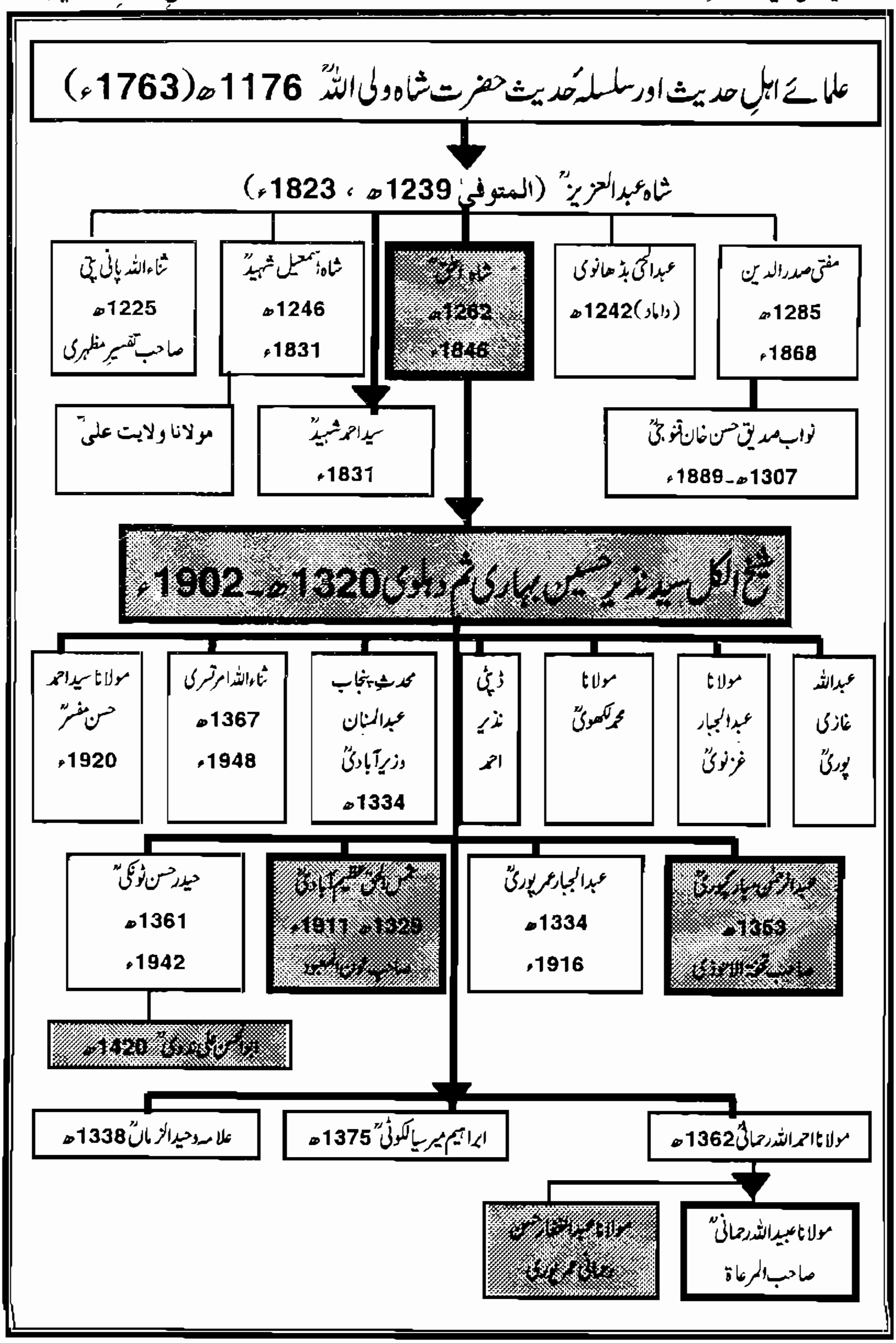

www.sirat-e-mustaqeem.com

علمائے دیوبند اور سلسلۂ حدیث حضرت شاہ ولی اللہؒ 1176ھ (1763ء)

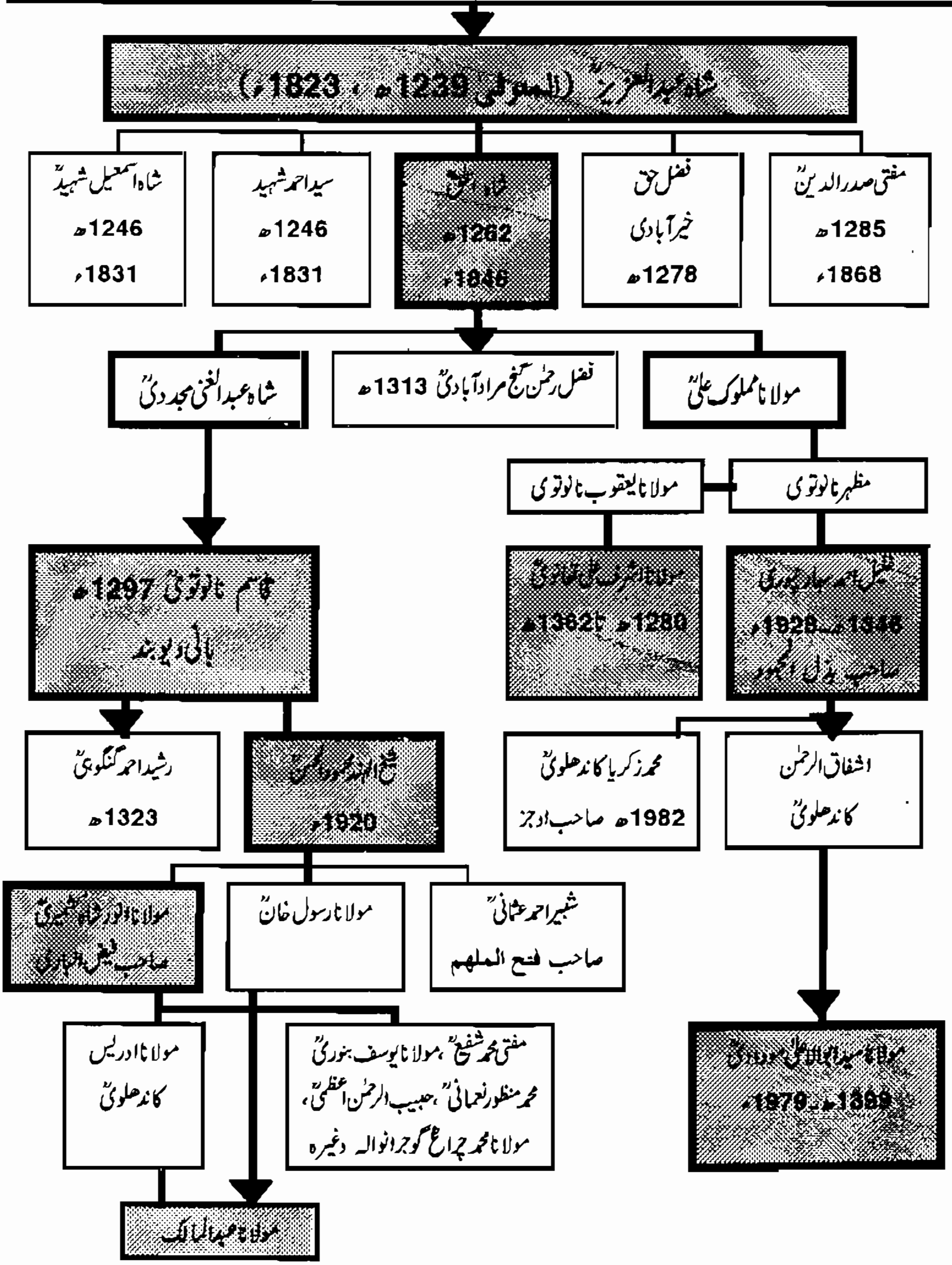

www.sirat-e-mustaqeem.com

- **حضرت محمد بن اسماعیل الصنعانیؒ (المتوفیٰ 1182ھ ۔ 1768ء):**

مشہور محدث ہیں۔مؤلف سُبُلُ السلام. شرح بلوغ المرام ۔

تیرھویں صدی ہجری کے علماء

- **شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب نجدیؒ (المتوفیٰ 1206ھ۔مطابق 1792ء):**

کتابُ التوحید ان کی مشہور کتاب ہے۔عرب کی سرزمین کو شرک و بدعات سے پاک کر کے ایک اسلامی حکومت قائم کرنے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ حنبلی ہیں اور امام ابنِ تیمیہؒ سے بہت متاثر ہیں۔آج کل سعودی عرب کی وزارتِ مذہبی امور، انہی کے خاندان کے فرد کے پاس ہوتی ہے۔

- **علامه ثناء الله پانی پتیؒ۔(المتوفیٰ 1225ھ ۔ 1810ء):**

تفسیرِ مظہری کے مؤلف ہیں۔نہایت وسیع النظر عالمِ دین۔صحیح احادیث کی روشنی میں معروف حنفی مسلک سے اختلاف کیا۔

- **شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ (المتوفیٰ 1239ھ۔ 1818ء):**

شاہ عبدالعزیز ، مشہور مفسر ہیں۔شاہ ولی اللہؒ کے بیٹے اور مفتی اعظم ہند ہیں۔حدیث کے تمام سلسلے ان سے مل جاتے ہیں۔

- **شاہ اسمٰعیل شہید دھلویؒ (المتوفیٰ 1246ھ۔ 1831ء):**

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے پوتے ہیں۔تقویۃ الایمان کے علاوہ دیگر کئی کتب کے مصنف ہیں۔ 47 سال کی عمر میں بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ ہر جمعہ کو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔مسلمانوں میں توحید کی صحیح روح پھونکنے ، عقائد کو درست کرنے اور جہادی فضا کو پیدا کرنے میں ان کا اہم کردار ہے۔ تقویۃ الایمان ، صراطِ مستقیم ، منصب امامت ، رسالہ اصولِ فقه اور تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ہندوستان میں شاہ ولی اللہؒ صاحب کا

www.sirat-e-mustaqeem.com

خاندان شاہ اسمٰعیلؒ کے بعد دو حصوں میں بٹ گیا۔شاہ عبدالعزیزؒ وغیرہ حنفیت پر قائم رہے۔یہ سلسلہ علمائے دیوبند سے جا ملتا ہے۔جبکہ شاہ اسمٰعیل اور ان کے رفقاء کا سلسلہ علمائے اہلِ حدیث پر ختم ہوتا ہے۔

- حضرت محمد بن علي شوكانيؒ (1173ھ۔المتوفیٰ 1250ھ۔ 1834ء):

امام شوکانی نیل الاوطار کےمؤلف ہیں۔یمنی محدث،مفسر، ہیں۔

- حضرت شاہ اسحق محدث دهلویؒ (المتوفیٰ 1262ھ۔ 1846ء)

شاہ اسحٰقؒ ،شاہ ولی اللہؒ کے نواسے ہیں۔شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد اُن کے جانشین ہوئے اور علمِ حدیث کے چراغ کو جلائے رکھا۔آپ کے شاگردوں میں شاہ عبدالغنی مجددیؒ، امداد اللہ مہاجر مکیؒ، فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی اور مشہور اہلِ حدیث عالم شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ شامل ہیں۔

• جنگِ آزادی	(1274ھ - 1857ء)
• انگریزوں کی باقاعدہ حکومت کا آغاز	(1275ھ - 1858ء)

چودھویں صدی ہجری کے علماء

- مولانا عبد الحئی فرنگی محلی لکھنویؒ (المتوفیٰ 1304ھ۔1866ء)

ہندوستان کے مایہ ناز عالمِ دین۔مولف حاشیہ ھدایہ . مجموعہ فتاویٰ کم عمری میں انتقال کیا۔مجتہد منتسب کے مقام پر فائز تھے۔صحیح احادیث اور قوی دلائل کی روشنی میں معروف حنفی مسلک سے اختلاف کیا اور اپنی اختلافی رائے کا جرأت مندانہ اظہار کیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- **حضرت نواب صدیق حسن خان قنوجیؒ (المتوفیٰ 1307ھ ۔1889ء)**

کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ بلوغ المرام کی شرح لکھی۔مفتی صدرالدین آزردہ ، شیخ حسین بن محسن انصاری جیسے اساتذہ کے شاگرد تھے۔عربی، فارسی وراردو میں دوسو (200) سے زائد کتابیں لکھیں۔ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں۔مسک الختام شرح بلوغ المرام فارسی میں ہے۔فتح العلام شرح بلوغ المرام عربی میں ہے۔السراج الوھاج شرح مختصر صحیح مسلم للمنذریؒ۔

- **حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب محدث بہاری ثُمَّ دھلویؒ**

(المتوفیٰ 1320ھ-مطابق 1902ء)

میاں نذیر حسینؒ ، شیخ الکل کے نام سے مشہور ہیں۔یہ دہلی میں شاہ اسحٰقؒ کے جانشین ہوئے ۔ شاگردوں میں مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ ، محدثِ پنجاب عبدالمنان وزیرآبادیؒ ، ڈپٹی نذیر احمدؒ ، مولانا عبدالجبار عمر پوریؒ ،شمس الحق عظیم آبادیؒ ،حیدر حسن ٹونکیؒ اور مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ وغیرہ معروف ہیں۔پورے ساٹھ (60) سال درسِ حدیث دیا۔شیخ الکل کا لقب پایا۔ ان کے شاگردوں کی تعداد ایک ہزار (1000) سے زیادہ ہے۔

- **حضرت محمد اشرف عظیم آبادیؒ (المتوفیٰ 1322ھ۔مطابق 1904ء):**

بہار(ہندوستان) کے بہت بڑے محدث۔عون المعبود شرح ابی داؤدؒ کی تالیف میں معاون تھے۔

- **شیخ حسین بن محسن انصاریؒ خزرجی (المتوفیٰ 1327ھ ۔مطابق 1907ء):**

1245ھ میں ولادت ہوئی۔یمن سے بھوپال (ہندوستان) آئے۔آپ کے شاگردوں میں نواب صدیق حسن خان قنوجیؒ محدث شمس الحق ڈیانویؒ ،عظیم آبادی اور مولانا عبدالحی لکھنویؒ جیسے نامور علماء شامل ہیں۔شیخ حسینؒ ایک واسطے سے صاحب نیل الاوطار قاضی شوکانیؒ کے شاگرد ہیں۔کہا جاتا ہے انہیں 'فتح الباری' کی تیرہ(13) ضخیم جلدیں تقریباً حفظ تھیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- حضرت مولانا شمس الحق ڈیانویؒ عظیم آبادی (المتوفیٰ 1329ھ- 1911ء)

مولانا شمس الحق عظیم محدث ہیں۔ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں۔غایة المقصود فی حل سنن ابی داؤد . عون المعبود شرح سنن ابی داؤد . التعليق المغنی علیٰ سنن الدار قطنی .

- حضرت جمال الدین قاسمیؒ (المتوفیٰ 1332ھ ۔مطابق 1914ء)

علمِ حدیث کی اصطلاحات پر ایک اہم کتاب قواعد التحدیث لکھی۔

- مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (پیدائش 1269ھ المتوفیٰ 1346ھ- 1928ء)

مولانا خلیل احمدؒ کی سنن ابی داوٗد کی شرح بـذل الـمجهود بہت مشہور ہے۔مولانا مملوک علیؒ کے نواسے تھے۔مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔"بذل المجهود شرح سنن ابی داؤد" دس سال میں مکمل کی۔

- مولانا انور شاہ کشمیریؒ (المتوفیٰ 1352ھ۔مطابق 1934ء)

مولانا انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الہند محمود الحسنؒ کے شاگرد ہیں۔دارالعلوم دیو بند اور ڈابھیل گجرات (ہند) میں درسِ حدیث دیا۔ 'فیض الباری' ان کی مشہور کتاب ہے، جو بخاری کی شرح ہے۔ان کے شاگردوں کی تعداد ایک ہزار (1000) سے زیادہ ہے۔جس میں مفتی شفیعؒ، ادریس کاندھلویؒ، منظور نعمانیؒ، یوسف بنوریؒ، حبیب الرحمٰن اعظمی محدثؒ جیسے افراد شامل ہیں۔

- مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ (المتوفیٰ 1353ھ۔مطابق 1934ء)

مولانا عبدالرحمٰنؒ، مبارکپور کے مردم خیز علاقے کے نامور محدث ہیں۔شیخ حسین بن محسن انصاریؒ اور میاں نذیر حسینؒ کے شاگرد ہیں۔ان سے عبدالسلام مبارکپوریؒ، عبیداللہ رحمانیؒ، تقی الدین ہلالیؒ وغیرہ نے کسبِ فیض کیا۔تـحـفة الأحوذی شرح جامع ترمذی ، شفاء الغلل شرح كتاب العلل لترمذی ان کی مشہور تصنیفات ہیں۔

- مولانا اشرف علي تھانویؒ. (پیدائش 1280ھ۔المتوفیٰ 1362ھ):

مولانا اشرف علی تھانویؒ مفسر اور فقیہ تھے۔82 سال عمر تھی کہ 1943ء میں انتقال ہوا۔مولانا مملوک علیؒ اور شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے شاگرد ہیں۔ان کے شاگردوں میں مفتی محمد حسنؒ ،

www.sirat-e-mustaqeem.com

مولانا خیر محمد جالندھریؒ، قاری طیبؒ، مفتی محمد شفیعؒ، مولانا رسول خانؒ اور مولانا ظفر احمد تھانویؒ کے علاوہ بے شمار افراد شامل ہیں ۔ تقریباً ایک ہزار (1000) چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں ۔ بیان القرآن، بہشتی زیور اور التکشف ان کی مشہور کتابیں ہیں ۔

● قیام پاکستان　　(1366ھ - 1947ء)

● **مولانا شبیّر احمد عثمانيؒ (المتوفيٰ 1368ھ - مطابق 1949ء)**

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قیامِ پاکستان میں اور پاکستان کی آئینی بنیادیں فراہم کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا ۔ جمعیت علمائے اسلام کے بانی ہیں ۔ پارلیمنٹ کے رکن بنے ۔ قرار داد مقاصد کی منظوری میں مولانا مودودیؒ کے ساتھ مل کر اہم کردار ادا کیا ۔ دسمبر 1949ء میں انتقال ہوا ۔ تفسیر عثمانی اور فتح الملہم شرح صحیح مسلم ان کی مشہور تصانیف ہیں ۔

● **مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ (پیدائش 1903ء ۔ المتوفیٰ 1399ھ ۔ 1979ء)**

بانی جماعتِ اسلامی ۔ نفاذِ شریعت کے لیے تمام مکاتبِ فکر کے علماء کو جمع کیا ۔ مفسر ، متکلم ، داعی ، فتنۂ قومیت ، فتنۂ قادیان، فتنۂ انکارِ حدیث وغیرہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ۔ مسلمانوں کو مغربی علوم اور مغربی تہذیب کی مرعوبیت سے نکالنے میں ان کا نمایاں کردار ہے ۔ تفہیم القرآن، الجہاد فی الاسلام، قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، تنقیحات، قادیانی مسئلہ، مسئلہ قومیت، رسائل و مسائل اور سنت کی آئینی حیثیت ان کی مشہور کتابیں ہیں ۔

پندرہویں صدی ہجری کے عظیم محدث

● **شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ (المتوفیٰ 1420ھ ۔ مطابق 2000ء):**

(مؤلف سلسلةُ الاحاديثِ الصحيحة ، سلسلة الاحاديثِ الضعيفةِ وغيرهما)

شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ اس دور کے سب سے بڑے محدث ہیں اور غالباً حافظ ابن حجر عسقلانیؒ

www.sirat-e-mustaqeem.com

(المتوفیٰ 852ھ) کے بعد دنیائے علمِ حدیث میں ایسی ہستی پیدا نہیں ہوئی۔شیخ البانیؒ نے عقائد ، تصوف ، چاروں فقہی مذاہب اور سننِ اربعہ وغیرہ کی تمام کتابوں میں موجود احادیث کی تخریج کر دی ہے۔اور ہر علم وفن پر بطورِ استشہاد پیش کی جانے والی احادیث کی حیثیت متعین کر دی ہے۔یہ کام کئی اداروں کے لیے ممکن نہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت تنہا ایک شخص سے لی۔ان کے اہم ابتدائی کارناموں میں سے امام غزالیؒ کی مشہورِ زمانہ کتاب "اِحیاء العلوم" کی احادیث کی تخریج بھی ہے۔
علاوہ ازیں سننِ اربعہ کو انہوں نے صحیح نسائی ، ضعیف نسائی ، صحیح ترمذی، ضعیف ترمذی، صحیح ابو داوٗد ، ضعیف ابو داوٗد اور صحیح ابنِ ماجہ ، ضعیف ابنِ ماجہ کی صورت میں الگ الگ تقسیم کر دیا ہے۔فضائل اعمال کے لیے استعمال ہونے والی امام منذریؒ کی اہم کتاب "الترغیب و الترھیب" کو بھی صحیح اور ضعیف دو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔مشکوٰۃ المصابیح کی احادیث کی حیثیت بھی متعین کر دی ہے۔
اسی طرح عالمِ عرب میں فقہی امور پر مشتمل مقبول خاص وعام کتب "فقه السنه" (علامہ سید سابق) اور "الحلال و الحرام فی الاسلام" (علامہ یوسف القرضاوی) میں وارد تمام احادیث کی بھی تخریج کر دی ہے۔علمِ حدیث کے علماء، محققین اور طلبہ کے لیے اب احادیث کی جانچ پڑتال کا کام نہایت آسان ہو گیا ہے۔یہ سارا کام اب کمپیوٹر کی CDs پر منتقل ہو رہا ہے۔ابھی "مکتبة الحدیث الشریف" بیروت لبنان سے تین CDS پر مشتمل ایک سیٹ آیا ہے جس میں 2100 کتابیں ہیں۔

علمِ حدیث اور عصرِ حاضر کے تقاضے

اس صدی کے علماء کا کمپیوٹر سے واقف ہونا اور تمام بڑے دینی مدارس میں ان CDS کا ہونا لازمی ہو گیا ہے۔بالخصوص علمِ حدیث سے خصوصی شغف رکھنے والے علماء کے لیے یہ لازمی ہے۔اس لیے کہ یہ علم نہایت وسیع ہے۔کمپیوٹر کی مدد سے بہت ہی کم وقت میں سندِ حدیث کے ایک ایک راوی کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔محدثین کے تبصرے مل سکتے ہیں۔ان کی طرف سے کی گئی جرح وتعدیل معلوم ہو سکتی ہے اور حدیث کی حیثیت کا تعین ہو سکتا ہے۔اسی متن یا اس سے ملتے جلتے متن پر مبنی احادیث سامنے آ سکتی ہیں اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

مختلف متون پر مشتمل احادیث کے حوالہ جات معلوم کیے جاسکتے ہیں۔

خلاصہ ...... تاریخِ روایتِ اَحادیث

1- ہر دور میں احادیث کی روایت نسل در نسل ہوتی رہی ہے اور اِن شاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

2- صحابہ کرامؓ میں کئی بزرگ ایسے گزرے ہیں ، جنہوں نے احادیث کی روایت کے علاوہ ، کتابت بھی کی۔

3- گزشتہ چودہ سو سالوں میں ، امتِ مسلمہ نے عظیم الشان محدثین پیدا کیے۔

4- ہندو پاک کے دینی مدارس میں ، تمام مکاتبِ فکر کے علماء کی روایتِ حدیث کی سندیں ، بشمول علمائے دیوبند ، علمائے اہلِ حدیث اور مولانا مودودیؒ ، حضرت شاہ ولی اللہؒ سے جاملتی ہیں۔

5- ہمارے دور میں البانیہ کے مشہور عالم شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ نے علمِ حدیث اور تحقیقِ حدیث کے سلسلے میں عظیم الشان خدمات سرانجام دیں ہیں۔

6- گزشتہ اَدوار کے مقابلے میں ، آج Computer CDs اور کتبِ اَحادیث کی بڑے پیمانے پر اشاعت سے ، علمِ حدیث کا احاطہ بہت آسان ہوگیا ہے۔

سوالات ...... مشق

1- رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی اور مدنی زندگی کی اہم ترین تاریخوں کو زبانی یاد کر لیجیے۔

2- خلفائے راشدین کی زندگی کے اہم واقعات کو ، سن ہجری کے اعتبار سے یاد کر کے ان کے خوبصورت چارٹ بنائیے۔ پھر انہیں اپنے گھر ، مدرسے ، اسکول یا دفتر میں آویزاں کیجیے ، تاکہ دوسرے لوگ بھی مستفید ہو سکیں۔

3- رسول اللہ ﷺ کے تحریری حکم ناموں پر ایک مختصر مضمون لکھیے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

4- دس (10) مشہور صحابہؓ کے حالاتِ زندگی دو دو سطروں میں مختصراً بیان کیجیے۔

5- دس (10) مشہور تابعین کے حالاتِ زندگی دو دو سطروں میں مختصراً بیان کیجیے۔

6- دس (10) مشہور تبع تابعین کے حالاتِ زندگی دو دو سطروں میں مختصراً بیان کیجیے۔

7- دس (10) مشہور تبع تبع تابعین کے حالاتِ زندگی دو دو سطروں میں مختصراً بیان کیجیے۔

8- دس (10) مشہور ایسے اَفراد کے حالاتِ زندگی مختصراً بیان کیجیے ، جنہوں نے علم فقہ میں کمال حاصل کیا۔

9- دس (10) مشہور ایسے اَفراد کے حالاتِ زندگی مختصراً بیان کیجیے ، جنہوں نے علم حدیث میں کمال حاصل کیا۔

10- دس (10) مشہور ایسے اَفراد کے حالاتِ زندگی مختصراً بیان کیجیے ، جنہوں نے علم تفسیر میں کمال حاصل کیا۔

جھوٹی حدیثوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ

"آخری زمانے میں بڑے بڑے فریبی اور جھوٹے پیدا ہوں گے

يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ

تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جنہیں تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے

فَإِيَّاكُمْ ! وَ اِيَّاهُمْ ! لَا يُضِلُّوْنَكُمْ ! وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ

(مسلم ، المقدمة ، باب 4 ، حديث 16)

ان سے اپنے آپ کو بچاؤ ! کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور کسی فتنے میں مبتلا نہ کردیں !"

www.sirat-e-mustaqeem.com

● سولواں باب

منکرینِ حدیث کے اعتراضات اور ان کے جوابات

www.sirat-e-mustaqeem.com

منکرین حدیث کے اعتراضات اوران کے جوابات

اعتراض 1	وحی سے مراد صرف قرآن ہے۔احادیث وحی نہیں ہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے ، وحی کے تین (3) طریقے بتائے ہیں اور سورۃ الصافات میں خواب کو بھی، وحی کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے۔

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ﴾ (الشوریٰ:51)

''کسی انسان کے لیے ممکن نہیں کہ اللہ اُس سے روبرو بات کرے، (1) اُس کی بات یا تو وحی (اشارے) کے طور پر ہوتی ہے (2) یا پردے کے پیچھے سے ہوتی ہے (3) یا وہ کوئی فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اللہ کے حکم سے ، جو کچھ اللہ چاہتا ہے ، وحی کرتا ہے''۔

اس آیت سے انبیاء پر، اللہ کی طرف سے وحی کے تین (3) طریقے معلوم ہوتے ہیں۔

(1) وحی کے ذریعے: وحی سریع اور تیز اشارے کو کہتے ہیں۔اس طرح رسول ﷺ کے دل پر کوئی چیز القاء کی جاتی تھی۔اسی طریقے سے وحیِ خفی یعنی احادیث کا القاء ہوا۔قرآن کہتا ہے:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ٥ ﴾ (النجم:3-4)

''آپ خواہشِ نفس سے کلام نہیں فرماتے، بلکہ یہ تو صرف ایک وحی ہے ، جو اِن پر نازل کی جاتی ہے''۔

یہی بات رسول ﷺ نے ابنِ عمروؓ سے فرمائی کہ میری زبان سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔

﴿ اُكْتُبْ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ ﴾ (ابوداؤد ، کتاب العلم ، حدیث:3648)

''لکھو ! اُس خدا کی قسم ! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ، اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا''۔ (ابوداؤد ، مسند احمد ، دارمی)

(2) پردے کے پیچھے سے گفتگو: رسول اور نبی ، اللہ کا کلام سنتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھتا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرتِ موسیٰؑ سے کوہِ طور کے دامن میں اللہ تعالیٰ نے گفتگو کی تھی۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ، محمد ﷺ سے معراج کے موقع پر گفتگو کی تھی اور کئی مرتبہ کی۔اسی موقع پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔اس طریقے سے بھی احادیث کا القاء ہوا۔

(3) فرشتے کا نزول: حضرت جبرئیلؑ بعض اوقات انسانی شکل میں آتے۔(بعض مرتبہ حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آئے)۔دو مرتبہ اپنی اصلی شکل میں رسول ﷺ کو نظر آئے۔لیکن بیشتر مرتبہ حضرت جبرئیلؑ وحی کو آپ کے دل پر نازل کرتے تھے۔قرآن میں ہے:﴿ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ ﴾(الشعراء:194)اسی طریقے سے وحیِ جلی یعنی قرآن کا نزول ہوا۔

(4) خواب کے ذریعے وحی: حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔باپ نے خواب بیٹے کو سنایا۔بیٹے نے خواب سن کر کہا:﴿اِفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ﴾ (الصافات:102) ''ابا جان آپ کو جو حکم دیا جا رہا ہے اُس پر عمل کیجیے''۔

یہاں حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے والد کے خواب کو امر اور حکم قرار دیا۔کیونکہ انبیاء کا خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے۔حضرت محمد ﷺ نے بھی صلحِ حدیبیہ سے پہلے خواب دیکھا۔اِس کا ذکر سورۃ الفتح کی آیت نمبر 27 میں موجود ہے۔اس طریقے سے بھی رسول ﷺ پر احادیث القاء کی گئیں۔

مندرجہ بالا چار (4) طریقوں سے ، محمد رسول اللہ ﷺ کو وحی جلی (قرآن) اور وحی خفی (احادیث) عطا کی گئیں۔یہ دونوں چیزیں مل کر اللہ تعالیٰ کے ماخذِ قانون یعنی آسمانی ماخذِ شریعت (Divine Sources of Law) کی تکمیل کرتے ہیں۔اسی لیے قرآن کہتا ہے:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ (النساء:80)

''جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی ، دراصل اُس نے اللہ کی اطاعت کی''

اسی لیے قرآن واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد کسی مرد یا عورت کو ، نہ صرف اللہ کے فیصلوں سے ، بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں سے اختلاف کی آزادی باقی نہیں رہتی۔اُسے دونوں کو بے چون و چرا تسلیم کرنا پڑے گا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ﴾ (الاحزاب:36)

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو ، اللہ اور رسول ﷺ کے کسی معاملے میں فیصلہ کرنے کے بعد ، خود فیصلہ کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا۔''

اعتراض 2	قرآن کہتا ہے کہ قرآن ہی کے ذریعے لوگوں کو متنبہ اور خبردار کیا گیا ہے۔ احادیث کا یہ درجہ نہیں ہے۔قرآن میں ہے: ﴿ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ﴾(الانعام:19) ''مجھ پر یہ قرآن وحی کیا گیا ہے ، تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے سے آپ لوگوں کو متنبہ اور خبردار کروں اور ہر اُس شخص کو جس تک یہ پہنچے''۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعے بھی متنبہ اور خبردار کیا ہے اور احادیث کے ذریعے بھی۔ صحیح بات یہ ہے کہ وحی کے ذریعے سے متنبہ اور خبردار کیا گیا ہے ، جس میں قرآن اور احادیثِ رسول دونوں شامل ہیں۔قرآن میں دوسری جگہ ارشاد ہوا:

﴿ قُلْ اِنَّمَا اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ﴾ (الانبیاء:45)

''کہہ دیجیے! میں تو وحی کے ذریعے، آپ لوگوں کو متنبہ اور خبردار کر رہا ہوں''۔

اس آیت میں قرآن کے بجائے ، وحی کا جامع لفظ استعمال کیا گیا ہے اور ﴿اِنَّما﴾ کے ذریعے حصر (Confine) کیا گیا ہے ، جبکہ سورۃ الانعام کی آیت 19 میں، جس کا آپ نے ذکر کیا ہے ، حصر موجود نہیں ہے۔

وحی کے لیے ، بعض اوقات قرآن میں ﴿ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

اعتراض 3	سب سے پہلے قرآن ہے، ہمارا ایمان قرآن پر ہے۔قرآن کے مطابق کوئی چیز ہوگی تو ہم اُسے تسلیم کریں گے، ورنہ نہیں۔

جواب: منکرین حدیث کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ ایمان کی صحیح ترتیب کو نہیں سمجھتے ، اور ''سب سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

پہلے قرآن'' کا نعرہ لگاتے ہیں۔ جہاں تک قرآن اور سنت کے باہمی تعلق کا معاملہ ہے اس کتاب کے تیسرے باب میں اس کا تفصیلی ذکر کیا جا چکا ہے۔ اسے دوبارہ پڑھ لیجیے۔ مشرکینِ مکہ کے سامنے جب صادق و امین محمد بن عبداللہ نے ، اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے پیش کیا تو صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کو رسول اللہ تسلیم کرلیا۔ آپ ﷺ نے جب یہ کہا کہ مجھ پر 'وحی' نازل ہوتی ہے تو انہوں نے اس دعوے کو بھی مِن و عَن تسلیم کرلیا۔ صحابہ کرامؓ نے ، قرآن کو بھی حدیثِ محمد ﷺ کی روشنی میں اللہ کا کلام تسلیم کرلیا۔

- گویا ایک مسلمان کے لیے صحیح ترتیب یہ ہوگی۔

1- صادق و امین محمد بن عبداللہ کو ، محمد رسول اللہ تسلیم کر کے ایمان لانا۔

2- محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی وحی پر ایمان لانا۔

3- محمد رسول ﷺ کی ہر بات (ہر حدیث) کو تسلیم کرنا اور اس پر ایمان لانا۔

4- زبانِ رسالت ﷺ پر نمودار ہونے والی ایک خاص وحی (قرآن) پر بھی ایمان لانا۔

قرآن ، مفہوم کے اعتبار سے بھی اور الفاظ کے اعتبار سے بھی اللہ کا کلام ہے ، اس لیے اس پر اس حیثیت سے ایمان لانا ضروری ہے ، یعنی پہلے محمد ﷺ پر ایمان ہوا ، پھر قرآن پر۔ یہ قرآن، کل وحی یعنی (رسول ﷺ کی بتائی ہوئی کل چیزوں) کا ایک مخصوص جزو ہے۔

منکرینِ حدیث اِس فطری ترتیب کو الٹ دیتے ہیں۔ وہ قرآن کی روشنی میں، محمد ﷺ کو تسلیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کہ صحیح ترتیب یہ ہے کہ محمد ﷺ کے تمام اقوال واَعمال پر ایمان لایا جائے، پھر آپ کے اَقوال کے ایک مخصوص جزو کی حیثیت سے، قرآن کو تسلیم کیا جائے۔

- قرآن میں خود رسول ﷺ کو بھی 'وحی' سے چمٹنے کا حکم دیا گیا، جس کے نتیجے میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہ سکتے ہیں۔

﴿ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (الزخرف:43)

''آپ بہر حال اُس چیز کو مضبوطی سے تھامے رکھیے، جو وحی کے ذریعے آپ کے پاس بھیجی گئی ہے۔ یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہیں''۔ (یعنی وحی جلی اور وحی خفی دونوں سے چمٹے رہیے)۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

- قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ وحی کے علم سے محرومی ، بینائی سے محرومی کے مترادف ہے۔

﴿ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴾ (الانعام: 50)

"میں تو صرف اُس وحی کی پیروی کرتا ہوں ، جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ اِن سے پوچھیے ؟ کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں ؟"

- قرآن میں اللہ تعالیٰ یہ بھی حکم دیتا ہے:

﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ﴾ (الحشر: 7)

"رسول اللہ ﷺ جو کچھ (مَا Whatever) عطا فرمائیں ، اُسے لے لو !"

لیکن منکرینِ حدیث کا یہ عجیب معاملہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ ایک چیز لینا چاہتے ہیں اور دوسری چیز کو قبول کرنے میں تردد کرتے ہیں۔

اسی وَحْی کو ، مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بھی کہا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن میں حکم دیا گیا:

﴿ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ﴾ (البقرۃ: 231)

"اور یاد رکھو اللہ کے اُس احسان کو ! جو تم پر کیا گیا ہے اور یاد رکھو اُس کتاب (قرآن) اور اُس حکمت (احادیث) کو ، جو اُس نے تم پر نازل کی ہیں۔ اللہ تمہیں ان کی پابندی کی نصیحت کرتا ہے۔"

وَحْی (مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ)

قرآن	الاحادیث/ السُّنَّةُ

- قرآن کے لیے ، ﴿الکتاب﴾ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسی کی تلاوت کی جاتی ہے۔ رسول ﷺ کی ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری تلاوتِ آیات بھی تھی۔ ﴿ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ ﴾ اِسی لیے ہم اصطلاحی طور پر ، اسے وحیِ جلی اور وحیِ متلو کا نام دیتے ہیں۔
- احادیثِ رسول ﷺ کے لیے، ﴿الْحِكْمَةُ﴾ ، ﴿ الْمِيْزَان﴾ اور ﴿ النُّوْر﴾ کے الفاظ

www.sirat-e-mustaqeem.com

بھی استعمال کیے گئے ہیں۔اِسی لیے ہم اصطلاحی طور پر، اسے وحی خفی اور وحی غیر متلو کا نام دیتے ہیں۔

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ ﴾ (الشوریٰ :17)

"اللہ ہی ہے ، جس نے حق کے ساتھ کتاب (قرآن) نازل کی اور میزان (حدیث) بھی"۔

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ﴾

(النساء:113)

" اے محمد ﷺ ! اللہ نے آپؐ پر کتاب (قرآن) بھی نازل کی ہے اور حکمت (وحی خفی) بھی اور آپؐ کو وہ سب چیزیں سکھائیں ، جو آپؐ نہیں جانتے تھے"۔

﴿ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ﴾ (التغابن:8)

"لہٰذا اللہ پر ایمان لاؤ! اور اُس کے رسول ﷺ پر بھی ایمان لاؤ! اور اُس نور (وحی خفی) پر بھی جو ہم نے نازل کیا ہے ، ایمان لاؤ!"

﴿ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّکِتَابٌ مُّبِیْنٌ ﴾ (المائدہ:15)

"یقیناً تم لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے نور (وحی خفی) بھی آ گیا ہے اور کتابِ مُبین بھی"۔

رسول ﷺ معلم بھی بنا کر بھیجے گئے تھے ، معلم کا کام صرف تلاوت کرنا نہیں ہوتا ، بلکہ اپنے قول اور عمل کے ذریعے سمجھانا بھی ہوتا ہے۔رسول ﷺ وحی خفی کے ذریعے سمجھاتے ہیں۔اسی کا نام سنت اور حدیث ہے۔

رسول ﷺ نبیٔ معصوم ہیں۔آپؐ کے اسوۂ حسنہ کو مسلمانوں کے لیے نمونہ قرار دیا گیا ہے۔گذشتہ کئی صدیوں سے ساری دنیا کے مسلمان رسول ﷺ کی اسی حیثیت کے پیش نظر آپ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کر رہے ہیں۔

اعتراض 4	کیا رسول اللہ ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی اترتی تھی؟ اور کیا اس کا ثبوت قرآن میں موجود ہے؟

جواب: ہم جیسے سیدھے سادھے مسلمانوں کے لیے جو صحابہ کرامؓ کے راستے پر گامزن ہیں، یہ سوال کسی اہمیت کا حامل نہیں۔اس لیے کہ صحابہ کرامؓ نے پہلے صادق وامین محمد بن عبداللہ کو ، محمد رسول

www.sirat-e-mustaqeem.com

اللہ تسلیم کیا اور جب رسول تسلیم کرلیا تو وحی کو بھی تسلیم کیا۔ اور اس وحی کے ایک خاص جزو کے طور پر قرآن کو تسلیم کیا ، یعنی انہوں نے احادیثِ نبوی کی بنیاد پر ، قرآن کو اللہ کا کلام تسلیم کیا۔ یعنی صحابہ کرامؓ نے پہلے احادیث کو تسلیم کیا اور بعد میں قرآن کو۔ لیکن منکرینِ حدیث کا معاملہ الٹا ہے ، وہ گھوڑے کے آگے گاڑی باندھنا چاہتے ہیں۔ وہ پہلے قرآن کو ماننا چاہتے ہیں اور یہ غور کرنے کی زحمت گوارا کرنا نہیں چاہتے کہ یہ قرآن کہاں سے آیا ہے؟ اور کن ہونٹوں پر بکھرتا رہا۔ اور آج ہمارے پاس جس حالت میں موجود ہے ، وہ کن مراحل سے ہو کر پہنچا ہے۔ لیکن بفرضِ محال وہ قرآن ہی سے طالبِ دلیل ہیں، جس کے قائل ہونے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں ، تو ہم کئی ایسے ثبوت فراہم کر سکتے ہیں ، جن سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ رسولؐ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی نازل ہوا کرتی تھی۔ دو مثالیں حاضر ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ حضرت زیدؓ کی مطلقہ حضرت زینبؓ سے نکاح کرلیں۔ نکاح کے بعد اللہ نے فرمایا: ہم نے آپؐ کا نکاح زینبؓ سے کر دیا۔ ﴿زَوَّجْنٰکَھَا﴾ (الاحزاب:37) ظاہر ہے نکاح سے پہلے یہ حکم ، وحیِ خفی کے ذریعے دیا گیا۔ قرآن میں تو یہ حکم موجود نہیں ہے۔

2- یہودی قبیلے بنی نضیر کا گھیراؤ کر کے رسول ﷺ نے بعض کھجور کے درختوں کو کٹوا دیا۔ یہودیوں نے اعتراض کیا کہ یہ کام فساد فی الارض میں شامل ہے۔ اس کا جواب اللہ نے یہ دیا کہ رسول ﷺ نے اللہ کی اجازت سے یہ درخت کٹوائے تھے۔ ﴿فَبِاِذْنِ اللّٰہِ﴾ (الحشر:5) ظاہر ہے کٹوانے سے پہلے اجازت ، اللہ تعالیٰ نے وحیِ خفی کے ذریعے دی تھی، ورنہ قرآن میں کسی اور جگہ یہ حکم نہیں پایا جاتا۔

اعتراض 5	احادیث کی پوزیشن کو یہ بات مزید کمزور کر دیتی ہے کہ قرآن کی طرح احادیث کی کتابت کا فوری اہتمام نہیں کیا گیا۔ کیا یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ اگر ان کی حیثیت بھی دینی ہوتی تو کیا رسول اللہ ﷺ اس سے پہلو تہی کرتے ؟ احادیث کی تمام کتب دوسری اور تیسری صدی ہجری کی پیداوار ہیں۔ قرآن کی طرح احادیث کی کتابت کا یقیناً اہتمام موجود نہ تھا۔

جواب: رسول ﷺ کے زمانے میں کاتب موجود تھے۔ انہیں کاتبانِ وحی کا نام دیا گیا۔ یہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

قرآن بھی لکھتے اور احادیثِ رسولؐ اور فرامینِ رسول ﷺ بھی لکھتے۔

منکرینِ حدیث کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن کی کتابت کی تاریخ کا ثبوت اور علم بھی ، احادیث ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

کتابتِ وحی کا کام سب سے پہلے، حضرت شرحبیلؓ بن حسنہ کندی نے انجام دیا، پھر حضرت عبداللہؓ بن ابی سرح نے ، پھر حضرت ابیؓ بن کعب انصاریؓ (م29ھ) نے ۔ علاوہ ازیں حضرت ابوبکرؓ (م13ھ)، حضرت عمرؓ (م24ھ)، حضرت عثمانؓ (م35ھ)، حضرت عمروؓ بن عاصؓ (م50ھ)، عبداللہؓ بن ارقمؓ ، ثابتؓ بن قیسؓ شہیدِ موطا (م12ھ)، حضرت حنظلہؓ (م41ھ)، مغیرہؓ بن شعبہ (م50ھ)، عبداللہؓ بن رواحہ شہیدِ موتہ (م8ھ)، خالدؓ بن ولید (م22ھ)، علاؓ حضرمی ، حذیفہؓ بن یمان (م36ھ)، حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ (م60ھ) اور حضرت زیدؓ بن ثابتؓ (م45ھ) نے بھی مختلف اوقات میں یہ خدمت انجام دی۔

صلحِ حدیبیہ کا معاہدہ حضرت علیؓ نے لکھا۔ بادشاہوں کے نام خطوط حضرت عامرؓ بن فہیرہ نے لکھے۔ امرائے عمان کے نام خط حضرت ابیؓ بن کعب نے لکھا۔

قرآن کی کتابت کا زیادہ تر کام ، حضرت زیدؓ بن ثابت کے سپرد تھا۔ انہوں نے رسول ﷺ کی ہدایت پر عبرانی زبان بھی سیکھ لی تھی ، تاکہ یہودیوں وغیرہ سے خط وکتابت میں دشواری نہ ہو۔

رسول ﷺ نے ابتداء میں خود اپنے فرامین لکھوائے۔ صحابہؓ نے آپ ﷺ کے اقوال وافعال لکھے۔ درمیانی عرصے میں احادیث کی کتابت کو رسول ﷺ نے عارضی طور پر محض اس خدشے سے روک دیا تھا کہ کہیں قرآن سے اختلاط نہ ہو جائے۔ اس مرحلے کی تکمیل کے بعد ، احادیث کی دینی اور قانونی حیثیت کے پیشِ نظر ، صحابہؓ نے احادیث کی کتابت کے کام کا دوبارہ آغاز کر دیا۔

احادیث کی کتابت کی سعادت ، رسول ﷺ کے انتقال کے بعد ، مندرجہ ذیل صحابہؓ نے حاصل کی۔ حضرت علیؓ (م40ھ)، حضرت ابوھریرہؓ (م58ھ)، حضرت جابرؓ (م74ھ)، حضرت عبداللہ بن عباسؓ (م68ھ)، حضرت انسؓ بن مالک (م93ھ)، حضرت عمروؓ بن حزم (م51ھ)، حضرت سمرہؓ بن

www.sirat-e-mustaqeem.com

جندب (م 54ھ)، حضرت سعدؓ بن عبادہ (م 18ھ)، حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ (م 73ھ) اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود (م 32ھ) وغیرہ۔ ان سب کی تفصیلات ، ہم گذشتہ صفحات (چودھویں باب) میں لکھ چکے ہیں۔ اس پورے باب کا بار بار تفصیل سے مطالعہ کیجیے اور اہم شخصیات کی تاریخ وفات کو ذہن نشین کر لیجیے ، تاکہ احادیث کی سندوں کو سمجھنے میں مدد ملے۔ علاوہ ازیں ساتویں باب میں بھی ، مختلف صحابہ کے شجرہ ہائے روایت اسی لیے چارٹ کے ذریعے پیش کیے گئے ہیں ، تاکہ حدیث کے ابتدائی طالب علموں کو رسول ﷺ اور صحابہؓ سے لے کر امام مالکؒ (م 179) اور امام بخاریؒ (م 256) تک کی سندوں کا اندازہ ہو جائے اور درمیانی کڑیاں روشن ہو جائیں۔ اس کے بعد کسی کم علم معترض کو احادیث پر شک کرنے کا موقع نہیں مل سکتا ، بشرطیکہ وہ اخلاص کے ساتھ دین کو سمجھنا چاہتا ہو۔

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ احادیث کی کتب دوسری اور تیسری صدی کی پیداوار ہیں ۔ ہم پچھلے باب میں مذکورہ بالا صحابہؓ اور تابعین (جیسے حضرت نافعؒ (متوفی 117ھ) ، سعید بن جبیرؒ (متوفی 95ھ)، ہمام بن منبہؒ (متوفی 132ھ)، عروہ بن زبیرؒ (متوفی 94ھ) وغیرہ) کے حوالے سے بتا چکے ہیں کہ ان کے ہاں احادیث کا تحریری سرمایہ موجود تھا ، جو اگلی نسلوں تک منتقل ہوا۔ یہ سارا سرمایہ اب احادیث کی کتابوں میں محفوظ ہو گیا ہے۔

اعتراض 6	احادیث کے مجموعے تحسین کے مراحل سے گزر رہے ہیں، جب کہ قرآن کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے۔

جواب: جہاں تک تحسین کا تعلق ہے ، یہ قرآن کی کتابت اور احادیث کی کتابت دونوں میں جاری و ساری ہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ قرآن کی 114 سورتوں کی ترتیب، توقیفی (غیر اجتہادی) ہے اور رسول کی ہدایات کے عین مطابق ہے۔ لیکن قرآنی کتابت کی تحسین ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی ، پہلے اس پر نقطے لگائے گئے ، پھر اس کے بعد زیر ، زبر اور پیش کی علامتیں لگائی گئیں، پھر مدوں کا اضافہ کیا گیا، پھر آیات کے اختتام پر فواصل کی علامت رکھی گئی ، پھر ہر آیت کو ایک نمبر کے ساتھ لکھا جانے لگا ، پھر ہر

www.sirat-e-mustaqeem.com

سورۃ کے سرے پر اس سورت کا نام لکھا گیا ، پھر سورۃ نمبر لکھا جانے لگا ، پھر کئی سالوں بعد پاروں کی تقسیم ہوئی ، پھر کئی سالوں بعد رکوعات کی تقسیم ہوئی۔اس طرح کتابت کی تحسین ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی ، بلکہ آج کل بعض ایسے قرآن آرہے ہیں ، جن میں ''تنوین غنہ'' اور ''تنوین بلا غنہ'' کی علامتوں کو دو مختلف طریقوں سے لکھا جانے لگا ہے، تاکہ قاری تلاوت کرتے ہوئے ''غنہ'' کا خیال کرے۔

بالکل اسی طرح اَحادیث کا معاملہ ہے، انہیں صحابہؓ نے بیان کیا، ان پر عمل کیا۔خود لکھا۔تابعین کو بتایا، لکھایا، تابعین سے عمل کرایا، تابعین نے یہ سارا ذخیرہ سند کے ساتھ تبع تابعین تک پہنچایا۔بعد کے محدثین نے انہیں سندوں کے ساتھ لکھا ، پھر فقہی ابواب میں تقسیم کیا اور عنوانات دیے۔انہیں مختلف کتب اور فصول میں تقسیم کیا گیا۔آج کل انہیں نمبر دیے جارہے ہیں۔بلکہ اب انہیں کمپیوٹر کی مدد سے C.D پر منتقل کیا جارہا ہے۔صحاحِ ستہ (چھ کتابیں) اب ایک ہی جلد میں دستیاب ہیں۔اب ان کتابوں میں موجود تکرار کو بھی حذف کیا جارہا ہے۔ایک عظیم الشان منصوبہ یہ بھی ہے کہ اَحادیث کے تمام مجموعوں میں سے صحیح احادیث اور ضعیف احادیث وغیرہ کو نکال کر ایک مجموعے میں رکھا جائے اور انہیں بین الاقوامی کوڈ نمبر (International Code Number) دیا جائے، تاکہ حدیث پر تحقیق کرنے والا اس کوڈ (Code) کی مدد سے اپنے موضوع پر موجود تمام احادیث اور ان کا حکم دریافت کرسکے۔

یہ عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں تمام صحیح اور حسن احادیث بلا تکرار ایک ہی سی ڈی (CD) اور ایک ہی جلد میں سما جائیں۔(ان شاء اللہ)

اعتراض 7	قرآن کو ایک کتاب میں محفوظ کر دیا گیا ہے ، احادیثِ نبویؐ کو بھی ایک ہی کتاب میں کیوں محفوظ نہیں کیا گیا؟

جواب: قرآن مجید بھی رسول ﷺ کے زمانے میں ایک کتاب میں ، یا ایک جلد میں محفوظ نہیں ہوا۔یہ کام حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ہوا۔

قرآن اور اَحادیث کی نوعیت بطور وحی تو ایک ہی ہے، دونوں زبانِ رسالت ﷺ کی ترجمان ہیں۔ ایک دوسرے سے مربوط و متصل ہیں۔ان میں کوئی باہمی تناقض اور تضاد بھی نہیں پایا جاتا۔لیکن قرآن میں

www.sirat-e-mustaqeem.com

اِجمال ہے اور احادیث میں تفصیل۔ خود قرآن کے اندر بھی مکی سورتوں میں اِجمال ہے اور مدنی سورتوں میں تفصیل۔ اِجمال کا تقاضا ہوتا ہے کہ وہ محدود ہو اور تفصیل کا تقاضا ہے کہ وہ وسیع ہو۔ محدود چیز کی کتابت کا اہتمام پہلے ہوا اور وسیع کا بعد میں۔ آج کل صحاحِ ستہ (چھ کتابوں) کو ایک ہی جلد میں شائع کیا جارہا ہے۔

لیکن اصل مسئلہ ایک کتاب یا ایک جلد کا نہیں ہے۔ اصل مسئلہ، علمِ وحی (قرآن وسنت) کی اصل شکل وصورت میں مِن و عَن حفاظت کا ہے۔ حفاظتِ حدیث کی طرح، حفاظتِ قرآن کے سلسلے میں بھی، منکرینِ حدیث کو ایک بہت بڑی غلط فہمی لاحق ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حفاظتِ قرآن صرف کتابت پر موقوف رہی ہے، جب کہ اصل معاملہ ایسا نہیں ہے۔ مصحفِ ابوبکرؓ بھی، جسے "مصحفِ صدیقی" کا نام دیا گیا، اِعراب اور نُقاط سے خالی تھا، پھر مصحفِ صدیقی کی نقول بھی جنھیں 'مصحفِ عثمانی' کا نام دیا گیا، اِعراب اور نقاط سے خالی تھیں۔ آج ترکی میں مصحفِ عثمانی کی جو نقل پائی جاتی ہے، وہ بھی اِعراب اور نُقاط سے خالی ہے۔

اِعراب و نقاط کے بارے میں، یہ بات معروف ہے کہ یہ کام مشہور تابعی ابوالاسودؒ الدولی الوائلی (المتوفی 69ھ)، امام حسن بصریؒ تابعی (م110ھ) اور حجاج بن یوسف الثقفی (م95ھ) کے ہاتھوں سرانجام پایا۔ جب کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد کے تمام عرصے میں قرآن کی حفاظت، حفظ کے ذریعے سے کی گئی۔ قرآن نسل در نسل تواتر کے ساتھ، سینئر صحابہ سے جونیئر صحابہ کو، اور پھر جونیئر صحابہ سے تابعین اور تابعین سے تبع تابعین تک منتقل ہوتا رہا، اسی طرح رسول ﷺ کی احادیث بھی تواتر کے ساتھ نسل در نسل منتقل ہوتی رہیں۔

جس طرح ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث، رسول ﷺ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ صحابی تک پہنچی اور پھر ابنِ عمرؓ سے حضرت نافع تابعیؒ تک پہنچی اور حضرت نافعؒ سے حضرت امام مالکؒ تبع تابعی تک پہنچی، اسی طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن، رسولؐ سے مِن وعَن ام المؤمنین حضرت اُمِ سَلَمہؓ تک پہنچا اور ان سے حضرت حسن بصریؒ تابعی (م110ھ) تک پہنچا (جنہیں حضرت اِمِ سلمہؓ نے دودھ پلایا تھا) اور ان سے یحییٰ بن یعمرؒ (م129ھ) تک پہنچا اور ان سے قراءت کے مشہور امام ابوعمرو بن العلاء البصری

www.sirat-e-mustaqeem.com

(م154ھ) تک پہنچا۔اور پھر ان سے مختلف ملکوں میں قراء کے ذریعے پھیلتا گیا۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ محض "بے نقط و اعراب کتابی قرآن" پر اکتفا کرلیا جاتا تو قرآنِ مجید میں انجیل کی مختلف روایتوں سے زیادہ اختلاف پیدا ہوجاتا۔کوئی "قاف" کو "فاء" پڑھتا،کوئی "باء" کو "تاء" پڑھتا۔اور کوئی "تاء" کو "ثاء" پڑھتا۔اور کوئی "یاء" پڑھتا۔اگر آپ ہماری بات سمجھنا چاہتے ہیں تو ایک آیت نقطوں اور اِعراب کے بغیر کاغذ پر لکھیے ، پھر دیکھیے کہ ان کو کس طرح کتنے مختلف تلفظ کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔

خام عقلیت کا ایک خاصہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تاریخی حقائق پر صبر و تحمل سے غور و فکر کرنے کے بجائے ، محض عجلت پسندی سے چیزوں کو سمجھنا چاہتی ہے۔

منکرینِ حدیث کے ذہنی تضاد کا اس سے زیادہ بین ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ وہ صحابہؓ ، تابعینؒ ، تبع تابعینؒ سے نقل کردہ قرآن کو مِن و عَن تسلیم کرتے ہیں ، لیکن جو احادیث بالکل اسی طرح نسل در نسل منتقل ہوئی ہیں ، انہیں تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ ہے۔

اگر آپ قرآن کے مشہور "سات قراء" کے سلسلہ ہائے روایت کا بغور جائزہ لیں تو یہ بات آپ پر واضح ہوجائے گی کہ یہ محدثین کے سلسلہ ہائے روایت سے قطعی مختلف نہیں ہیں۔

قراءت کے سات (7) مشہور امام یہ ہیں۔

(1) امام نافع بن ابو نعیم المدنی (التوفی 169ھ)۔مدینہ منورہ میں۔

(2) امام عبداللہ بن کثیر المکی التابعی (التوفی 120ھ)۔مکہ مکرمہ میں۔

(3) امام ابو عمرو بن العلاء زبان البصری (التوفی 154ھ)۔بصرہ (عراق) میں۔

(4) امام ابو عمران عبداللہ بن عامر الدمشقی التابعی (التوفی 118ھ)۔دمشق (شام) میں۔

(5) امام عاصم بن النجود الکوفی (التوفی 127ھ)۔کوفہ (عراق) میں۔

(6) ابو عمارہ حمزہ بن حبیب الزیات (التوفی 157ھ)۔کوفہ (عراق) میں۔

(7) امام ابو الحسن علی بن حمزہ الکسائی الکوفی (التوفی 189ھ)۔کوفہ (عراق) میں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

قرآن کے ان تمام سات قُرّاء کا سلسلہ ، صحابہ کرامؓ سے ہوکر نبیٔ اکرم ﷺ تک پہنچتا ہے۔ ان صحابہؓ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ ، حضرت عبداللہ بن السائب مخزومیؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ جیسے جلیل القدر افراد شامل ہیں۔ یہ وہی بزرگ حضرات ہیں ، جن کے سلسلے سے ہمیں احادیث بھی پہنچی ہیں۔

نماز کی رکعتوں کی تعداد اور رکوع و سجود کی تعداد، زکوٰۃ کی مختلف شرحیں، قرآنِ مجید میں موجود نہیں ہیں۔ لیکن تمام اَدوار میں تواتر کے ساتھ اَحادیثِ نبویؐ کے مطابق عمل ہوتا رہا اور یہ مسلم معاشرے کی تہذیب میں خون کی طرح جاری وساری رہیں ، اِن اَحادیث کے بغیر اسلامی معاشرے کی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

منکرینِ حدیث اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے محض کتاب دینے پر اکتفا نہیں کیا۔ اور نماز اور زکوٰۃ کا حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا ، بلکہ قرآنی احکامات پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی تربیت کی ہے، اِن سے نماز پڑھوائی ہے۔ ان سے ایک مخصوص شرح کے مطابق زکوٰۃ وصول کی ہے۔ اِن کے اعمال کی اِصلاح اور تحسین وتہذیب فرمائی ہے۔ جب تمدن نے ترقی کی اور قرآن، جو لوگوں کے حافظے میں محفوظ تھا ، کتابی شکل میں بھی محفوظ ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے احادیث نبویؐ کی بتدریج 'کتابی حفاظت' کا بھی انتظام فرمایا ، جو اسلامی معاشرے میں جاری وساری تھیں ، جو لوگوں کے اَذہان میں، ان کے دلوں میں، اُن کی زبانوں پر اور ان کے اَفعال واَعمال میں موجود تھیں۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جس طرح قرآن کو حافظے میں محفوظ کرنے کے بعد ، کتابت کے ذریعے محفوظ کیا گیا اور اب آج کے دور میں کیسٹس اور سی ڈیز (CDs) پر محفوظ کیا جارہا ہے ، اسی طرح اَحادیث نبویؐ کو بھی اوّلاً اعمال میں اور دماغوں میں محفوظ کیا گیا، پھر کاغذ پر محفوظ کیا گیا اور اب وہ دور آرہا ہے، جب اسے کیسٹ اور سی ڈیز (CDs) پر بھی محفوظ کردیا جائے گا۔ (ان شاءاللہ)

منکرینِ حدیث کی طرف سے احادیث کی ایک جلد کا مطالبہ ، ماضی کے مطالبات سے مختلف نہیں ہے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

نہ صرف مشرکینِ مکہ ، بلکہ اہلِ کتاب کا بھی ایک نرالا مطالبہ یہ تھا کہ ہم اُس وقت تک یقین نہیں کریں گے، جب تک محمد ﷺ ہم پر بھی ایک ایسی کتاب اتار کر نہ لائیں، جسے خود ہم پڑھ سکیں۔(بنی اسرائیل:93)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآنی عظمت کی نشانی کتابی صورت نہیں ہے، بلکہ نشانی یہ ہے کہ یہ اہلِ علم کے سینوں میں محفوظ ہو۔

﴿ بَلْ هُوَ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ﴾(العنکبوت:49)

رسول ﷺ کی سنتیں بھی ، پہلے سینوں میں محفوظ ہوئیں، پھر کتابی صورت میں ۔خود رسول ﷺ کی زندگی میں سنت کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ کرلیا گیا تھا۔

اعتراض 8	حدیث کی سندوں پر کس طرح اعتبار کیا جا سکتا ہے، جب وہ کہتے ہیں کہ ہم نے **فُلاں** سے، انہوں نے **فُلاں** سے اور انہوں نے **فُلاں** سے سنا۔

جواب: سندوں کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں رکھیے کہ صحابہؓ کو سند کی ضرورت نہ تھی۔ وہ متن یاد رکھتے تھے۔ بلکہ متن خود بخود یاد ہو جاتا تھا۔ زبان اُن کی تھی۔ محاورہ اُن کا تھا۔ ماحول اُن کا تھا۔ وہ اُن واقعات کی دنیا سے عملاً گزر رہے تھے اور اُن مسائل سے عملاً دوچار تھے، جن میں آپ ﷺ اپنے قول وعمل سے وحیِ جلی اور وحیِ خفی کی قولی اور عملی تعبیر پیش کر رہے تھے۔

صحابہؓ کے بعد، تابعین بڑے اشتیاق سے رسول اللہ ﷺ کے اقوال و اعمال کو کرید کرید کر صحابہؓ سے پوچھتے، عمل کرتے ، صحابہؓ کے اقوال و اعمال کو دیکھتے اور رسول اللہؐ کے اقوال و اعمال سے ملاتے ۔انہیں یاد کرتے تھے، بلکہ وہ بھی خود بخود یاد ہو جاتے تھے۔ انہیں سند میں اپنے استاد صحابی کا نام یاد رکھنا پڑتا تھا، بلکہ یاد ہو جاتا تھا۔ بھلا کسی کو اپنے استاد کا نام یاد کرنے کی زحمت گوارا کرنی پڑتی ہے؟ ان کے بعد تبع تابعین کو اپنے استاد اور استاد کے استاد کا نام یاد کرنا پڑتا تھا۔ اس طرح سند کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔

ذرا چشمِ تصور سے اُس زمانے کا اندازہ فرمائیے ۔ اُن لوگوں کا حافظہ (Memory Box) صرف دو چیزوں سے پُر تھا۔ قصائد واشعارِ جاہلیت اور علم الانساب ۔ عربوں کا حافظہ ضرب المثل کی حد تک مشہور تھا۔ جب قرآن نازل ہوا اور تین جہری نمازوں میں پڑھا جانے لگا تو وہ اُن کے ذہن میں

www.sirat-e-mustaqeem.com

بیٹھتا گیا۔ وہ اُس کے پس منظر اور شانِ نزول سے واقف ہوتے گئے۔ وہ آیات کی تفصیلات سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں سمجھتے گئے۔ اور احادیث از بر ہوتی گئیں۔ ہمارے ذہن میں کتنی غیر ضروری چیزیں محفوظ ہیں، جو اخبارات اور ٹی وی کے ذریعے ہم اپنے حافظے میں محفوظ کر لیتے ہیں۔ صحابہؓ اور تابعین کے زمانے میں اس قسم کی خرافات نہیں تھیں۔ وقت فاضل تھا۔

آج ہمیں یہ سندیں بہت بڑی معلوم ہوتی ہیں، اجنبی محسوس ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ ہماری زبان مختلف ہے۔ لوگ مختلف ہیں۔ ہم اُن ناموں سے واقف نہیں۔ اُن کی کُنیتوں سے واقف نہیں۔ اُن کے شہروں قبیلوں اور ان کے اسفار سے لاعلم ہیں، جہاں وہ رہتے تھے، جہاں سے وہ جہاد کے لیے نکلتے تھے، جہاں آکر وہ دین کا علم سیکھتے تھے۔ آج ہم اُن کی آپس میں رشتے داریوں سے بے خبر ہیں۔ لیکن وہ جو ایک مربوط سلسلے میں جکڑے ہوئے تھے، اُن کے لیے سند، اُن کی شناخت اور پہچان تھی اور وہ اُسے اپنی اولاد کی طرح جانتے تھے۔ محدثینِ عظام نے اسماء الرجال کے علم کے ذریعے، اُن تمام ادوار کو محفوظ کر لیا ہے۔ لیکن یہ علم، محنت، توجہ اور وقت کا طالب ہے۔ کام چور حضرات اس علم میں کمال حاصل کرنے کے بجائے، گھبرا کر تمام احادیث ہی کا انکار کر دیتے ہیں۔

اعتراض 9	قرآن اور صرف قرآن ہم تک تَـوَاتُـر سے پہنچا ہے، اس لیے قرآن یقینی ہے، جب کہ احادیث ہم تک خبرِ واحد کی صورت میں پہنچی ہیں، اس لیے یہ یقین کا درجہ نہیں رکھتیں، بلکہ ظنی ہیں۔ دینی معاملات میں ظنی دلائل حجت نہیں بن سکتے۔

جواب: دنیا کے بیشتر معاملات خبرِ واحد کی روشنی ہی میں طے پاتے ہیں، اگر وہ خبر ثقہ آدمی سے ہم تک پہنچی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں مسلمانوں کو حکم دیا:

﴿ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا ﴾ (الحجرات:6)

”اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے آئے تو اس بارے میں اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو“۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر خبر فاسق کے بجائے، عادل، ثقہ اور قابلِ اعتماد آدمی کی طرف سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

آئے تو اُسے قبول کرلیا جائے گا۔

حضرت موسیٰؑ کے پاس ایک آدمی نے آکر خبر دی کہ"اے موسیٰ! سرداروں کے پاس آپ کے قتل کے مشورے ہورہے ہیں"(سورۃ القصص،آیت نمبر 20) حضرتِ موسیٰؑ نے خبرِ واحد پر اعتماد کرتے ہوئے مصر کی زمین چھوڑ دی اور مدین کی طرف ہجرت کی۔حضرتِ موسیٰؑ خبرِ متواتر کے انتظار میں بیٹھے نہیں رہے۔

اسی طرح اسی سورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ مدین کی سرزمین پر، دولڑکیوں میں سے ایک لڑکی شرماتے ہوئے حضرتِ موسیٰؑ کے پاس آتی ہے اور کہتی ہے:"میرے والد آپ کو بلاتے ہیں، تاکہ آپ کو پانی پلانے کی مزدوری ادا کریں"۔حضرتِ موسیٰؑ ایک لڑکی کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے ، اُن کے والد کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔خبرِ واحد پر عمل کرتے ہیں ، خبرِ متواتر کا انتظار نہیں کرتے۔

خبرِ واحد اور خبرِ متواتر دراصل علمِ حدیث ہی کی اصطلاحات ہیں۔خبرِ متواتر دراصل اُن موقعوں کے لیے ہوتی ہے ، جب عوام الناس میں برسرِ عام گفتگو ہوتی ہے،خطبہ دیا جاتا ہے،تقریر کی جاتی ہے، ریڈیو یا ٹی وی پر خطاب کیا جاتا ہے ، اعلان کیا جاتا ہے۔لیکن ہر جگہ خبرِ متواتر کا مطالبہ احمقانہ ہے۔ آپ اپنی زندگی میں بھی، ہر معاملہ تواتر پر نہیں چھوڑتے بلکہ خبرِ واحد پر یقین کے بعد اس کے مطابق ہی عمل کرتے ہیں۔حکومت کے اہم فیصلوں میں فرد سے فرد کا رابطہ ہوتا ہے اور فرد ہی کو خفیہ احکام دیے جاتے ہیں۔میاں بیوی کے درمیان بہت سی گفتگو خبرِ واحد پر ہی مشتمل ہوتی ہے۔اہم جنگی راز، خبرِ واحد ہی پر اعتماد کی دلیل ہوتے ہیں۔البتہ خبرِ واحد کے لیے راوی کی عدالت اور راوی کا ضبط ضروری ہے۔صحیح احادیث اگر خبرِ واحد پر مشتمل ہیں تو اس میں اعتراض کی کیا گنجائش ہے، جبکہ یہ قبولیت کے لیے پانچ (5) کڑی شرطوں پر پوری اترتی ہیں، جن میں راوی کی عدالت اور ضبط بھی شامل ہے۔

اعتراض 10	محدثین بھی اخبارِ آحاد کو ظنی ہی مانتے ہیں۔متواتر احادیث کا وجود ہی نہیں ہے۔اس لیے احادیث نا قابلِ اعتبار ہیں۔

جواب:ظنی چیزیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ایک ظن ، غالب ہوتا ہے اور یقین کا فائدہ دیتا ہے، جبکہ دوسرا ظن ، وہم و گمان یعنی شک پر مبنی ہوتا ہے، جو حق کے مقابلے میں کسی ضرورت کو پورا نہیں کرتا۔قرآن مجید کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

مندرجہ ذیل تین مثالوں پر غور کیجیے۔ظنّ کا لفظ یقین کے لیے بھی استعمال ہوا ہے ، اور شک کے لیے بھی۔

﴿ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْم ﴾. (الحجرات : 12)

''یقیناً بعض گمان (ظنّ) گناہ ہوتے ہیں''۔(یعنی ہر قسم کا ظن گناہ نہیں ہوتا)

﴿ اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ ﴾. (البقرة : 46)

''وہ لوگ جو یقین (ظنّ) رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کر کے رہیں گے''۔

﴿ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ﴾. (یونس : 36)

''یقیناً حق کے مقابلے میں ، شک یعنی وہم وگمان (ظنّ) کوئی حیثیت نہیں رکھتا''۔

آپ ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں۔ظنِ غالب یہی ہوتا ہے کہ آپ حادثے کے بغیر منزل تک پہنچ جائیں گے۔آپ کی یہ بات صحیح نہیں ہے کہ متواتر احادیث کا وجود ہی نہیں ہے۔متواتر احادیث ہیں ، لیکن کم۔یاد رہے کہ یہ بھی علمِ حدیث کی ایک اصطلاح ہے۔بعض علماء کے نزدیک اس کے لیے ہر طبقے میں دس یا زیادہ افراد کی روایت ضروری ہے۔اخبارِ آحاد کا بیشتر حصہ ظنِ غالب پر مشتمل ہے۔

یقیناً وہم وگمان پر مبنی ظنی چیزیں اور ظنی روایات کی بعض صورتیں ضعیف نا قابلِ اعتبار اور مردود ہوتی ہیں ، جب سند منقطع ہو، راوی پر طعن ہو، یا زیادہ ثقہ راویوں سے اختلاف ہو۔یہ ساری چیزیں آپ اس کتاب کے آٹھویں باب میں پڑھ چکے ہیں۔

صحیح اور حسن احادیث سے علمِ یقین حاصل ہوتا ہے کہ فی الواقع رسول ﷺ نے یہ کہا اور کیا ہے۔ چونکہ یہ ثقہ اور قابلِ اعتماد ذرائع سے ہم تک پہنچتی ہیں ، اس لیے قابلِ اعتبار ہوتی ہیں۔

اعتراض 11	ایک ہی حدیث کو ایک صاحب صحیح قرار دیتے ہیں تو دوسرے ضعیف۔ یہ صورتحال حدیث کو دینی (ماخذ) نہیں رہنے دیتی ، کیونکہ اس طرح کی درجہ بندی ہمیں قرآن میں نظر نہیں آتی۔

جواب: جلد بازی سے کام نہ لیجیے۔کسی روایت کو اگر کوئی صحیح قرار دے تو آنکھیں بند کر کے صحیح تسلیم نہ کیجیے۔اور دوسرا اُسے ضعیف قرار دے تو ضعیف نہ مانیے۔بلکہ تجزیہ کیجیے۔سند کا جائزہ لیجیے۔ایک ایک راوی

www.sirat-e-mustaqeem.com

کا جائزہ لیجیے۔ متن کا جائزہ لیجیے۔ عِلّت اور شُذُوذ پر غور کیجیے۔ راویوں کی عدالت اور ضبط کو دیکھیے۔ پھر دونوں دعوؤں کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ کیجیے کہ یہ کس درجے کی حدیث ہے۔ قابلِ قبول احادیث میں سے صحیح حدیث اور حسن حدیث کی شرائط آپ دسویں باب میں پڑھ چکے ہیں۔ ایک نظر دوبارہ اُن پر ڈال لیجیے۔

یاد رکھیے ! ہر فن کی طرح ، حدیث کے فن میں بھی، ماہرین حدیث کا اِجماع اور ماہرینِ حدیث کے جمہور کا فیصلہ حجت ہوگا۔

لیکن یہ کیا طور ہیں کہ جہاں دو علماء کا اختلاف ہوا ، آپ نے سرے سے تمام احادیث کو مسترد کر دیا۔

تمہیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے ؟

اعتراض 12	قرآن وہ واحد کتاب ہے ، جس کے بارے میں اس کا دعویٰ ہے کہ ﴿ لَايَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ﴾ (حم السجدۃ: 42) ”اس میں باطل نہ سامنے سے آسکتا ہے ، اور نہ پیچھے سے“ احادیث کی یہ حیثیت نہیں۔

جواب: قرآنِ مجید کو جب لوحِ محفوظ سے ، محمد رسول اللہ ﷺ کے قلبِ اطہر تک لایا گیا تو اُسے شیاطین کی مداخلت سے محفوظ رکھا گیا۔ شیاطین کو مار بھگانے کے لیے شہابِ ثاقب استعمال کیے گئے ہیں۔ اللہ کے پاک فرشتوں کے علاوہ کسی نے اس کو نہیں چھوا۔ اس میں باطل کا دخول ناممکن تھا۔ نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ یہ ہے آپ کی نقل کردہ آیت کا صحیح مطلب۔

تاریخ شاہد ہے کہ بے شمار افراد اور گروہوں نے ، نہ صرف تحریفِ قرآن کی کوشش کی، بلکہ جھوٹی احادیث کو خود گھڑ کے امت میں پھیلانے کی کوشش کی، لیکن امتِ مسلمہ کی طرف سے علمائے کرام نے فرضِ کفایہ ادا کیا، اور اس طرح کی ہر سازش کو ناکام کیا۔ اس ترقی یافتہ دور میں بھی ، Internet پر لبنان کے متعصب عیسائی اور بعض یہودی قرآن کی طرز پر بے مزہ، بے جوڑ اور بھونڈے جملے گھڑ کر ، قرآن کی آیات کے طور پر پیش کر رہے ہیں ، لیکن الحمد للہ مسلمان ، اس شر سے محفوظ ہیں۔ اسی طرح جب جھوٹی احادیث کو رسولؐ سے منسوب کر کے پیش کیا جاتا ہے تو علماء بروقت نوٹس لیتے ہیں اور امت کو خبردار کر دیتے ہیں۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

یقیناً نزولِ قرآن کے دوران میں یا بعد میں کوئی اللہ تعالیٰ کے کلام میں کمی بیشی نہیں کر سکتا اور اگر کسی نے اس طرح کی کوشش کی تو وہ پکڑا جائے گا۔ یہی معاملہ احادیث کا ہے۔ محمد ﷺ کی امت کے ماہرینِ حدیث ، باطل احادیث کا نہ صرف سراغ لگاتے ہیں ، بلکہ اس قسم کے ہر فتنے کی بیخ کنی کرتے رہے ہیں اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے۔ محدثین نے جھوٹی احادیث کو صحیح حدیثوں سے چھانٹ کر الگ کر دیا ہے اور امت کو خبردار کر دیا ہے۔ ملا علی قاریؒ ، ابنِ جوزیؒ ، جلال الدین سیوطیؒ اور محمد ناصر الدین البانیؒ وغیرہ کی اس موضوع پر تصانیف موجود ہیں۔

اعتراض 13	قرآن کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا اور فرمایا ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ﴾ (الحجر:9)۔ ”یہ یاددہانی ، ہم ہی نے اُتاری ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“ احادیث کی یہ حیثیت نہیں۔

جواب: سورۃ الحجر کی اس آیت میں بھی ﴿الذِّكر﴾ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ﴿الذِّكر﴾ کا اطلاق وحی پر ہوتا ہے ، جس میں قرآنِ مجید بھی شامل ہے اور رسول ﷺ کی سنت بھی۔

صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخری رسول ﷺ کے ذریعے دی جانے والی کتاب قرآن اور آپ ﷺ کے ذریعے دی جانے والی کُل تعلیمات کی حفاظت کی ذمے داری لی ہے، جن میں احادیث بھی شامل ہیں۔

اعتراض 14	قرآن میں بالصراحت مذکور ہے کہ یہ انسان کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ نیز یہ کہ قرآن میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ اس لیے اسلام کے نظامِ دینی میں، حدیث کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

جواب: آپ کا سوال تین (3) پہلو رکھتا ہے۔

(1) قرآن یقیناً انسان کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے اور یہ ﴿ هُدًى لِلنَّاسِ ﴾ ہے ، لیکن اسی طرح سنتِ رسول ﷺ بھی سراسر ہدایت ہے۔

خود قرآن نے رسول ﷺ کے بارے میں بھی یہ صاف صاف کہہ دیا کہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ﴾ (سورۃ النور:54)

''اگر تم رسول ﷺ کی اطاعت اور پیروی کرو گے تو ہدایت پاؤ گے ، ورنہ رسول ﷺ کی ذمہ داری تو صرف صاف صاف احکام پہنچا دینا ہے''

(2) یہ بات صحیح نہیں ہے کہ قرآن میں ہر مسئلے کا حل موجود ہے ، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ محمد ﷺ کے ذریعے دی جانے والی تمام تعلیمات (قرآن و سنت) میں ، دین کے بنیادی اُصول ، شریعت کے اہم قاعدے اور بیشتر مسائل کا حل موجود ہے ، جو نہ صرف قرآن بلکہ احادیث (اقوال واعمالِ رسول ﷺ) پر مشتمل ہیں۔

(3) اسلام کے دینی نظام میں ، علومِ وحی پر مشتمل چیزوں پر انحصار لازمی ہے اور یہ قرآن اور سنت ہیں۔حدیث کے بغیر قانونِ شریعت (Divine Law) کی تکمیل نہیں ہوتی۔

نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے ، امت کے فقہاء و مجتہدین کے اجتہاد پر انحصار کیا جاتا ہے۔تفصیل آخری سوال کے جواب میں ملاحظہ فرمائیے۔

اعتراض 15	قرآن میں خود قرآن کے بارے میں کہا گیا ﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (الانعام:38) ''ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی'' اب احادیث کی کیا ضرورت ہے؟ قرآن کافی ہے۔

جواب: سورۃ الانعام کی پوری آیت کو سامنے رکھ کر غور کیجیے۔معلوم ہو گا کہ یہاں ﴿الکتاب﴾ سے مراد ﴿القرآن﴾ نہیں ہے ، بلکہ تقدیر ، نوشتۂ قسمت ، علمِ الٰہی اور کتابِ کائنات (Book of Universe) ہے۔سلسلۂ کلام سے اس کی وضاحت ہوگی۔

پوری آیت اور اُس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ

www.sirat-e-mustaqeem.com

مَا فَرَّطنَا فِیُ الُکِتَابِ مِنُ شَیءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّهِمُ یُحشَرُونَ ﴾(الانعام:38)

''نہ تو زمین میں کوئی جانور ایسا ہے اور نہ (آسمان میں) کوئی پرندہ ایسا ہے ، جو اپنے بازوؤں سے اُڑتا ہو، مگر یہ کہ وہ تمہاری طرح امتیں ہیں۔ہم نے ﴿الکتاب﴾ (کتابِ کائنات) میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی ، پھر یہ اپنے رب کی طرف جمع کیے جائیں گے۔''

اعتراض 16	قرآن خود اپنے بارے میں کہتا ہے: یہ ﴿وَ تَفۡصِیۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ﴾(یوسف:111)''اور یہ ہر چیز کی تفصیل ہے'' اور ﴿ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ ﴾ (النحل : 89) ''یہ ہر چیز کو کھول دینے کے لیے ہے''۔ پھر قرآن سے باہر جانے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب: مندرجہ بالا دو آیتوں میں لفظ ﴿ کُلِّ ﴾ کا استعمال ، استغراقِ حقیقی کے لیے نہیں ہوا ہے۔

قرآن فہمی کے لیے عربی زبان کے اسالیب سے واقفیت ضروری ہے۔

سورۃ النحل ہی میں شہد کی مکھی کے بارے میں کہا گیا۔

﴿ ثُمَّ کُلِي مِنۡ کُلِّ الثَّمَرَاتِ ﴾ (النحل:69)''تو پھر کھا ! ہر قسم کے پھلوں میں سے''

یہاں بھی لفظ ﴿ کُلِّ ﴾ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شہد کی مکھی کے لیے لازم ہے کہ وہ تمام قسم کے پھلوں کو کھائے۔

آپ کی نقل کردہ دو آیتوں میں ﴿ تفصیل ﴾ اور ﴿ تبیان ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن نے دین کے بنیادی اُصول اور شریعت کے اہم قاعدے ، نہایت وضاحت اور تفصیل سے بیان کردیئے ہیں، جن میں اِشتباہ اور اِبہام کی گنجائش نہیں ہے۔

ان آیات کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ قرآن ، نبی کریم ﷺ کی وضاحتوں کا محتاج نہیں ہے۔

رسول ﷺ اور آپ کی اَحادیث کے بارے میں قرآن کہتا ہے:

www.sirat-e-mustaqeem.com

﴿ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ﴾ (النحل:44)

''اور ہم نے یہ ذکر آپ ﷺ پر اِس لیے نازل کیا ہے ، تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے اُس تعلیم کی ﴿ تَبْيِين ﴾ تشریح وتوضیح کرتے جائیں ، جو اِن کے لیے اتاری گئی ہے۔''

﴿ وَمَا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ﴾ (النحل:64)

''ہم نے یہ کتاب آپ ﷺ پر اِس لیے نازل کی ہے کہ آپ ﷺ اُن اختلافات کی حقیقت ان پر کھول دیں (یعنی تَبْيِين کریں) ، جن میں یہ پڑے ہوئے ہیں۔''

﴿ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ ﴾ (النساء:105)

''ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ آپ ﷺ کی طرف نازل کی ہے ، تاکہ جو روشنی اللہ نے آپ کو دکھائی ہے ، اُس کے مطابق آپ لوگوں کے درمیان فیصلے کریں۔''

اس آیت میں ، ﴿ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ ﴾ سے مراد ، وحیِ خفی ہے، یعنی وہ خاص روشنی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائی ہے۔

ہر زبان کی طرح ، عربی زبان اور قرآن میں بھی ایک ہی لفظ مختلف مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے۔ اہلِ زبان سلسلۂ کلام سے ہر جگہ وہ مخصوص مطلب لیتے ہیں، جو متکلم کا مقصود اور مدعا ہوتا ہے۔

یہ ﴿ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ ﴾ وہی چیز ہے ، جس کے لیے بعض مقامات پر ﴿ النُّور ﴾ ، ﴿ الْمِيْزَان ﴾ اور ﴿ الْحِكْمَة ﴾ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ، جس کی مثالیں اعتراض نمبر 3 کے جواب میں دی جا چکی ہیں۔

اعتراض 17	حنفی ، شافعی ، حنبلی ، مالکی ، ظاہری ، اہلِ حدیث وغیرہ کا فقہی اختلاف حدیث اور سنت کے اختلاف ہی کی وجہ سے رونما ہوا ہے حدیث ہی فقہی معاملات میں وجہِ اختلاف ہے۔ اس لیے حدیث کو ترک کرنا چاہیے۔ ہمارے لیے قرآن کافی ہے۔

جواب: قرآن کے ساتھ ، حدیثِ رسول ﷺ بھی ، ایک آسمانی ماخذِ قانون (Divine Source of Law) ہے۔ حدیث کے ماخذِ قانون ہونے پر تمام فقہی مذاہب کے اماموں

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور علماء کا اتفاق ہے، جن میں حنفی، شافعی، مالکی، ظاہری، حنبلی اور اہلِ حدیث وغیرہ شامل ہیں۔

شریعتِ محمدی سے مراد، قرآن وسنت کا ابدی قانون (Divine Law) ہے، جو رسولِ معصوم کے ذریعے دیا جاتا ہے، جب کہ فقہ (Jurisprudence) سے مراد، استنباطی قوانین (Derived Laws) ہیں، جو غیر معصوم فقہاء (Jurists) اور علماء کی فکر کا نتیجہ ہوتی ہے۔

فقہاء (Jurists) قرآن کی کسی خاص آیت کی تعبیر میں، یا پھر کسی حدیث یا اُس موضوع پر موجود دیگر احادیث کی تعبیر میں ایک دوسرے سے اختلاف کرتے رہے ہیں، بعض اوقات یہ اختلاف سہو ونسیان کا رہا ہے اور بعض اوقات یہ اختلاف واقفیت اور عدم واقفیت کا رہا ہے۔ لیکن کسی فقیہ نے نہ تو کسی قرآنی آیت کا انکار کیا اور نہ رسول ﷺ کی کسی ثابت شدہ حدیث کا انکار کیا، اور نہ اِن دونوں کے ماخذِ قانون ہونے پر اختلاف کیا۔ فقہا کا یہ اختلاف، رائے کا اختلاف ہے، تعبیر کا اختلاف ہے، اجتہادی اختلاف ہے، ایسے اختلاف کے بارے میں رسول ﷺ نے ہمیں خوشخبری سنائی ہے کہ غلطی کی صورت میں ایک اجر اور فہمِ صحیح کی صورت میں دو اجر ملتے ہیں۔

﴿اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ ، وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَهُ اَجْرٌ﴾ (مسلم، کتاب الاقضیہ، باب:6، حدیث 4584)

"جب حاکم (قاضی، جج) اجتہاد سے (حسنِ نیت اور شدید غور وفکر سے) فیصلہ کرے اور فیصلہ درست ہو تو اسے دوہرا اجر ملے گا، لیکن اگر اجتہاد میں غلطی کر جائے تب بھی اُس کے لیے ایک اجر ہے"۔

فقہاء کا یہ اختلاف، بنیادی ماخذوں پر ایمان کا اختلاف نہیں ہے۔

مزید براں ان تمام فقہی مذاہب کے ائمۂ کرام نے صاف صاف یہ کہہ دیا کہ رسول ﷺ کی ثابت شدہ احادیث کے مقابلے میں ہماری رائے، ہمارے اقوال اور ہمارے فتاویٰ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اعتراض 18	احادیث اور سنت سے مسلمانوں کے اختلافات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے قرآن ہی پر اکتفا کرنا چاہیے۔ اختلافی معاملات کا فیصلہ صرف قرآن کرے گا، احادیث نہیں۔

جواب: اختلافی معاملات کے سلسلے میں خود قرآنِ مجید نے قرآن وسنت دونوں کو

www.sirat-e-mustaqeem.com

حـکـم بنانے کی ہدایت کی ہے۔قرآنِ مجید کی دو آیتیں ملاحظہ فرمائیے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴾ (النساء:59)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! اطاعت کرو اللہ کی! اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی! اور اُن لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں ، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف پھیر دو ! اگر تم واقعی اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہو۔یہی ایک صحیح طریقۂ کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔''

اس آیت میں چند چیزوں پر غور کیجیے:

1- اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ ﴿ اَطِیْعُوا ﴾ کا لفظ دو مرتبہ الگ الگ استعمال کیا گیا ہے ، لیکن ﴿اُولی الامر﴾ کے ساتھ یہ لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت مطلق (Absolute) ہے ، جبکہ ﴿اُولوا الامر﴾ کی اطاعت ، مقید اور حدود و قیود کی پابند ہے۔

2- اللہ اور رسول ﷺ سے تنازعہ اور اختلاف نہیں ہو سکتا۔البتہ ﴿اُولوا الامر﴾ (یعنی خلیفہ ، فقہاء ، علماء ، والدین ، شوہر وغیرہ) سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

3- ﴿اُولی الامر﴾ سے اختلاف کی صورت میں ، اللہ اور رسول ﷺ یعنی قرآن و سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔اسی لیے ﴿ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ﴾ کا حکم دیا گیا ہے۔

4- اگر قرآن و سنت کی طرف رجوع نہ کیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ متنازعہ فریقوں کا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں ہے۔

اب دوسری آیت ملاحظہ فرمائیے:

www.sirat-e-mustaqeem.com

﴿ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء:65)

"اے محمد ﷺ! ہرگز نہیں! آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے، جب تک اپنے باہمی اختلافات میں آپ ﷺ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ آپ ﷺ فیصلہ کریں، اُس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ آپ ﷺ کے فیصلے کو سربسر (دل کی گہرائیوں کے ساتھ) تسلیم کرلیں۔"

اس آیت میں چند چیزوں پر غور کیجیے:

1- رسول ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنے والا مومن نہیں ہوسکتا۔﴿ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾

2- رسول ﷺ کے فیصلوں کی قانونی اور آئینی حیثیت بھی ہے۔رسول ﷺ قاضی یعنی جج بھی ہیں۔تمام اختلافی مسائل میں رسول ﷺ کو قاضی اور جج تسلیم کیا جائے گا۔﴿ يُحَكِّمُوْكَ ﴾

3- رسول ﷺ ایک مومن کے لیے، ایسے قاضی اور جج ہیں، جن کے ہر فیصلے کو خوش دلی سے قبول کرنا ضروری ہے، یعنی دل کی کیفیت ایسی ہو کہ اُس میں رسول ﷺ کے فیصلے کے بارے میں کوئی تنگی نہ پائی جائے۔﴿ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ ﴾ رسول ﷺ عام قاضیوں کی طرح کے کوئی قاضی نہیں ہیں، جن کے فیصلوں سے آپ اختلاف کرسکتے ہیں، بالاتر عدالت سے رجوع کرسکتے ہیں۔رسولِ معصومؐ کے فیصلے کو کسی برتر عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا، اس لیے کہ یہ فیصلے اللہ تعالیٰ کی زیرِ نگرانی کیے گئے ہیں، جو عدالتِ عالیہ ہے۔

4- ﴿ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ مفعولِ مطلق ہے۔ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو دل کی گہرائیوں سے رسول ﷺ کے تمام فیصلوں کو تسلیم کرنا چاہیے۔

5- منکرینِ حدیث ذرا اس بات پر غور فرمائیں کہ وہ حدیث کی اندھی مخالفت میں منکرینِ حدیث ہی نہیں رہتے، بلکہ منکرینِ قرآن بھی ہوجاتے ہیں۔﴿ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ﴾ کے الفاظ سے ہمیں واضح قرآنی ہدایت ملتی ہے کہ ہم اپنے تمام اختلافی مسائل میں، رسول ﷺ اور آپ کی

www.sirat-e-mustaqeem.com

احادیث سے رہنمائی حاصل کریں۔

احادیث اور سنت سے مسلمانوں کے اختلافات میں اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ ان میں کمی ہوتی ہے یا پھر اختلافات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ قرآن میں اللہ نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ کس قدر کاٹا جائے؟ لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے: کندھے تک ہاتھ کاٹا جائے۔ کوئی کہتا ہے: کہنی تک کاٹا جائے۔ کوئی کہتا ہے: کلائی تک کاٹا جائے۔ اور کوئی کہتا ہے کہ صرف انگلیاں کاٹی جائیں۔ رسول ﷺ کی سنت، اس اختلاف کو ختم کر کے امت کو متحد کرتی ہے کہ ہاتھ کلائی (پہونچے) تک کاٹا جائے۔ اگر صرف قرآن ہی پر اکتفا کیا جائے تو اختلافات بڑھ جائیں گے۔

رسول ﷺ کے انتقال کے بعد اختلاف ہوا کہ آپ کو کہاں دفنایا جائے؟ حضرت ابوبکرؓ نے حدیث پیش کی: نبی وہیں دفنایا جاتا ہے، جہاں اُس کی روح قبض ہوتی ہے۔ (ترمذی)۔ اختلاف ختم ہو گیا۔

رسول ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت فاطمہؓ نے اختلاف کیا کہ رسول ﷺ کا ورثہ بھی تقسیم ہونا چاہیے، لیکن جب حدیث پیش کی گئی: ہمارا (انبیاء کا) ورثہ تقسیم نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑیں، وہ صدقہ ہے، تو اختلاف ختم ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

رسول ﷺ کے انتقال کے بعد، انصار نے رائے پیش کی کہ ایک امیر قریش میں سے ہوگا اور ایک امیر انصار میں سے ہوگا۔ اس موقع پر حدیث پیش کی گئی: امام اور خلیفہ قریش میں سے ہوں گے۔ اختلاف ختم ہو گیا۔

اس طرح بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی صحیح اور ثابت شدہ احادیث ہمارے لیے رحمت ہیں۔ اِن سے اختلافات کم ہوتے ہیں ، بلکہ اِن سے اختلافات کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اِن سے امت کے اندر اتحاد کی فضا پیدا ہوتی ہے ، اور گروہ بندی اور فرقہ پرستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اعتراض 19 | قرآن نے قیامت تک آنے والی جزئیات کو خود کیوں متعین نہیں کر دیا؟

جواب: منکرینِ حدیث کا یہ سوال عجیب وغریب ہے، یہ حضرات اپنے آپ کو اہل القرآن کہتے ہیں، احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ اعتراض اب خود قرآن پر ہے، جب کہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

اَحادیث قرآن کی تشریح کرتی ہیں ، جزئیات بتاتی ہیں۔

محمد ﷺ پر کی گئی وحی ، تمام زمانوں اور مکانوں کے لیے ہے۔اسی لیے وحی (قرآن وسنت) میں جہاں اُصولی احکام ہیں، وہیں فروعی احکام بھی ہیں، علاوہ ازیں ایسے لچک دار اُصول وقواعد بھی ہیں، جن کی روشنی میں امت کے فقہاء اور مجتہدین نئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرسکیں۔ چونکہ مسائل اور حوادث ان گنت اور لاتعداد ہوتے ہیں، اس لیے تمام جزئیات کا جواب نہیں دیا گیا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف قرآن بلکہ احادیث میں بھی ، احکام کے ساتھ ساتھ اصول بھی بیان کیے گئے ہیں۔

شریعتِ محمدیؐ ، مندرجہ ذیل چار (4) چیزوں پر مبنی ہے۔

1- قرآن کے محکمات اور نصوص

2- احادیثِ صحیحه و ثابته پر مبنی، محکمات اور نصوص۔

3- قرآن کے تمام اُصول وقواعد، جن کی روشنی میں اجتہاد کیا جاتا ہے۔

جیسے: ﴿وَمَا جعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج:78)

4- احادیثِ صحیح وثابتہ میں موجود اُصول وقواعد ، جن کی روشنی میں اجتہاد کیا جاتا ہے۔

جیسے: ﴿ لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ﴾ (سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب 17، حدیث:2430)

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا چار (4) چیزوں میں سے ، پہلے دو میں تو صریح اَحکام عطا کیے ہیں ، جب کہ بقیہ دو میں ، ایسے اصول وقواعد عنایت فرمائے ہیں ، جن کی روشنی میں امت کے مجتہدین و فقہاء اپنے وقت کی ضروریات کے پیشِ نظر اجتہاد کرسکتے ہیں۔

اِجتہاد کے سلسلے میں یہ بات ذہن نشین کرلیجیے کہ اِجتہاد قرآن وسنت کی محکم تعلیمات کی روشنی میں اِن کی چھتری کے نیچے رہ کر کیا جاتا ہے۔اِجتہاد کا مطلب، شریعت محمدی کی تنسیخ نہیں ہے۔علاوہ ازیں عقائد اور عبادات میں اجتہاد حرام ہے۔اِن امور میں کلی طور پر صرف اور صرف وحی (قرآن اور سنت ثابتہ) ہی پر اعتماد کیا جائے گا۔البتہ زندگی کے عملی مسائل میں، نئے حوادث کے پیشِ نظر مجتہدینِ امت

www.sirat-e-mustaqeem.com

مندرجہ بالا دو (2) اصولوں کی روشنی میں اجتہاد کرتے ہیں۔ اسی لیے نہ صرف قرآن بلکہ احادیث میں بھی ایسے جامع اُصول و قواعد بیان کیے گئے ہیں ، جن سے قیامت تک پیش آنے والے نئے معاملات میں اجتہاد کیا جاسکتا ہے۔

یاد رہے کہ کسی مجتہد اور کسی غیر نبی کو، وحی میں تبدیلی کا حق حاصل نہیں ہے۔ البتہ قرآن و سنت نے اضطراری حالات کے لیے خصوصی رعایتیں دی ہیں ، اپنے اپنے وقت میں اِضطراری حالت کا تعین کرنا اور ان کے مطابق سہولتیں اور رخصتیں فراہم کرنا، مجتہدین کا کام ہے ، لیکن یہ عام حالات کے لیے نہیں ہے۔ عام حالات میں قرآن و سنت کے اصل، محکمات اور نصوص ہی پر عمل کیا جائے گا۔

حضرت عمرؓ کے بارے میں بھی لوگوں کو بعض غلط فہمیاں لاحق ہیں۔ دانا دشمنوں کی بھی ان پر کرم فرمائیاں ہیں اور نادان دوستوں کی بھی۔

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے کے مخصوص حالات کے پیش نظر، بحیثیت قاضی یعنی جج (Jurist) بعض تعزیری فیصلے کیے۔ ان فیصلوں کی حیثیت شریعت کے ابدی اور دائمی احکامات کی نہیں ہے۔ ان کی حیثیت نظائر کی ہے۔ آج کے فقہاء اور قاضی بھی ، ان جیسے مخصوص حالات میں ان کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ دے سکتے ہیں۔

سوالات

1- ثابت کیجیے کہ وحی میں قرآن کے علاوہ حدیث بھی شامل ہے۔

2- سب سے پہلے قرآن ہے یا حدیث؟ ہم نے حدیث کی روشنی میں قرآن کو اللہ کا کلام تسلیم کیا ہے؟ یا قرآن کی روشنی میں حدیث کو؟ دلائل سے ثابت کیجیے۔

3- قرآنِ مجید میں ﴿الْحِكْمَةُ﴾ ، ﴿الْمِيزَانُ﴾ اور ﴿النُّورُ﴾ کے الفاظ سے کیا مُراد ہے؟ قرآنی آیات کے حوالوں سے وضاحت کیجیے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

4- قرآن سے ثابت کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ پر قرآن کے علاوہ بھی وحی اترتی تھی۔

5- قرآن کی کتابت کون کون سے صحابہؓ نے کی؟ اور احادیث کی کتابت کی سعادت کن کن صحابہؓ کے حصے میں آئی؟

6- قرآن کی کتابت کی تحسین کے مختلف مراحل بیان کیجیے ، پھر احادیث کی کتابت کی تحسین کے مراحل بیان کیجیے۔

7- قرآن کی قراءت کے سات (7) مشہور امام کون کون سے ہیں؟ کیا صرف کتابی قرآن پر اکتفاء کر لینے سے قرآن محفوظ ہو جاتا؟ قراءت قرآن کی کیا اہمیت ہے؟

8- ثابت کیجیے کہ تواتر سے بھی یقینی علم حاصل ہوتا ہے اور نیک اور صالح راویوں کی صحیح اور حسن روایتِ حدیث سے بھی یقینی علم حاصل ہوتا ہے ، ضعیف احادیث سے یقینی علم حاصل نہیں ہوتا۔

9- کسی حدیث کی صحت یا ضعف کے بارے میں ، علمائے حدیث اور محدثین میں اختلاف پیدا ہو جائے تو عام آدمی کو کیا کرنا چاہیے؟

10- احادیث ہی کی وجہ سے مختلف فقہی مذاہب حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی وغیرہ وجود میں آئے ہیں ، اس لیے کیا احادیث کو چھوڑ دینا چاہیے؟

11- ثابت کیجیے کہ احادیث سے اختلافات میں اِضافہ نہیں ہوتا، بلکہ کمی ہوتی ہے، حدیث باعثِ رحمت ہے۔

12- فروعی اور ذیلی جزئیات کے حل کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

****

www.sirat-e-mustaqeem.com

تازہ ترین پیشکش

مبتدی طلبہ کے لیے نہایت مفید

معارفِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(پانچ سو سے زیادہ منتخب احادیث برائے حفظ)

خصوصیات

(1) متنوع موضوعات
(2) دلچسپ عنوانات
(3) متن اور بین السطور ترجمہ
(4) مکمل تخریج

خلیل الرحمٰن چشتی

صفحات: 248 — قیمت: 100 روپے

پانچواں ایڈیشن

توحید کی مختلف قسموں کو سمجھنے کے لیے ایک مفید کتاب

توحید اور شرک

محمد خان منہاس ، خلیل الرحمٰن چشتی

- توحیدِ ذات
- توحیدِ صفات
- توحیدِ ربوبیت
- توحیدِ الوہیت
- توحیدِ استعاذہ
- توحیدِ علم
- توحیدِ اختیار
- توحیدِ حاکمیت
- تشریعی توحید

صفحات: 208 — قیمت: 100 روپے

www.sirat-e-mustaqeem.com

چوتھا ایڈیشن

قواعدِ زبانِ قرآن

یہ کتاب بالغ مبتدیوں کے لیے ، قرآنی مثالوں کے ساتھ ،
مرتب کی گئی ہے تاکہ تعلیم یافتہ افراد کو فہمِ قرآن میں مدد مل سکے۔

اس کتاب کی خصوصیات

- عربی زبان کے قواعد، آسان اور سلیس زبان میں
- مثالوں کی تحلیل اور تجزیہ
- مشقیں (یہ کتاب ایک Work Book بھی ہے)
- قرآنی مثالیں اور قرآنی مشقیں
- اسباق کے اختتام پر خلاصہ
- دو رنگوں کا استعمال
- Tables and Charts

مرتب: خلیل الرحمٰن چشتی

حصۂ اول:	صفحات: 760	کاغذ: معیاری	مجلد	قیمت: 800 روپے
حصۂ دوم:	صفحات: 944	کاغذ: معیاری	مجلد	قیمت: 600 روپے

الفوز اکیڈمی ، اسلام آباد

Al-Fawz Academy
Between Golra & Police Foundation
Street 15, E-11/4, Golra, Islamabad

Tel 051-210-67 83
Tel 051-211-26 50
Fax 051-211-26 51

E-mail: chishti@apollo.net.pk

www.sirat-e-mustaqeem.com

الفوز اکیڈمی کی دیگر مطبوعات

1- قواعدِ زبانِ قرآن (اوّل)
2- قواعدِ زبانِ قرآن (حصہ دوم)
3- حدیث کی اہمیت اور ضرورت
4- معارف نبوی ﷺ
5- قیادت اور ہلاکتِ اَقوام
6- تزکیۂ نفس
7- سورۃ یٰس
8- نجات کا تصور اور عقیدۂ شفاعت
9- نصاب برائے حفظ
10- رسالت
11- اسلام میں آخرت کا تصور
12- نماز
13- اِنفاق فی سبیل اللہ
14- درسِ قرآن کی تیاری کیسے کی جائے؟
15- مؤثر اِبلاغ
16- اِسلامی تربیت گاہیں
17- خلاصۃ القرآن (زیرِ طبع)

طلبہ ، مکتبہ جات ، اور ڈسٹری بیوٹرز کے لیے خصوصی رعایت